اللھم عجل لولیک الفرج

امام زمانہ پر 1100 سال قدیمی کاوش الغیبہ

غیبتِ نعمانی

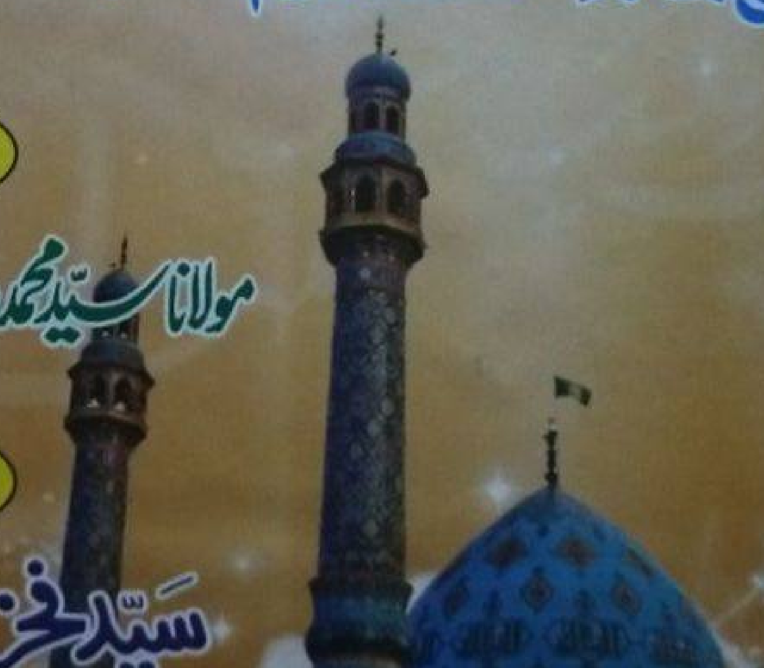
الشیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراھیم الکاتب النعمانی طاب ثراہ

مترجم

مولانا سید محمد عدنان نقوی ادام عزہ

پیشکش

سید فخر امام کاظمی



بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

0333-3360786

E-mail: baadshahfs@gmail.com

یا مہدیؑ ادرکنی یا مہدیؑ اغثنی

امام مہدیؑ کے احوال پر 1100 سو سال قدیمی کاوش الغیبہ

پاک و ہند میں پہلی بار بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات نے اردو ترجمہ شائع کیا

غیبتِ نعمانی

تالیف

الشیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم الکاتب النعمانی طاب ثراہ

مترجم

مولانا سید محمد عدنان نقوی ادام عزہ

پیشکش

سید فخر امام کاظمی

بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

Cell: 0333-3360786

نام کتاب : غیبتِ نعمانی

تالیف : الشیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم الکاتب النعمانی طاب ثراہ

مترجم : مولانا محمد عدنان نقوی ادام عزہ

پیش کش : فخر امام کاظمی

کمپوزنگ : ال م گرافکس

ٹائٹل ڈیزائننگ : Murshad Graphics

اشاعت اول : مارچ 2020ء || تعداد اشاعت : 500

ہدیہ : -/700 روپے

ناشر : بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

ملنے کا پتہ

☆ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ، لاہور 042-37223686

☆ القائم بک ڈپو کربلا گامے شاہ لاہور 0336-4761012

☆ بخاری بک ڈپو، کروڑ لعل عیسن، لیہ 0306-8668516

آئینہ اوراق

انتساب

یہ کتاب چونکہ ایامِ فاطمیہؑ میں پایہ اختتام کو پہنچ رہی ہے اس لئے اسے

مخدومہ کائنات، فاتحہ مباھلہ،
مصداق انما، تفسیر سورہ کوثر،
تاویلِ سورہ رحمٰن، مرکزِ دائرہ عصمت،
وقارِ ھل اتی، محورِ حدیث کساء،
منبع مخزنِ طہارت، اُم الائمہؑ،
اُم ابیھا، خاتونِ جنت،
بتولِ عزرا، صدیقہ کبری،

سیدۃ النساء العالمین

حضرت فاطمۃُ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیتُ الحزن
میں گزرنے والے وقت کے نام

سید علی ذوالقرنین کاظمی

عرضِ ناشر

قارئین کرام!..........السلام علیکم، یا علی مدد

بقیۃ اللہ پبلی کیشن دینی کتب کی اشاعت کے حوالے سے ایک جانا پہچانا ادارہ ہے۔ ادارہ عرصہ دراز سے دینی کتب کی اشاعت میں اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ادارے کا مطمع نظر عوام تک بہتر اور سستے ترین انداز میں کتب کی ترسیل ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ادارہ ھذا کو اس عظیم کام کی انجام دہی کیلئے بھرپور وسائل عطا فرمائے۔

زیرِ نظر کتاب آقائی ابن ابی زینب نعمانی کی تالیف ہے۔ یہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کے بارے میں گیارہ سو سال قدیمی کاوش ہے۔

تائید امام زمانہؑ سے پاک وہند میں سب سے پہلے ہم اس کا اردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔ حجت خدا کا شکر ادا کرتے ہیں

ہمیں ایسی عظیم کتاب کو اردو قالب میں ڈھال کر مومنین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت عطا کی۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کتاب کی ڈیزائننگ، پرنٹنگ اور کاغذ تمام چیزیں معیاری ہوں۔

اس کو اردو زبان میں ڈھالنے کی سعی ہمارے محترم مولانا سید محمد عدنان نقوی ادام عزہ نے کی۔ مالک کائنات ان کی توفیقات میں اضافہ کرے اور انہیں دین وابنائے دین کی مزید خدمت کی توفیق عطا کرے۔ برادرم پنڈی گھیب (اٹک) کے چھوٹے سے گاؤں تھمی سید وشاہ میں علم کی بستی بسائے ہوئے ہیں اور صدقہ آلِ محمدؐ کا اپنے شب وروز خدمت مذہب حقہ میں مشغول ہیں ہمیں ایسے علماء کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ ایسے ہیرے عرصوں بعد سامنے آتے ہیں۔

وہ اس سے قبل ✿ تفسیر مرآۃ الانوار و مشکوۃ الاسرار،

- الامام المهدی ؑ من المهد الی الظهور
- ابصار العین
- الامام الصادق ؑ من المهد الی اللحد
- لواعج الاشجان
- تفسیر ابو حمزہ الثمالی
- شکوی الامام
- شکوی القرآن
- خطبہ شعبانیہ اور خطبہ غدیر جیسی کئی کتابیں تیار کر کے مومنین سے دعائیں لے چکے ہیں۔

یہ کتاب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے متعلق معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

میری دُنیا اور آخرت دونوں انہی سے وابستہ ہیں۔ وہ ایسے غائب ہیں کہ اگر آنکھیں انھیں تلاش کرنے نکلیں تو تارِ نگاہ ٹوٹ جائے مگر ان تک رسائی نہ ہو سکے اور وہ ایسے ظاہر ہیں کہ خلوت گاہِ قلب میں ہمہ وقت ان کی مسند بچھی رہتی ہے۔

وہ آنکھ کے اندھوں کو نظر آ سکتے ہیں لیکن دل کے اندھوں کو نظر نہیں آ سکتے۔

میں فقط اپنے "امام زمانہ" پر ہی توکل کرتا ہوں اور اُن ہی کی مدد کا طلب گار رہتا ہوں کیونکہ میرا مرشد۔ میرا ہادی رہبر صرف اور صرف "میرے زمانے کا امام" ہے۔

اس کے علاوہ کسی اور کی طرف میری نظر اٹھتی ہی نہیں۔ بیشک انہی کی معرفت کے لئے مجھے دُنیا میں بھیجا گیا ہے اور بیشک میری بازگشت انہی کی طرف ہے۔

آخر پر یہی کہوں گا۔۔۔۔

شاہوں کو مُبارک ہوں بادشاہی
مولائی کو مولاؑ کی غلامی سے غرض

(سگِ درِ بتولؑ)

مخدوم سید فخر امام کاظمی

درگاہ پنجتن پاکؑ حیدر کالونی گجرات

پیش گفتار

تمام تعریفیں خدائے مہربان کے لیے جس نے بندوں پر کرم کی انتہاء کرتے ہوئے انہیں محمد و آل محمدؑ جیسے ہادی عطا کیے جو درود کے لیے بھی سبب افتخار ہیں۔ ان ہی صدقے میں خدا نے وجودِ ہستی میں جان پیدا کی اور ہر ذی شرف کو شرف عنایت کیا۔ تو ان پر خدا ایسا درود ہو جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

قارئین کرام! یہ زمانہ سرکار ولی العصرؑ کی غیبت کبریٰ کا زمانہ ہے۔ اس وقت امام بامرِ خدا ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ہم سے لاتعلق اور بے خبر ہیں۔ بلکہ اُن کو ہمارے احوال اور ہمیں درپیش مسائل پورا پورا علم ہے۔ ہماری کوئی بھی بات ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ اُن ہی دعا کا اثر ہے کہ اس پر آشوب دور میں بھی ہماری بقاء کا سامان میسر ہے، ورنہ دشمن ہمیں کچل دیتے اور ہمارا وجود صفحۂ ہستی سے مٹا کر اپنی فرعونیت کا اعلان کر چکے ہوتے۔

امامؑ ہماری محفلوں اور گھروں میں تشریف لاتے ہیں، مگر یہ الگ بات ہے کہ ہمیں ان کی آمد کی خبر نہیں ہوتی۔ جب ہمارے امامؑ ہر وقت ہمیں یاد رکھتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے آقا سے غافل نہ ہوں اور پورے انہماک کے ساتھ ان کے ظہورِ پرنور کے لیے منتظر رہیں اور اس کی خاطر کچھ عملی اقدام کریں۔

کیونکہ امامؑ کے ظہور کا انتظار کرنا اس اُمت کی عبادات میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ جب یہ عمل سب سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے تو یقیناً اس کا فلسفہ بھی سب سے اہم ہوگا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس انتظار کے حقیقی فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے اعمال

کو اس کے مطابق ڈھالیں۔

ایسا اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کریں اور ان کے مقام و مرتبے کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت حاصل کر لی وہ ایسا کہ گویا قائم آل محمدؑ کے ہمراہ ان کے خیمے میں موجود ہو۔ (المحاسن: ۱۵۵؛ بحار الانوار: ۲۳ر ۱۷۷؛ اثبات الہداۃ: ۱ر ۸۶)

علاوہ بریں ہمارے اعمال روزانہ کی بنیاد پر امامؑ کی خدمت میں پیش ہو رہے ہیں۔ سو ہمیں اس امر کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ ہم اچھے اعمال آگے بھیج کر امامؑ کو خوش کر رہے ہیں یا اپنی بداعمالیوں کے سبب خود کو امامؑ سے دور کرتے جا رہے ہیں۔ اگر ہم اس احساس کے ساتھ روزانہ کی بنیاد پر اپنا محاسبہ کریں اور بعد از نماز فجر دعائے عہد کی تلاوت کو اپنا معمول بنا لیں تو یقیناً ہم امام زمانہؑ کے انصار میں شامل ہو سکتے ہیں۔

یہ بندۂ کم مایہ کی امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کے احوال پر ترجمہ کردہ تیسری کتاب ہے۔ یہ آقائے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم الکاتب النعمانی کی عرق ریزی کا حاصل ہے۔ قبلہ محترم ابن ابی زینب کی کنیت سے معروف ہیں اور ان کی وفات 3۶۰ ہجری کی حدود میں ہوئی۔ یہ صاحب اصول کافی شیخ یعقوب کلینی رضوان اللہ علیہ کے کاتب تھے۔ علماء رجال نے ان کے بارے بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے علم کے حصول اور احادیث نقل کرنے کی غرض سے مختلف دیار و امصار کے سفر کیے۔ اس دوران کئی ایک محدثین و بزرگان دین سے استفادہ کیا۔

سالہا سال کی محنت شاقہ سے انہوں نے بہت سے قابل شاگرد پروان چڑھائے اور مختلف موضوعات علمی کتابیں تالیف کیں۔ ان کا زمانہ امام عصرؑ کی غیبت کبریٰ کے اوائل میں سے ہے۔ اس لیے ان کی تحریریں ایک الگ حیثیت کی حامل ہیں۔ زیر نظر کتاب ان

کے علمی شاہکاروں اور قابل فخر کارناموں میں سے ایک ہے۔

اس کتاب میں قبلہ بزرگوارؒ نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ذات بابرکات سے متعلق احادیث کا بیش بہا ذخیرہ جمع کیا اور اپنے اہل ایمان بھائیوں کو ان کی روحانی غذا بہم پہنچائی ہے۔ خلاق عالم ان کی اس کاوش کو بارآور کرے اور انہیں اس کا اجر جزیل عنایت فرمائے۔ (آمین!)

بعینہٖ دعا گو ہوں کہ خدائے لم یزل اس کتاب کے ترجمہ کے حوالہ سے میری اور میرے مخلص بھائیوں کی سعی قبول کرے۔ اور بصدقہ محمد و آل محمدؑ اس کو ہماری ہدایت و بخشش کا وسیلہ قرار دے۔

عبد قائمؑ
سید محمد عدنان نقوی
ٹھٹھی سیدو شاہ (اٹک)
یکم فروری ۲۰۲۰ بروز ہفتہ
بمطابق ۶ جمادی الثانی ۱۴۴۱ ہجری

❁❁❁❁

مولفؒ کے حالات

اسم گرامی

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الکاتب النعمانی البغدادی، المعروف ابن ابی زینب۔

اولاد

نجاشی کہتے ہیں: وزیر ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین بن علی بن محمد بن یوسف المغربی، مولف گرامی کے نواسے تھے۔

مدح و تعریف

شیخ نجاشی کہتے ہیں:

شیخ من اصحابنا، عظیم القدر، شریف المنزلة، صحیح العقیدة، کثیر الحدیث

"وہ ہمارے مذہب کے جید و بزرگ ترین عالم، جلیل القدر، صاحب مقام و مرتبہ، صحیح العقیدہ اور بہت بڑے محدث تھے۔"

ماحوزی کہتے ہیں: ممدوح، جلیل، من مشایخ الاجازة "وہ واقعاً قابل تعریف ہستی، جلیل المرتبت عالم اور اجازہ صادر کرنے والے بزرگ علماء میں سے تھے۔"

عمر رضا کحالہ کہتے ہیں: مفسر، محدث، متکلم "وہ مفسر و حدیث دان اور علم کلام میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔"

اسفار

آقائے ابن ابی زینب نعمانیؒ نے سن ۳۱۳ ہجری میں شیراز کی طرف سفر کیا، اس کے بعد بغداد، پھر شام اور اردن کے علاقے طبریہ میں حدیث کا سماع کیا، بعد ازاں دمشق میں داخل ہو گئے۔ پھر اپنی عمر کے آخری حصے میں حلب مقیم ہوئے اور وہیں اپنی یہ کتاب الغیبہ روایت کی۔

مشایخ و اساتیذ

۱۔ ابوالعباس احمد بن سعید بن عقدہ الکوفی (آغاز تحصیل: ۳۲۷ ہجری در بغداد)

۲۔ ابوسلیمان احمد بن نصر بن ہوذہ الباہلی۔

۳۔ ابوعلی احمد بن محمد بن یعقوب بن عمار الکوفی: (آغاز تحصیل: ۳۲۷ ہجری در بغداد)

۴۔ ابوالقاسم حسین بن محمد باوری۔

۵۔ سلامہ بن محمد بن اسماعیل الارزنی، نزیل بغداد۔

۶۔ ابوالحارث عبداللہ بن عبدالملک بن سہل طبرانی (در طبریہ)

۷۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن یونس الموصلی۔

۸۔ عبدالواحد بن عبداللہ بن یونس الموصلی۔

۹۔ علی ابن احمد البندنیجی۔

۱۰۔ علی بن الحسین المسعودی۔

11۔ محمد بن حسن بن محمد بن جمہور العمی۔

۱۲۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری۔

۱۳۔ محمد بن عبداللہ بن معمر طبرانی (در طبریہ، سن ۳۳۳ ہجری)

۱۴۔ محمد بن عثمان بن علان الدہنی البغدادی (در دمشق)

۱۵۔ ابوعلی محمد بن ہمام بن سہیل بن بیزان الکاتب الاسکافی المتوفی ۳۳۶ھ (در بغداد: سن ۳۲۷ ہجری)

۱۶۔ محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی: آپؒ نے زیادہ انہی اکتساب فیض کیا، آپؒ ان کے کاتب تھے اور اس وجہ سے کافی شہرت رکھتے تھے۔

۱۷۔ ابوالقاسم موسیٰ بن محمد الاشعری القمی ابن بنت سعد بن عبداللہ۔ (در شیراز: سن ۳۳ ہجری)

تلامذہ

نجاشی کہتے ہیں: میں نے ابوالحسن محمد بن علی شجاعی الکاتب کو دیکھا۔ ان کے سامنے مشہد عتیقہ میں شیخ محمد بن ابراہیم نعمانیؒ کی کتاب الغیبہ پڑھی گئی،

اسے انہوں نے خود ان کے سامنے پڑھا۔ ان کے بیٹے ابوعبداللہ حسین بن محمد شجاعی نے اس کتاب اور دیگر کتابوں کے متعلق وصیت کی ہے، اور وہ نسخہ جو ان کے سامنے پڑھا گیا وہ اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔

تالیفات

۱۔ التسلی فی عقاب اللہ تعالیٰ فی الدنیا کثیرا من قتلۃ مولانا الحسین علیہ السلام۔

۲۔ التفسیر: یہ امیر المومنینؑ سے مروی ایک خبر واحد پر مشتمل ہے جس میں قرآن کریم کی آیات کو ساٹھ انواع میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر قسم کے لیے ایک مثال ذکر کی گئی ہے۔ آقائے بزرگ طہرانی الذریعہ میں نقل کرتے ہیں کہ شیخ حر عاملی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس تفسیر کا ایک حصہ دیکھا ہے، آقائے طہرانی کہتے ہیں: شاید اس سے ان کی مراد وہ مبسوط و مفصل روایات ہوں جسے شیخ نعمانی رضوان اللہ علیہ نے اپنی استاد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا اور انہیں اپنی تفسیر کا مقدمہ قرار دیا۔ یہ وہی روایات ہیں جو ایک مختصر خطبے کے ساتھ مستقل طور پر بھی مدون کی گئیں اور انہیں "المحکم

والمتشابہ" کا نام دیا گیا۔ جیسا کہ اس کا بیان آئے گا کہ انہیں سید مرتضیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ: جلد ۴ صفحہ ۳۱۸ نمبر شمار: ۱۳۳۲)

اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: **المحکم والمتشابہ**، سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ ابوالقاسم علی بن ابی احمد الحسین الموسوی المتوفی ۴۳۶ ہجری کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی سید کی طرف نسبت علامہ مجلسی نے بحار الانوار کے شروع میں دی، اسی طرح محدث حر عاملی اور محدث بحرانی نے بھی اس کا ذکر انہی کے حوالہ سے کیا۔ البتہ ان سب نے اس کتاب کے متعلق اپنے بیان کے آخر میں اس امر کی تصریح کی کہ یہ سب تفسیر نعمانی سے نقل ہوا ہے۔ متقدمین علم رجال کی کتابوں جیسے نجاشی، فہرست اور معالم العلماء میں اس کا ذکر سید کی کتابوں کے ذیل میں نہیں ہوا۔ علامہ مجلسی **رضوان اللہ علیہ** نے بحار الانوار کی قرآن والی جلد میں اسے مکمل طور پر نقل کیا ہے۔۔۔ (الذریعہ: جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۴ نمبر شمار: ۲۳۶۱)

۳۔ جامع الاخبار: جیسا کہ ان کے حالات لکھنے والے بعض علماء کرام نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۴۔ الرد علی الاسماعیلیہ۔

۵۔ الغیبہ: اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان کی جا رہی ہے۔

۶۔ نثر اللآلی فی الحدیث: ان کے حالات کے قلم بند کرنے والے بعض علماء نے اس کا ذکر بھی انہی کے حوالہ سے کیا ہے۔

وفات

انہوں نے دمشق میں سن ۳۶۰ کی حدود میں دار فانی سے جہان ابدی کی جانب رحلت فرمائی۔

کچھ اِس کتاب کے بارے میں

یہ بہت عظیم الشان کتاب ہے جسے مولف گرامی قدر نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذکر و احوال کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اور اس میں ان کی امامت کے بارے میں بہت سی نصوص ذکر کی ہیں۔ پھر ان احادیث کو لائے ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ خدا زمین کو اپنی حجت کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہنے دیتا۔ بعد ازاں انہوں نے امامؑ کی غیبت، اوصاف و سیرت، طریقہ حکم و اصدار فیصلہ، افعال و کرامات، ظہور سے قبل ظاہر ہونے والی علامات اور دوسرے امور کی بابت احادیث کی ایک اچھی خاصی تعداد کو نقل کیا ہے۔

شیخ مفید رضوان اللہ علیہ، امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی امامت پر نصوص ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس ضمن میں روایات کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ جنہیں اس جماعت کے (شیعہ) محدثین نے جمع کیا اور اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ جن علماء و بزرگان نے ان روایات کو مکمل شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے ان میں سے ایک آقائے محمد بن ابراہیم الکنی ابو عبداللہ نعمانی ہیں جنہوں نے اپنی تصنیف 'الغیبہ' میں ان روایات کو نقل کیا ہے۔ (الارشاد: ۲/ ۳۵۰)

انہوں نے اس کی تالیف سے ماہ ذی الحجہ سن ۳۴۲ ہجری میں فراغت پائی۔

آقائے بزرگ طہرانی لکھتے ہیں: یظهر من بعض المواضع ان الکتاب کان موسوما او معروفا ب (ملاء العیبة فی طول الغیبة) ''بعض مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب ملاء العیبة فی طول الغیبة کے نام سے موسوم و معروف تھی۔''

اس کے متعلق آراء

فاضل تبحر شیخ حر عاملی کہتے ہیں: حسن جامع ''یہ اخبار و آثار معصومین کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔''

شیخ ماحوزی کہتے ہیں: فیه فوائد کثیرة و احادیث غریبة ''اس کتاب میں بہت سے اہم مطالب اور نایاب احادیث جمع ہیں۔''

اس کی بعض طبعات

۱۔ طبعہ حجریہ در طہران سنہ ۱۳۱۸ ہجری

۲۔ تبریز میں سنہ ۱۳۸۲ ہجری کا طبع، یہ مکتبہ صابری سے شائع ہوا ہے۔

۳۔ بیروت کا طبع سنہ ۱۴۰۳ ہجری میں، یہ موسسۃ الاعلمی بیروت کے صادر ہوا ہے۔

۴۔ طہران میں ۱۳۹۷ ہجری کا طبع، یہ علی اکبر غفاری کی تحقیق کے ساتھ مکتبة الصدوق سے شائع ہوا ہے۔

اس کتاب کی تحقیق میں جن نسخوں پر اعتماد کیا گیا

۱۔ ۱۴۰۳ ہجری میں بیروت سے شائع ہونے والا نسخہ۔ اس نسخے میں بہت زیادہ اغلاط ہیں۔ اس کی طرف ہم نے 'ب' سے اشارہ کیا ہے۔

۲۔ طہران سے ۱۳۹۷ ہجری میں علی اکبر غفاری جزاہ اللہ خیر الجزاء کی تحقیق کے ساتھ طبع ہونے والا نسخہ۔ ہم نے اس کتاب میں زیادہ تر اسی نسخے پر اعتماد کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تقابل بعض دیگر خطی نسخوں کے ساتھ بھی کیا گیا ہے۔ جن کا ذکر ہم ذیل میں کرنے لگے ہیں:

(الف) کامل خطی نسخہ کہ جو طہران میں کتب ملک کے خزانے میں نمبر شمار ۳۶۱۷ کے ساتھ محفوظ ہے۔ اس کے ۲۲۶ صفحات ہیں اس کا سائز ۱۰ سینٹی میٹر چوڑائی اور ۱۵ سینٹی میٹر

لمبائی ہے۔ ہر صفحے پر ۱۶ سطریں ہیں۔ اس کی کتابت محمد مومن گل پایگانی نے کی اور انہوں نے اس کتابت سے ۲۱ رمضان ۱۰۷۷ ہجری میں فراغت پائی۔ اس پر دیگر نسخہ جات کے تقابل کے آثار بھی موجود تھے۔

(ب) یہ نسخہ بھی اسی مکتبہ سے دستیاب ہوا ہے۔ اس کا نمبر شمار ۲۶۷۱ ہے۔ ان دونوں نسخوں کا ذکر مکتبہ کی فہرست کی جلد اول صفحہ ۵۳۰ پر موجود ہے۔ اس نسخے کے شروع، درمیان اور آخر سے ایک ایک صفحہ غائب ہے۔ یہ بہت ہی نفیس اور پرانا نسخہ ہے۔ اس کے تین سو بارہ صفحات ہیں اور لمبائی و چوڑائی ۲۱ر۱۴ سینٹی میٹر ہے۔ اس کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ دسویں صدی ہجری سے پہلے یا اس کی حدود میں طبع ہوا ہے۔

(ج) یہ مطبوعہ نسخہ ہے اس کی اسانید اور آخر کے دو ابواب کو مکتبہ رضویہ مشہد میں محفوظ ایک نسخے کے ساتھ مطابقت دی گئی ہے جو سنہ ۵۷۷ ہجری میں شائع ہوا تھا۔

جیسا کہ اس کے بعض ابواب کو طہران یونیورسٹی میں موجود ایک نسخے کے ساتھ ملا کر بھی دیکھا گیا ہے جو کہ ۵۷۸ نمبر پہ موجود ہے۔ فہرست میں اس کا ذکر ۱۴۳۹/۵ پہ موجود ہے۔ یہ بھی ایک نفیس نسخہ ہے۔ اس کے کل ۷۵ صفحات ہیں۔ ہر صفحے کی لمبائی ۲۵ر۱۰ سینٹی میٹر ہے اور اس کی سطریں ۳۲ ہیں۔ اس نسخے پر حاشیہ جات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دوسرے نسخوں کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اس پر صاحب مستدرک الوسائل میرزا حسین نوریؒ کا خط بھی موجود ہے۔ انہوں نے اسے اپنے لیے ۱۲۷۹ میں لکھا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہم نے 'ط' کا رمز استعمال کیا ہے۔

منہج تحقیق

ہم نے ان دونوں نسخوں کے مندرجات کو نہایت باریکی کے ساتھ باہم تقابل دیا اور جس قدر ہمارے بس میں تھا، تحقیق و تدقیق سے کام لیا۔ ہم نے زیر حاشیہ تمام نسخوں کے

درمیان اختلاف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ خواہ وہ خطی نسخوں میں تھا یا مطبوعہ میں۔ ہم نے اس کام کی تکمیل حسب ذیل چار مراحل میں کی:

۱۔ قرآن کی آیات کی کتابت کی اغلاط کو درست کیا۔

۲۔ احادیث کے حوالہ جات میں معتبر کتابوں سے تخریج کی۔

۳۔ اعلام و راویان اخبار کے ناموں میں کتب رجال پر اعتماد کیا۔ اور جہاں ضرورت تھی، بعض کے احوال کی طرف بھی کچھ اشارہ کیا۔

۴۔ بعض مبہم کلمات کی لغوی شرح ذکر کی۔

ہم آخر میں خدا کی حمد کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس کتاب کی تحقیق کو مکمل کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔ دعا ہے کہ خلاق عالم ہمیں میراث اہل بیتؑ کے دیگر ذخائر پہ بھی کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔ بلاشبہ وہی سب کا حقیقی مالک اور حامی و مددگار ہے۔

فارس حسون کریم
قم المقدسہ
یکم ذی القعدہ ۱۴۲۱ ہجری

مصادر:

۱۔ رجال نجاشی: ۳۸۳ نمبر شمار: ۱۰۴۳۔

۲۔ معالم العلماء: ۱۱۸ نمبر شمار: ۷۸۳۔

۳۔ الرجال لابن داؤد حلیؒ: ۱۶۰ نمبر شمار: ۱۲۷۸۔

۴۔ خلاصۃ الاقوال: ۲۶۷ نمبر شمار: ۹۵۸۹۵۸۔

۵۔ مجمع الرجال: ۵/۹۸۔

۶۔ منہج المقال: ۲۷۳۔

۷۔ امل الآمل: ۲/ ۲۳۲، نمبر شمار: ۶۹۱۔

۸۔ تذکرۃ المتبحرین: ۶۹۱۔

۹۔ جامع الرواۃ: ۲/ ۲۳، نمبر شمار: ۳۷۶۔

۱۰۔ بلغۃ المحدثین: ۳۰۰۔

۱۱۔ ریاض العلماء: ۵/ ۱۳۔

۱۲۔ منتہی المقال: ۵/ ۲۸۶، نمبر شمار: ۲۳۹۷۔

۱۳۔ کشف الحجب والاستار: ۳۲۵، نمبر شمار: ۲۵۳۳۔

۱۴۔ روضات الجنات: ۶/ ۱۲۷، نمبر شمار: ۵۷۲۔

۱۵۔ مستدرک الوسائل: ۱۹/ ۳۴۸، نمبر شمار: ۵۰۔

۱۶۔ الالقاب والکنی: ۱/ ۱۸۷۔

۱۷۔ الفوائد الرضویہ: ۳۷۷۔

۱۸۔ اعیان الشیعہ: ۹/ ۲۰۔

۱۹۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ: ۳/ ۳۱۸، نمبر شمار: ۱۳۳۲، ۱۶/ ۷۹، نمبر شمار: ۳۹۸

۲۰۔ تنقیح المقال: ۲/ ۵۵۔

۲۱۔ ہدیۃ العارفین: ۲/ ۳۶۔

۲۲۔ قاموس الرجال: ۷/ ۳۹۰۔

۲۳۔ معجم المؤلفین: ۸/ ۱۹۵۔

۲۴۔ معجم رجال الحدیث: ۱۴/ ۲۲۱، نمبر شمار: ۹۹۳۸۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

ہم سے بیان کیا شیخ ابوالفرج محمد بن علی بن یعقوب بن ابی قرۃ القنانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابوالحسین محمد بن علی البجلی الکاتب نے، (اس کی اصل میں الفاظ اس طرح ہیں: میں نے یہ نسخہ لکھا، اس وقت وہ اپنے اصل نسخے کو دیکھ رہے تھے۔) وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم النعمانی نے حلب میں۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی جانب ہدایت کرتا ہے۔ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ بندے اپنی جبین نیاز اُس کے آگے جھکائے رکھیں۔ کیونکہ اس نے انہیں پردۂ عدم سے نکال کر زیورِ وجود آراستہ کیا، انہیں خوب صورت شکل وشمائل دیے اور ان پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کی اس طرح انتہا کی کہ وہ اُن کو شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ خدا ہی کے احسان کا ایک مظہر ہے کہ اس نے بندوں کو پاکیزہ عقلوں، راسخ دلیلوں، فطرت صحیحہ اور محکم براہین و ادلہ سے اپنی ربوبیت کی معرفت اور وحدانیت کے اقرار سے سرفراز کیا۔ اس پر مزید یہ کہ اُس نے اپنی مخلوق کی طرف اپنے برگزیدہ و چنیدہ رسول بھیجے جو اُس کے منتخب کردہ، بشارت دینے والے، اس کے غیظ وغضب سے ڈرانے والے، اس کی جانب راہنمائی کرنے والے، نصیحت و تنبیہ کرنے والے، اس کا پیغام پہنچانے والے، اس کے عائد کردہ فرائض و ذمہ داریوں کو انجام دینے والے، علم کی روشنی میں بات کرنے والے، روح القدس سے تائید شدہ، دلائل سے

غالب آنے والے، آیات و اعلام سے اہل باطل کو مقہور کرنے والے اور معجزات کے ذریعے ارباب دانش کو مبہوت کرنے والے ہیں۔ ان کو اس نے اپنی طرف سے خاص شرف و کرامت سے نوازا، اپنے غیب پر مطلع فرمایا اور اپنی قدرت سے اس میں رسوخ عطا کیا۔ جیسے وہ فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝

"وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے، مگر جس رسولؐ کو پسند کرلے تو اس کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔" (سورۃ الجن)

ایسا وہ ان کی قدر و منزلت کو بڑھانے اور عظمت شان کو ظاہر کرنے والے کے لیے کرتا ہے۔ تاکہ رسولوں کے بعد اس کی حجت باطل نہ ٹھہرے، اور اس میں کسی قسم کا نقص و کمزوری پیدا نہ ہو۔

تمام تعریفیں اُس خدا کے لیے ہیں جس نے سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا۔ جو کہ سب سے پہلے اس کے رب ہونے کا اقرار کرنے والے، اس کے انبیاء کے سلسلہ کو تمام کرنے والے، اس کے پیغام کے ذریعے تنبیہ کرنے والے، اس کے محبوب ترین اور معزز ترین رسول ہیں۔ اس کے یہاں اُن کا رتبہ سب سے بلند اور مقام و مرتبہ خاص ہے۔ خدا نے ان کو تمام تر اوصاف و کرامات عطا کی ہیں جو سابقہ انبیاءؑ کو دی تھیں۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی گنا زیادہ فضائل و مراتب سے نوازا۔ ان پر فضیلت و سروری عطا کی اور ان کا امام بنایا۔ جیسا کہ آپؐ نے آسمان پہ انہیں نماز پڑھائی تھی اور اُن سب پر آپؐ کو فوقیت دی گئی۔ خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو شفاعت کے مرتبے پر فائز کیا اور اپنی ملکوت کی بلندیوں میں لے گیا اور آپؐ نے اس کے محل جبروت میں اس سے کلام کیا۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرب فرشتوں کے مراتب، کروبین فرشتوں اور عرش کے گرد حلقے میں رہنے والے ملائکہ کے مقامات سے بھی آگے نکل گئے۔

خدا نے آپؐ پر اپنی وہ کتاب نازل کی، جو اس کی سابقہ پر نگہبان اور علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ ہے۔ اس پر مزید یہ کہ خدا نے اس کتاب کو ہر شے کا جامع بیان کرنے والا بنایا۔ اس میں خدا نے کسی چیز کا بیان ادھورا نہیں چھوڑا۔ شکر ہے خدائے عز و جل کا کہ اس نے ہمیں گمراہی و تاریکی سے نجات دی اور جہالت و پستی سے نکالا۔ اُس نے آپؐ کی لائی ہوئی کتاب اور کامل دین کے ذریعے ہماری ہدایت کا سامان کیا اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی ولایت کی جانب ہماری راہنمائی کی۔ یقیناً ہم اس کے احسان عظیم کا بدلہ نہیں دے سکتے کہ اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرینؑ کے طفیل ہمیں آراء و اجتہاد باطلہ کے الجھاؤ سے بچا کر صراط مستقیم پہ گامزن کیا۔

خدا کا درود ہو آپؐ پر اور اپنے بھائی مولا امیر المومنین علیہ السلام پر کہ جو ان کے بعد سب سے بلند مرتبہ، مشکلات میں ان کا ساتھ دینے والے، اہل کفر و جہالت کے سروں پر خدا کی لگی ہوئی تلوار اور مخلوق پر عدل و احسان کے ساتھ اس کا سایہ کیا ہوا ہاتھ ہیں۔ وہ کہ جو ہر حال میں اس کی راہ پہ قائم رہے اور حق جہاں بھی پہ تھا اس کے ساتھ رہے، وہ اس کے علم کے خازن، اس کے اسرار کا دفینہ اور اس کے مخفی امور و رموز کا علم رکھنے والے ہیں۔ بعد ازاں اس کا کامل و اکمل درود ہو اُن طیب و طاہر اور منتخب و منتجب آئمہؑ پر کہ جو خدا کی رحمت کا سرچشمہ، نعمت کا محل و مقام، تاریکیوں میں روشن ہونے والے مکمل چاند، بندوں کے لیے نور ہدایت، علم کے بے کراں سمندر اور سلامتی کا وہ دروازہ ہیں جس سے داخل ہونے کا حکم خدا کی تمام مخلوق کو دیا گیا اور اس کے خلاف سمت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

"ایمان والو! تم سب مکمل طریقے سے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطانی اقدامات کا اتباع نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔" (سورۃ بقرہ)

یہ درود سب سے افضل و اشرف، سب سے پاک و برتر، سب سے اعلیٰ و عظیم تر ہو۔ اور اس کے ساتھ اس قدر سلامتیاں اور رحمتیں ہوں کہ جیسے خدا سلامتی بھیجے اور محمد و آل محمد سلامتی وصول کرنے کے اہل ہیں۔

اس کے بعد عرض یہ ہے کہ ہم شیعہ خیر البریہ کی طرف منسوب کچھ گروہوں کو دیکھا ہے جو اسی اُمت محمدیہ سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ عقیدہ امامت کے قائل بھی ہیں کہ جسے خدا نے اپنا حقیقی دین، لسان صدق، اپنے داخل ہونے والے کے لیے باعث زینت بنایا اور اپنے ماننے والوں کی نجات و بھلائی کا ضامن بنایا کہ جو اس کا حق ادا کریں، اس کے عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں، اس کی شرائط کو پورا کریں، اس کے ساتھ ساتھ فریضہ نمازوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کو اپنا معمول بنائیں، اچھائی کے کاموں میں بڑھ بڑھ کے حصہ لیں، فحاشیوں اور برے کاموں سے اجتناب کریں، تمام منع کردہ باتوں سے باز رہیں، جلوت و خلوت میں خدا کو یاد رکھیں، اور اپنے دل و دماغ کو اور بدن کے تمام ظاہری اعضاء کو ان کاموں میں مصروف رکھیں کہ جو اس کے تقرب کا وسیلہ بنتے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اب وہ مختلف طبقوں میں بٹ چکے ہیں۔ انہیں خدا کے فرائض کا کچھ لحاظ رہا ہے، نہ اس کے حرام کردہ امور کی کوئی پروہ۔ بعض حد سے آگے نکل گئے اور بعض حد سے زیادہ پیچھے رہ گئے۔ سوائے چند ایک کے وہ سب کے سب اپنے زمانے کے امام، ولی امر اور حجت کے معاملے میں شک کا شکار ہیں کہ جسے خداوند عالم نے خود منتخب کیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ

"اور آپ ﷺ کا رب ہی جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے ان لوگوں کے پاس تو کسی کو منتخب کرنے کا کوئی اختیار نہیں" (سورۃ قصص:۶۸)

میں نے ان لوگوں کے امر غیبت میں آزمائش میں پڑنے کی وجہ سے یہ کتاب لکھی ہے۔ جبکہ اس کا ذکر پہلے رسول خدا ﷺ نے کیا، پھر امیر المومنین نے اس کے بارے میں بیان کیا، بعد ازاں یکے بعد دیگرے آئمہ طاہرین کی مبارک زبانوں سے اس کے متعلق نقل ہوتا رہا۔ حتی کہ جملہ آئمہ طاہرین نے اس کے واقع ہونے کے متعلق ارشاد فرمایا اور اس میں آنے والی آزمائش کی کیفیت کا ذکر کیا۔ جیسے لوگوں کا کھل کر برے اعمال سرانجام دینا، بخل و کنجوسی کو اپنی عادت بنانا، اچانک اور کثرت سے اموات کا واقع ہونا، خواہشات کی بے لگام سواری پہ سوار ہونا، عظیم ترین حقوق پامال کرنے خدا کی ناراضگی مول لینا اور ہمیشہ شک و حیرت میں جتلا رہنا۔ جیسا کہ امیر المومنین نے جناب کمیل بن زیادؓ سے علم حاصل کرنے والوں اور علم رکھنے والوں کی حالت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

او منقاد لاهل الحق لا بصيرة له ينقدح الشك في قلبه لاول عارض من شبهة. حتى اداهم ذلك الى التيه و الحيرة و العمى و الضلالة. و لم يبق منهم الا القليل. النزار الذين ثبتوا على دين الله. و تمسكوا بحبل الله. و لم يحيدوا عن صراط الله المستقيم.

"یا اس کا جھکاؤ اہل حق کی طرف ہوگا، مگر اس میں بصیرت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے وہ اپنے دل میں پیدا ہونے والے پہلے ہی شبہ سے شک میں پڑ جائے گا۔ اور بالآخر اس

کاشک تمام اہل حیرانی و سرگردانی، اور تاریکی و گمراہی کی طرف لے جائے گا۔ ان میں سے بہت تھوڑے ہی لوگ ہوں گے جو خدا کے دین پر قائم اور اس کی رسی کو تھامے رہیں گے۔ وہ خدا کے بتائے ہوئے صراط مستقیم سے ہرگز الگ نہ ہوں گے۔"

ان میں حق پہ ثابت رہنے والی ایسی جماعت کی صفات نمایاں ہوں گی کہ جو ادھر ادھر کی ہوائیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتیں، نہ فتنے و پرآشوب حالات اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ دنیا کی ظاہری زرق برق اپنے فریب کے جال میں پھنسا سکتی ہے اور نہ وہ بندوں کے ذریعے خدا کے دین میں داخل ہوتے ہیں کہ وہ انہیں اس سے نکال سکیں۔

جیسا کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

من دخل فی هذا الدین بالرجال اخرجه منه الرجال کما ادخلوه فیه. و من دخل فیه بالکتاب و السنه زالت الجبال قبل ان یزول.

"جو شخص اس دین میں لوگوں کے واسطے سے داخل ہوگا تو وہ اسے اس سے نکال باہر کریں گے، جیسے اس میں داخل کیا تھا۔ لیکن جو شخص کتاب و سنت کے ذریعے اس دین کو اپنائے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے گا۔"

(بحارالانوار: ۲ر۱۰۵؛ عوالم العلوم: ۳ر۴۰۰)

میں حلفاً یہ بات کہنے کے لیے تیار ہوں کہ لوگوں کو جس قدر بھی گمراہی، حق سے انحراف اور باطل مذاہب سے لگاؤ ہوتا ہے اس کی وجہ روایت و علم کی کمی اور اس میں عدم تدبر و درایت ہوتا ہے۔ باطل مذاہب کے پیروکار علم حاصل کرنے میں وہ اہتمام نہیں کرتے جو کرنا چاہیے اور نہ ہی وہ اسے اس کے صاف و شفاف چشموں سے حاصل کرنے کے لیے کوئی تگ و دو کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر وہ حدیث کو روایت کر بھی لیں مگر اس

میں درایت و تفکر نہ کریں تو گویا انہوں نے حدیث روایت ہی نہیں کی۔ صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں: **اعرفوا منازل شیعتنا عندنا علی قدر روایتهم عنا و فهمهم منا۔** "ہمارے شیعوں کا ہماری نگاہ میں اتنا ہی مرتبہ سمجھو جتنا انہوں نے ہم سے احادیث روایت کیں اور جتنا انہوں نے ان احادیث کو ہم سے سمجھا۔"

(بحارالانوار: ۲ر۸۲؛ عوالم العلوم: ۳ر۳۴۲)

اس کی علت یہ ہے کہ روایت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ اسے سمجھا جائے اور جو کچھ آپ سمجھ لیں وہ ان ہزار روایات کی نسبت بہتر ہے جنہیں آپ نے روایت تو کیا مگر سمجھا نہیں۔

بہر طور جو لوگ ان باطل مذاہب کو قبول کرتے ہیں ان کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ وہ لوگ جو علم و روایت کا سہارا نہیں لیتے، معمولی سا شبہ انہیں راہ راست سے پھیر دیتا ہے۔

۲۔ وہ لوگ جو دنیا اور اس کے مال و متاع کو حاصل کرنے کی خاطر ایسے ہلاکت خیز راستے کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ دنیا پرست لوگ چند ٹکوں اور گھٹیا باتوں کے ذریعے اپنے پرفریب جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ اس کی مثال اس پیاسے شخص کی سی ہے جو ریت کے چمکتے ہوئے ذرات کو پانی سمجھ کر ان کی طرف لپکتا ہے، لیکن جب قریب پہنچتا ہے تو اسے پانی کا نام و نشان بھی دکھائی نہیں دیتا۔

۳۔ وہ لوگ جو نمود و نمائش، ریاکاری، لوگوں میں نام پیدا کرنے اور سرکار سے عہدے و اختیارات حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ یہ صرف ان کے اپنے نفس کا ایک دھوکہ ہوتا ہے اور وہ اسے اختیار کرنے میں مخلص بھی نہیں ہوتے۔ تو خدا ان زندگی کی رونق سلب کر لیتا ہے، ان کی حالت بگاڑ دیتا ہے اور دردناک عذاب ان کے

لیے تیار رکھتا ہے۔

۴۔ وہ لوگ جو اپنے ایمان کی کمزوری کے سبب صراط مستقیم سے دور ہوئے۔ جب یہ آزمائش ہمارے سامنے آئی جس کے بارے میں معصومینؑ ہم کو تین سو سال پہلے خبر دے چکے تھے۔ اور ہم نے وہ روایات بھی دیکھیں جو آئمہ معصومینؑ سے نقل کی گئی تھیں۔ جن میں انہوں نے خدا کی طرف سے علمی فیض پانے والوں اور ایک خاص مرتبے کے حامل افراد کو احکام و مواعظ ارشاد کیے۔ وہ کہ جن کے لیے دین کی وہ دوسروں پر مبہم رہنے والی باتیں آشکار تھیں اور وہ حیرت و سرگرانی سے ہٹ کر صراط مستقیم پر قائم تھے اور خدا انہیں شک کی حالت سے نکال کر یقین کے نور کی طرف لے گیا تھا۔

چنانچہ میں نے قصد قربت کیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر امام سے اس سلسلے کی روایات کی جمع آوری میں مشغول ہو گیا۔ جن کی حقیقت سے وہ لوگ بے خبر ہیں کہ جنہیں خدا نے علم کے نور سے محروم رکھا اور انہیں اس امر کے بارے میں آئمہ ہدیٰ کی راہنمائی نصیب نہ ہوئی۔ جس کی روشنی میں ان کی روایت کردہ احادیث کی صحت اہل حق کے لیے واضح ہوتی ہے۔

تو خدا نے جس کو بھی عقل و شعور کی نعمت سے نوازا ہے جب وہ ان روایات میں غور و فکر کرے گا تو اس پر واضح ہو گا کہ اگر غیبت کا زمانہ واقع نہ ہوتا تو اس عقیدے کی صداقت پہ حرف آتا۔ اسی لیے خداوند عالم نے آئمہ طاہرینؑ کی تعبیر کو سچ ثابت کیا اور ہر زمانے میں ان کے قول کی تصدیق کی۔ یوں اس نے شیعان اہل بیتؑ پر لازم قرار دیا کہ وہ اسے تسلیم کریں، اس کی تصدیق کریں، اس کے ساتھ متمسک رہیں اور اس سلسلے میں منقول روایات پر اپنا یقین مضبوط رکھیں۔ آئمہ معصومینؑ نے اپنے ماننے والوں کو خبردار کیا ہے کہ کہیں فتنے ان کو گمراہ نہ کر دیں اور اس طویل عرصے میں ان کے دلوں میں کجی نہ پیدا ہو۔

اور عرصۂ غیبت کے طویل ہونے کی علت یہ ہے کہ جو ہلاکت میں پڑے، وہ واضح دلیل کی موجودگی میں اور جو نجات حاصل کرے، وہ بھی واضح دلیل کے ساتھ۔

امام صادقؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص سے منقول ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے سنا، امام عالی مقام فرما رہے تھے کہ سورۃ الحدید کی یہ آیت: وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ۝ زمانہ غیبت کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد خدا ارشاد فرماتا ہے: اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۝ (جان لو کہ اللہ ہی زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اور ہم نے تمہارے لیے اپنی نشانیاں واضح کر دی ہیں تا کہ تم سمجھ سکو۔)

پھر امام نے فرمایا: یہاں سے مراد غیبت کا عرصہ ہے۔ بلاشبہ یہاں خدا یہ کہنا چاہتا ہے کہ اے اُمت محمدیہ یا اے شیعو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ جب ان کا عرصہ طویل ہوا (تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بیشتر افراد فاسق ٹھہرے۔)

بنابریں اس آیت کی تاویل زمانہ غیبت کے لوگوں کے متعلق ہے، کسی اور زمانے کے افراد کے ساتھ نہیں۔

خداوند متعال نے شیعان آل محمدؐ کو حجت خدا میں شک کرنے یا یہ گمان کرنے سے منع فرمایا ہے کہ زمین آن بھر کے لیے بھی اس کی حجت کے وجود سے خالی رہ سکتی ہے۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے جناب کمیل بن زیادؒ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ خدا گواہ ہے کہ زمین اس کی حجت کے وجود سے ہرگز خالی نہیں رہ سکتی۔ چاہے وہ ظاہر ہو اور سب کو اس کے بارے میں علم ہو یا پوشیدہ و مستور ہو۔ یہ اس لیے تا کہ خدا کی حجتیں اور اس کے

براہین باطل نہ ہوں۔ اس نے لوگوں کو خبر دار کیا ہے کہ اس کے بارے میں شک و تردد کا شکار نہ ہوں۔ تاکہ جب ان کا عرصہ لمبا ہو تو ان کے دل سخت ہو جائیں۔

پھر فرمایا: کیا تم اس سے پچھلی آیت میں غور نہیں کیا؟! خدا فرماتا ہے: اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝ (جان لو کہ اللہ ہی زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اور ہم نے تمہارے لیے اپنی نشانیاں واضح کر دی ہیں تاکہ تم سمجھ سکو۔) یعنی جس وقت زمین ائمہ ضلال کے ظلم و جور کے سبب مردہ ہو جائے گی تو خدا اسے قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے بعد عدل کے نفاذ سے زندگی بخشے گا۔

(تاویل الآیات: ۲؍۶۶۲؛ اثبات الہداۃ: ۳؍ ۵۳؛ تفسیر البرہان: ۴؍۲۹۱؛ المحجہ: ۲۱۹)

ان دونوں آیتوں کی تاویلیں ایک دوسری کی تصدیق کرتی ہیں۔ اسی طرح آئمہ طاہرینؑ نے لوگوں کے فتنوں میں مبتلا ہونے اور اُلٹے پاؤں پھر جانے کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا محقق ہونا بھی ناگزیر ہے۔ ہم نے اس پر مستقل باب قائم کیا اور شیعوں کی آزمائش، ان کے باہم تفرقہ میں پڑنے اور فتنہ کا شکار ہونے کے بارے میں احادیث نقل کیں۔ جیسا کہ ہم ان میں سے ایک دو حدیثیں یہاں بھی ذکر کریں گے۔

مالک بن ضمرہ سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے اپنے شیعوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ایسے بن جاؤ جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی ہوتی ہے۔ ہر پرندہ اسے ضعیف و بے وقعت سمجھتا ہے، لیکن اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کے پیٹ میں کتنی برکتیں پوشیدہ ہے تو وہ اس کے ساتھ ایسا نہ کریں۔ لوگوں کے ساتھ اپنی زبان و بدن دونوں سے میل جول رکھو، اور اپنے دلوں اور بہترین اخلاق کے ساتھ ان سے جدا ہو۔ اس کی ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم جو چیز دیکھنا چاہتے ہو اسے نہ دیکھ پاؤ گے، تا وقتیکہ تم ایک

دوسرے کے منہ پر نہ تھوکو اور ایک دوسرے کو کذاب نہ ہو۔ حتی کہ تم میں (یا فرمایا: میرے شیعوں میں) اتنے ہی لوگ راہ راست پہ باقی رہ جائیں گے جتنا آنکھ میں سرمہ ہوتا ہے اور جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ میں تمہارے لیے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر ایک شخص کے پاس گندم ہو، وہ اسے پاک و صاف کر کے گھر میں رکھے اور یہ امید رکھے کہ خدا کرے گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لیکن جب وہ واپس آ کر دیکھے تو اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں۔ پھر وہ ان کیڑوں کو گندم سے نکالے اور اسے دوبارہ صاف کر کے گھر میں رکھ دے۔ اور کہے کہ اللہ کرے گا اسے کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ واپس آ کر دیکھے تو اب کی بار میں اس میں پہلے کی نسبت بہت زیادہ کیڑے موجود ہوں۔ چنانچہ وہ پھر سے اسے صاف کرے اور اچھی طرح صاف کر کے دوبارہ اسی جگہ رکھ دے۔ پس وہ اس عمل کو بار بار دہرائے یہاں تک کہ گندم کا صرف کھلیان باقی رہ جائے جسے کیڑے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح تم سے بھی کمزور افراد کو الگ کیا جاتا رہے، بالآخر تم میں صرف وہ جماعت باقی رہ جائے گی جسے فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بحار الانوار: ۵۲؍۱۱۵)

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تمہیں خوب آزمایا جائے گا، اللہ کی قسم! تمہیں لازماً دیا میں ازالیا جائے گا حتی کہ وہی لوگ باقی رہیں گے جن سے خدا نے میثاق لے لیا، ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا اور ان کی مدد اپنی روح سے کی۔ ایک دوسری روایت ہے کہ حتی کہ تم کم سے کم ترین باقی رہ جاؤ گے۔

یہی وہ جماعت ہے جو اس امر پہ برقرار رہے گی اور غیبت کے زمانے میں حق پر ثابت قدم رہے گی۔ چنانچہ جناب بریدؓ سے مروی ہے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے اس فرمان خدا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ کی تفسیر یہ نقل ہے: فرائض کی ادائیگی پر قائم رہو، اپنے دشمنوں کے مقابلے

میں ثابت قدم ہو اور اپنے منتظر امام کی نصرت کے لیے آمادہ ہو۔ (بحار الانوار: ۵۲، ۲۰۹)

اسی جماعت کو مخاطب کر کے امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: ہدایت کے راستے پر چلنے والے افراد کے کم ہونے کی وجہ سے وحشت و تنہائی کا احساس نہ کرنا۔

اصبغ بن نباتہؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، امیر المومنینؑ نے لوگوں کے منبر پر بیٹھ کر فرمایا:

ايها الناس ! انا انف الايمان. انا انف الهدى و عيناه. ايها الناس ! لا تستوحشوا فى طريق الهدى لقلة من يسلكه. ان الناس اجتمعوا على مائدة. قليل شبعها. كثير جوعها. والله المستعان. و انما يجمع الناس الرضا و الغضب. ايها الناس ! انما عقر ناقة صالح ﷺ و احد فأصابهم الله بعذابه بالرضا لفعله و آية ذلك قوله عز و جل : (فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝) وقال : (فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝) الا من سئل عن قاتلي فزعم انه مومن فقد قتلني . ايها الناس ! من سلك طريق ورد الماء، و من حاد عنه وقع في التيه

"اے لوگو! میں ایمان کی ناک ہوں۔ میں ہدایت کی ناک اور اس کی دو آنکھیں ہوں۔ اے لوگو! ہدایت کی راہ پر چلنے والوں کی کمی کی وجہ سے وحشت و تنگ دلی محسوس نہ کرو۔ بلاشبہ لوگ ایک دسترخوان پر جمع ہیں، تعداد کم ہوتی ہے مگر انہیں کھانا تناول کرنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ اور اصل مدد کرنے والی خدا ہی کی ذات

ہے۔ جو چیزیں لوگوں کے متحد ہونے کی وجہ بنتی ہیں وہ کسی چیز پر خوشی اور کسی چیز سے غصے اور نفرت کا اظہار ہیں۔

اے لوگو! یاد رکھو کہ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں ایک شخص نے کاٹی تھیں مگر چونکہ پوری قوم اس کے فعل پر راضی تھی اس لیے خدا نے ان سب پر عذاب نازل کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے: (تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی اور اس نے اونٹنی کو پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر سب نے دیکھا کہ ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا ثابت ہوا؟) ایک دوسرے مقام پر وہ فرماتا ہے: (تو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو خدا نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل کر دیا اور انہیں بالکل برابر کر دیا۔ اور اسے اس کے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے۔) سنو اے لوگو! جو شخص میرے قاتل کے آگے دست سوال دراز کرے اور اس کے باوجود بھی خود کو مومن کہے تو اس نے (گویا) مجھے قتل کیا۔

اے لوگو! جو شخص صحیح راستے پر گامزن رہا وہ پانی تک پہنچ جائے گا اور جو شخص راستے سے ہٹ گیا وہ گمراہ ہو جائے گا۔"

اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام منبر سے نیچے اتر آئے۔

امام عالی مقام کے اس فرمان میں ارباب دانش کے لیے ایک عظیم غور و فکر موجود ہے۔ اس میں آئمہ طاہرین کے نظام کے ساتھ مربوط رہنے کی تلقین کی گئی اور ان سے روگردانی و انحراف کرنے کے بارے میں تنبیہ کی گئی ہے۔ یہ اس قدر اہتمام اس وجہ سے ہے تاکہ اہل ایمان کسی فتنہ و آزمائش میں پڑ کر صراط مستقیم سے دائیں بائیں نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: الم کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں محض یہ کہہ دینے پر چھوڑ دیا

جائے گا کہ ہم ایمان لائے، اور ان کی آزمائش نہ ہوگی؟! اور بلاشبہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بھی خوب آزمایا تھا۔ تو ضرور اللہ تعالی (اس آزمائش سے) ان لوگوں کا ثابت کرے گا جو سچے ہیں اور انہیں بھی ثابت کرے گا جو جھوٹے ہیں۔ (سورہ عنکبوت: ۲،۳)

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے: ایاکم و جدال کل مفتون فانه ملقن حجته الی انقضاء مدته. فاذا انقضت مدته الهبته خطئته و احرقته: "خبردار! ہر فتنہ انگیزی کرنے والے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے سے بچتے رہنا، بلاشبہ جب تک اس کو دی گئی مہلت کا عرصہ پورا نہیں ہوتا اسے (شیطان کی طرف سے) اپنے موقف کی دلیل بتادی جاتی ہے۔ لیکن جب اس کی مدت پوری ہو جائے تو اس کی خطا آگ بن کر اس کے دامن کو لگ جاتی ہے اور اسے جھلسا کر رکھ دیتی ہے۔" (بحارالانوار: ۲/۱۳۱)

خدا کی توفیق سے میں نے اس کتاب میں غیبت کے متعلق وہ روایات جمع کی ہیں جنہیں محدثین و شیوخ نے مولا امیر المومنینؑ اور دوسرے آئمہؑ سے نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے اندر میں نے وہ تمام حدیثیں پیش نہیں کیں جو میں نے روایت کی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ان سب کا جمع کرنا مشکل ہے اور دوسرا اب وہ مجھے صحیح طرح سے یاد بھی نہیں رہیں۔ اس موضوع کی جو روایات دیگر علماء نے نقل کی ہیں وہ میری جمع کردہ روایات کی نسبت زیادہ ہیں۔ میں نے ان روایات کو ابواب کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ پہلا باب اسرار آئمہ کو اغیار اور نااہل افراد کے سامنے پیش نہ کرنے کے بارے میں ہے۔ اغیار میں وہ تمام افراد شامل ہیں جو ناصبی ہیں اور آئمہ طاہرینؑ کے فضائل کا انکار کرتے ہیں اور اُمت کو آئمہ معصومینؑ سے مقدم جانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ جو حق کی ہدایت کرے وہ قابل اتباع یا وہ کہ جو خود محتاج ہدایت ہے۔ (سورہ یونس: ۳۵) ان لوگوں کو ان کی غلط آراء اور تاریک دلوں نے حق سے دور کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ

یہ (ضد بازی اور حق سے عداوت) نہ صرف آنکھوں کو اندھا بناتی ہے، بلکہ سینوں میں موجود دلوں کو بھی سیاہ کر دیتی ہے۔ (سورۃ حج: ۴۶) ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے: کہہ دیجیے! کیا ہم تمہیں اعمال کے حوالے سے گھاٹا کھانے والے بارے میں خبر نہ دیں۔ جن دنیا میں کی ہوئی ساری کوشش بے کار میں گئی، جبکہ وہ اپنے تئیں بڑے مطمئن تھے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ) (سورۃ الکہف: ۱۰۳،۱۰۴)

یہ لوگ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حجت تمام ہونے کے بعد تعصب و عناد میں مبتلا ہوئے ہیں۔ جیسے خدا نے ارشاد فرمایا: واعتصموا بحبل الله جميعا و لا تفرقوا: "اور سارے مل کر اللہ کی رسی تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔" (آل عمران: ۱۰۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمان میں ان کی اطاعت کی اس طرح دعوت دی: انهم الهداة و سفينة النجاة۔ "بے شک میرے اہل بیتؑ ہادی اور نجات کے سفینے ہیں۔" یہ ان دو گراں قدر چیزوں میں سے ہیں جن کے بارے میں آپؐ نے ہمیں خبر دی کہ آپؐ انہیں اپنے پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

ان کے ساتھ تمسک اختیار کرنے کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

انی مخلف فیکم الثقلین: کتاب الله و عترتی اهل بیتی حبل ممدود بینکم و بین الله، طرف بید الله و طرف بایدیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا

"میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور ایک میری عترت و اہل بیتؑ، یہ تمہارے اور خدا کے درمیان پھیلی ہوئی ایک رسی ہیں جس کا ایک سرا خدا کے پاس اور ایک سرا تمہارے پاس ہے۔ جب تک تم اس کو تھام کے رکھو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔"

مگر جب لوگوں نے ان دونوں چیزوں کو ہلکا سمجھا اور ہدایت پر جہالت کو مقدم کیا تو ان پر خدا کی مار پڑ گئی۔ جیسا کہ اس سے قبل باطل پرستوں کا ذکر کلام الٰہی میں اس طرح ہوا ہے، اور جب قوم ثمود کو ہم نے ہدایت دی تو انہوں نے ہدایت پر بے بصیرت رہنے کو ترجیح دی۔ (سورہ فصلت: ۱۷) ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: کیا آپؐ نے اس شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا تو خدا نے علم کے باوجود اسے گمراہ چھوڑے رکھا۔ (سورہ جاثیہ: ۲۳) یعنی جب اس نے حق سے عداوت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اور حق کے مابین پردہ ڈال دیا اور اسے اس کے باطل راستے پر قائم رکھا۔ بلاشبہ خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بندے ہی ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ اہل بیت کے شیعوں اور حق کے پرستاروں سے دور رہتے ہیں، اہل بیت کی روایات کا انکار کرتے ہیں اور اپنی جہالت و شقاوت کے سبب انکی مقدس ہستیوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ یہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے دشمنوں کی کجی کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی مرضی اور سمجھ کے قائل ہوتے ہیں پر امام بناتے ہیں۔ جبکہ اہل بیت کی شان میں خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے علم کی بنیاد پر انہیں تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی۔ مگر یہ لوگ کھاری اور بدمزہ پانی کو میٹھے و خوشگوار چشمے پر فوقیت دیتے ہیں۔

بے شک اللہ نے دین کی حفاظت اور اس کے برگزیدہ اولیاء کے علم کو دشمنان دین سے بچا کر بہت بڑا اقدام ہے۔ اور بلاشبہ ان کے امر کی تعمیل بے حد ضروری ہے۔

اس کے بعد ہم نے اس حبل متین کا ذکر کیا ہے تھامنے کا خدا نے حکم دیا تھا۔ وہاں ہم نے اس کے اور امامت کے بارے میں نقل ہونے والی روایات کو جمع کیا۔ نیز یہ کہ امامت کا منصب خدا کی مرضی اور اس کے اختیار سے ملتا ہے۔ لوگوں کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی کو اپنا امام منتخب کر لیں۔ یہ ایک الٰہی عہد ہے جو ایک امام سے دوسرے امام کو منتقل ہوتا ہے۔ بعد ازاں ہم نے وہ روایات نقل کیں کہ جو آئمہ طاہرین کے بارہ ہونے کے بارے

میں ہیں۔ اس باب میں ہم نے قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں کی روشنی میں بھی اس کا بیان کیا۔ پھر اسی موضوع کی روایات کو اہل سنت کے طریق سے نقل کیا۔ اس کے بعد ہم نے اس شخص کے ہلاکت خیز انجام کا ذکر کیا جو امام نہ ہو اور امام ہونے کا دعویٰ کرے۔ اسی باب میں ہم نے بتایا کہ قائم آل محمدؑ کے قیام سے قبل جو بھی پرچم بلند ہوگا اس کا اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ بعد ازیں ہم نے اس ضمن میں اہل سنت کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

پھر ان لوگوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جو آئمہ طاہرین میں سے کسی امام کے بارے میں شک کرے یا امامؑ کی معرفت کے بغیر رات بسر کرے یا اپنا دین امام کے علاوہ کسی واسطے سے لے۔ اس سے آگے وہ روایات درج ہیں جو زمین کے حجت خدا کے وجود سے خالی نہ رہنے کے بارے میں ہیں۔

اس کے بعد ان احادیث کو لکھا ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ اگر زمین پر دو افراد بھی باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا۔ پھر امام زمانہ کی غیبت کے بارے میں روایات نقل کی ہیں۔ اس کا ذکر امیر المومنینؑ اور دوسرے آئمہؑ نے کیا ہے اور اس کے بارے میں تنبیہ فرمائی ہے۔ اس سے آگے وہ باب ہیں وہ روایات درج ہیں جن میں شیعوں کو غیبت کے زمانے میں صبر کرنے، اپنا ہاتھ روکے رکھنے اور ظہور امام کا انتظار کرنے کا امر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد وہ روایات درج کی ہیں جن میں شیعوں کی آزمائش اور خلص و غیر خلص میں فرق کیے جانے کا بیان کیا اور بتایا ہے کہ یہ آزمائش اتنی سخت ہوگی کہ گنتی کے چند ہی لوگ بہت ہی کم تعداد میں رہ جائیں گے۔ اس کے بعد قائمؑ کے قیام سے قبل سخت حالات، آپ کی سیرت و صفات، آپؑ کی شان میں قرآن کی آیات اور آپؑ کے ظہور سے پہلے ظاہر ہونے والی علامات کو بیان کیا۔ پھر وہ روایات ذکر کیں جو ظہور کا وقت مقرر کرنے اور صاحب الامرؑ کا نام لینے کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ بعد ازاں امام زمانہؑ کا لوگوں کی جاہلیت کا سامنا کرنے کا بیان کیا ہے۔ اس کے بعد لشکر غضب اور اس کی تعداد کا ذکر کیا ہے

جو قائم آل محمدؑ کے اصحاب ہیں۔ پھر سفیانی کا ذکر کیا اور بتایا کہ قائم کے قیام سے قبل اس کا خروج حتمی ہے۔ اس کے بعد والے باب میں رسول خدا ﷺ کے پرچم کا ذکر ہوا ہے۔

وارد ہوا ہے کہ جنگ جمل کے بعد سے اب تک اسے کسی میدان میں نہیں لہرایا گیا، جب قائم قیام کریں گے تو یہ ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ پھر خروج سے پہلے اور بعد میں شیعوں کے حالات کا بیان ہوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قائم آل محمدؑ ایک نئے امر کی دعوت دیں گے اور اسلام پہلے کی طرح اجنبی صورت اختیار کرے گا۔ اس سے آگے والے باب میں امام عصرؑ کی حکومت کا کل عرصہ اور جناب اسماعیل بن جعفر علیہ السلام کی وفات کا بیان درج ہے اور اہل باطل کے دعووں کی رد کی ہے نیز بتایا کہ امامؑ کی معرفت ضروری ہے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا ہے کہ امامؑ کا ظہور پہلے ہو یا بعد میں۔

خدا کا ابدی ولازوال درود ہو محمدؐ وآل محمدؑ پر جو اس کے برگزیدہ و منتخب کردہ ہیں اور اس تک پہنچنے کا عظیم ترین وسیلہ ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خلاق عالم ہم سب کو دنیا و آخرت میں صحیح عقیدے پر قائم رکھے، ہماری زندگی و موت اور ہمارا حشر ونشر اپنے دین پر اور اپنے خاص بندوں کے ساتھ کرے کہ جنہیں اس نے اپنے دربار میں خاص مقام و مرتبے سے نوازا ہے اور ان کو ہمارے اور اپنے مابین سفیر وواسطہ اور اپنی ساری مخلوق پر حجت بنایا۔

اسی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان ذوات مقدسہ پر ایمان رکھنے، ان کے حکم کو تسلیم کرنے اور ان کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ ہمیں ان کے فرمان میں شک کرنے اور ان کی صداقت کے بارے میں شبہ میں پڑنے سے بچائے۔ ہمیں اپنے ولی کی رکاب میں دین کی نصرت اور دشمنان دین کے خلاف جہاد کرنے کا شرف بخشے۔ دعا ہے کہ خداوند منان جہان ابدی میں بھی ہمیں ان کا ساتھی و ہم نشین قرار دے۔ آن بھر کے لیے بھی ہمارے اور ان کے مابین دوری پیدا نہ کرے۔ بلاشبہ وہ لطف وکرم کرنے والا اور مہربان ہے۔

باب نمبر 1

اسرار آل محمدؑ کو نااہل لوگوں سے بیان کرنے کی ممانعت

﴿حدیث:۱﴾

ابوطفیل عامر بن واثلہ سے مروی ہے کہ مولا علی امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو خدا اور اس کے رسول ﷺ کو جھوٹا سمجھا جائے؟؟ لہذا لوگوں سے ان کی معرفت کے مطابق بات کرو اور جس کی انہیں معرفت نہ ہو، ان کے سامنے اسے بیان نہ کرو۔ (عوالم: ۳ر۳۱۲)

﴿حدیث:۲﴾

حمید الطویل کہتا ہے کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہا تھا: میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کے سامنے وہ باتیں بیان مت کرو جن کی انہیں معرفت نہ ہو۔ (ایسا کرکے) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کو جھوٹا قرار دیا جائے۔ (عوالم: ۳ر۳۱۲)

﴿حدیث:۳﴾

عبدالاعلی بن اعین سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ہمارے امر کا حامل بننے کا مطلب اس کی معرفت حاصل کرنا اور اسے قبول کرنا نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب اس کی حفاظت کرنا اور اسے ایسے شخص کے آگے بیان نہ کرنا ہے کہ جو اس کا اہل نہیں۔ ہمارے شیعوں کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور دعائے رحمت دے

کہ یہ پیغام پہنچانا:

رحم الله عبدا استجر مودة الناس الی نفسه والینا بان یظهر لهم مایعرفون. یکف عنهم ماینکرون. ثم قال: ماالناصب لنا اشد حربا باشد مؤونة من الناطق علینا بما نکرهه

"خدا اس شخص پر رحم کرے جو لوگوں کی محبتوں کا رخ اپنی طرف اور ہماری طرف موڑے اور ان کے سامنے وہ باتیں بیان کرے، جن سے وہ آشنائی رکھتے ہوں اور وہ باتیں ذکرے جن سے وہ آشنا نہ ہوں۔ پھر فرمایا: ناصبی کا ہم سے جنگ کرنا اس سخت معاملہ نہیں جتنا اُس بولنے والے کا ہے جو ہمارے بارے میں وہ بات کرے جسے ہم پسند نہیں کرتے۔" (عوالم: ۳/ ۳۱۵، حدیث: ۱۵)

﴿حدیث: ۴﴾

اسحاق بن عمار صیرفی نے عبدالاعلی بن اعین کے واسطہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

لیس هذا الامر ولایته فقط حتی تستره عمن لیس من اهله وبحسبکم ان تقولوا ما قلنا، وتصمتوا عما صمتنا، فانکم اذا قلتم ما نقول و سلمتم لنا فیما سکتنا عنه فقد آمنتم بمثل ما آمنا به قال الله تعالی: فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا. قال: علی ابن الحسین علیه السلام: حدثوا الناس بما یعرفون. ولا تحملوهم مالا یطیقون فتغرونهم بنا.

"اس امر سے مراد یہ نہیں کہ تم صرف امامؑ کی ولایت کی معرفت حاصل کرلو۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم اس ولایت کو اس شخص سے مخفی رکھو جو اس کا اہل نہیں۔ تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ تم وہ کہو جو ہم کہتے ہیں اور اس متعلق خاموشی اختیار کرو جس کے بارے میں ہم خاموش ہیں۔ سو جب تم وہ کہو گے جو ہم کہتے ہیں اور اس کا معاملہ ہماری طرف لوٹا دو گے کہ جس کے بارے میں ہم نے کچھ نہیں بیان کیا تو تم ایسے ایمان لے آؤ گے جیسے ہم ایمان لائے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: پس اگر وہ اس طرح ایمان لے آئے کہ جیسے تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت یافتہ ہو گئے۔

امام علی زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں سے ان کی معرفت کے معیار کے مطابق گفتگو کرو اور انہیں وہ باتیں سننے پر مجبور نہ کرو جنہیں سننا (اور سمجھنا) ان کے بس میں نہیں۔ اگر تم نے ایسا کیا تو انہیں ہمارے بارے میں دھوکے میں ڈال دو گے۔

(عوالم: ۳/ ۳۱۵، حدیث: ۱۶)

﴿حدیث: ۵﴾

محمد بن خیاث نے عبدالاعلی بن اعین سے روایت کیا ہے کہ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان احتمال امرنا لیس هو التصدیق به و القبول له فقط. ان احتمال امرنا ستره و صیانته عن غیر اهله فاقرءهم السلام ورحمة الله یعنی الشیعة. وقل لهم: یقول لکم: رحم الله عبدا استجر مودة الناس الی والی نفسه یحدثهم بما یعرفون، یستر عنهم ماینکرون. ثم قال لی: والله ما الناصبة لنا حربا اشد مؤونة علینا من الناطق علینا بما نکرهه.

''ہمارے اَمر کا حامل ہونے کا مطلب صرف اس کی تصدیق کرنا اور اسے قبول کرنا نہیں۔ بلکہ اس سے مراد اسے پوشیدہ رکھنا اور ایسے لوگوں سے بچانا ہے کہ جو اس کے اہل نہ ہوں۔ میرے شیعوں کو میرا سلام پہنچانا اور اُن سے کہنا کہ امامؑ تم سے کہتے ہیں کہ خدا اس شخص پر رحم کرے جو لوگوں کا جھکاؤ میری اور اپنی ذات کی طرف کرے۔ ان کے سامنے وہ چیزیں بیان کرے جو اُن کے معیار معرفت کے مطابق ہوں اور وہ چیزیں اُن سے مخفی رکھے جن سے وہ آشنائی نہ رکھتے ہوں۔

اس کے بعد امامؑ نے مجھ سے فرمایا:

ناصبی کا ہم سے جنگ کرنا ہمیں اتنی تکلیف نہیں دیتا کہ جتنی وہ بولنے والا دیتا ہے کہ جو ہمارے بارے وہ بات کہے جسے ہم پسند نہ کرتے ہوں۔ (یہ حدیث کافی طویل، یہاں ضرورت کے مطابق اس کا کچھ حصہ نقل کیا گیا ہے۔) (عوالم: ۳/۳۱۵ حدیث: ۱۷)

﴿حدیث: ۶﴾

محمد خزاز سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من اذاع علینا حدیثنا ھو بمنزلۃ من جحدنا حقنا

''جس نے ہمارے بارے میں ہماری (راز والی) حدیث کو مشہور کیا (یعنی ہر کس و ناکس سے بیان کی) اُس نے گویا ہمارے حق کا انکار کیا۔'' (عوالم: ۳/۳۱۰ حدیث: ۳۰)

﴿حدیث: ۷﴾

حسن بن سری سے روایت کی گئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: انی لاحدث الرجل الحدیث فینطلق فیحدث بہ عنی کما سمعہ فاستحل بہ لعنہ والبراءۃ منہ

''اگر کسی شخص کو کوئی راز کی بات بتاؤں اور وہ جا کر میری ہی نسبت سے اُسے آگے بیان کر دے کہ اس نے اسے سنا تو اس (راز کو فاش کرنے) کی وجہ سے میں اُس پر لعنت

اور اُس سے بیزاری کو حلال کر دوں گا۔'' (عوالم: ۳/۳۱۰۔ حدیث: ۳۱)

امامؑ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ شخص اس حدیث کو کسی شخص کے آگے بیان کرے جو اسے سمجھ نہ سکے اور اس میں اسے سننے کی تاب نہ ہو۔

امامؑ کے یہ فرمان اس بات پر دلالت ہے کہ جو حدیث پوشیدہ رکھی جانے والی ہو اُسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہیے، ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

﴿حدیث: ۸﴾

ابن مسکان کہتے ہیں: میں نے صادق آل محمد علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

قوم یزعمون انی امامھم. واللہ ما انا لھم بامام. لعنھم اللہ. کلما سترت سترا ھتکوہ. اقول کذا و کذا. فیقولون: انما یعنی کذا و کذا. انما انا امام من اطاعنی

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ میں اُن کا امام ہوں۔ خدا کی قسم! میں اُن کا امام نہیں۔ خدا اُن پر لعنت کرے! جب بھی میں کوئی راز کی بات کرتا ہوں تو وہ مخفی نہیں رکھتے۔ میں ایسے ایسے کہتا ہوں تو وہ کہتے ہیں: امامؑ کے کہنے کا مطلب ایسے ایسے تھا۔ میں صرف اُسی کا امام ہوں جو میری اطاعت کرے۔'' (عوالم: ۳/۳۱۱ حدیث: ۳۲)

﴿حدیث: ۹﴾

کرام خثعمی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

(اما واللہ! لو کانت علی افواھکم اوکیۃ لحدثت کل امرئ منکم بما لہ واللہ لو وجدت اتقیاء لتکلمت واللہ المستعان) یرید باتقیاء من یستعمل التقیۃ.

''خدا کی قسم! اگر تمہاری زبانوں پر ڈوری ہوتی (یعنی تم راز کی حفاظت کر سکتے)

تو میں تم سے ہر ایک سے اس کی رازداری کے حساب سے حدیثیں بیان کرتا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے حدیث کی حفاظت کرنے والے مل جاتے تو حدیثیں بیان کر دیتا۔ میں اس بارے میں خدا ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ (راوی کہتا ہے: یہاں اتقیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث کے بارے میں تقیہ کریں۔)" (عوالم: ۳، ۱۵۳، حدیث: ۷)

﴿حدیث: ۱۰﴾

حضرت ابوبصیرؓ سے روایت ہے آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

سر امر الله الی جبرائیل و اسره جبرائیل الی محمد و اسره محمد الی علی، و اسره علی الی من شآء الله واحدا بعد واحد ثم انتم تتکلمون به فی الطریق.

"ہماری حدیث ایک راز ہوتی ہے جو خدا حضرت جبرائیلؑ کو بتاتا ہے، وہ حضرت محمد ﷺ کو، آپؐ مولا علی علیہ السلام کو اور آپؑ ایک ایک کر کے ان لوگوں کو بتاتے ہیں جن کے بارے میں خدا چاہتا ہے۔ اور تم ہو کہ اپنے حقیقی راز گلیوں و چوراہوں میں کہتے پھرتے ہو۔" (عوالم: ۳، ۳۰۶، حدیث: ۱۱)

﴿حدیث: ۱۱﴾

ادریس بن زیاد کوفی بیان کرتے ہیں: ہم سے بیان کیا ہمارے ایک استاد نے کہ جناب مفضل بن عمرؓ نے فرمایا: میں تمہارا ہاتھ اس طرح پکڑتا ہوں جس طرح امام صادق علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

اے مفضلؓ! بے شک اس امر کا فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں، خدا کی قسم! کافی نہیں، جب تک کہ مومن اسے یوں محفوظ نہ رکھے کہ جیسے خدا نے اسے محفوظ کیا اور اسے

ایسے عزت و شرف کا مقام نہ دے کہ جیسا خدا نے اس امر کو دیا ہے اور اس کا حق اس طرح ادا نہ کر دے کہ جیسے خدا نے حکم دیا ہے۔ (عوالم العلوم: ۳، ۳۱۱، حدیث: ۳۳)

﴿حدیث: ۱۲﴾

حفص بن نسیب فرعان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان دنوں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جب معلی بن خنیسؓ کو قتل کیا گیا تھا۔ امامؑ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے حفص! میں نے معلی کو کچھ راز کی باتیں بتائیں جنہیں وہ محفوظ نہ رکھ سکے اور لوگوں میں پھیلا دیا تو تلوار سے قتل ہونا پڑا۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ہماری ایک حدیث ہے جو ہماری خاطر اسے محفوظ رکھے تو اس کے دین و دنیا دونوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو لوگوں میں پھیلا دے تو خدا اس سے دین و دنیا دونوں سلب کر لیتا ہے۔ اے معلی! جو ہماری مشکل حدیث کو پوشیدہ رکھے اللہ اسے اس کی پیشانی پر نور بنا دیتا ہے اور لوگوں کے درمیان عزت عطا کرتا ہے۔ اور جو شخص ہماری مشکل حدیث پھیلا دے تو اسے اس وقت تک موت نہیں آتی کہ جب تک اسلحہ اسے کاٹ نہ دے۔ یا پھر وہ اپنی موت کے وقت حیرت کے عالم میں ہوتا ہے۔ (نسئل اللہ الامان) (عوالم: ۳، ۳۱۱، حدیث: ۳۲)

باب نمبر 2

خدا کی رسی

﴿حدیث:۱﴾

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

اہل یمن میں سے کچھ افراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے اپنی محفل میں موجود افراد سے کہا: تمہاری طرف وہ لوگ آ رہے ہیں جن کے چہرے ہشاش بشاش ہیں۔ جب وہ آپؐ کے پاس پہنچ گئے تو فرمایا: ان لوگوں کے دل نرم اور ایمان راسخ ہیں۔ انہیں میں ایک شخص منصور ہے جو سات ہزار افراد کو ساتھ لے کر میرے اور میرے وصی کے خلیفہ کی نصرت کرے گا۔ اُن کی تلواروں کے نیام مشک سے بنے ہوئے ہوں گے۔

لوگوں نے سوال کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی کون ہے؟

فرمایا: وہی جس کا دامن پکڑنے کا تمہیں خدا نے اس فرمان میں حکم دیا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ﴿آل عمران:۱۰۳﴾

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔''

انہوں نے سوال کیا: یارسول اللہ! اس رسی سے کیا مراد ہے، تھوڑی وضاحت فرمائیے؟

فرمایا: اس کا ذکر اسی سورۃ کی اس آیت میں ہوا ہے:

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (آل عمران:۱۱۲)

یہاں حبل من اللہ سے مراد اس کی کتاب اور حبل من الناس سے مراد میرا وصی ہے۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جس کی شان میں خدا نے یہ آیت نازل کی: اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ ''پھر تم میں سے کوئی نفس یہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس کہ میں نے جنب اللہ کے حق میں بڑی کوتاہی کی ہے۔'' (الزمر: آیت ۵۶)

لوگوں نے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہاں جنب سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے جواب دیا:

وہ ہستی جس کے متعلق یہ ارشاد رب العزت ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۞ ''اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ سبیل کو بھی مان لیا ہوتا۔''

وہی میرے وصی اور میرے بعد (خدا تک پہنچنے کی) سبیل ہیں۔

یہ سن کر انہوں نے کہا: یارسول اللہؐ! آپ کو اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ ہمیں ان کی زیارت کرائیے۔ ان کے فضائل جان کر ہم ان کی زیارت کے مشتاق ہو گئے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ وہی ذات ہے جسے خدا نے اہل بصیرت مومنین کے لیے آیت بنایا۔ اگر تم اسے ایک باشعور اور حضور قلب رکھنے والے شخص کی نگاہوں سے دیکھو تو جان جاؤ گے کہ جیسے میں تمہارا نبی ہوں اسی طرح وہ تمہارے وصی ہیں۔ تو اب تم میرے اصحاب کی

صفوں میں داخل ہو جاؤ اور ایک ایک کا چہرہ دیکھتے جاؤ۔ جس کی طرف تمہارے دل جھکنے لگیں تو سمجھ لینا ہے کہ وہی میرا وصی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے : فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم۔ یعنی اے اللہ! لوگوں کے دل ان (یعنی حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی نسل) کی طرف مائل فرما۔

راوی کہتا ہے: یہ سُن کر اشعری قبیلہ سے ابو عامر، خولانیوں میں سے ابو غرہ اور ظہبان، بنی قیس سے عثمان بن قیس اور قبیلہ دوس سے عرنہ دوسی اور لاحق بن علاقہ سامنے آئے صحابہ کرام کی صفوں میں گئے اور ایک ایک صحابی کا چہرہ دیکھنے لگے بالآخر وہ ایک ہستی کو ان کے دست مبارک سے پکڑ کر رسول خدا ﷺ کے سامنے لائے جن کے سر کے اگلے حصے کے بال جھڑ چکے تھے اور پیٹ کشادہ تھا۔ اور کہا :

یارسول اللہ! ہمارے دلوں نے ان کی طرف جھکاؤ کیا ہے۔

اس پر رسول خدا ﷺ نے اُن سے فرمایا: تم نے میرے وصی کو خود ہی پہچان لیا۔ اس لیے تم خدا کے برگزیدہ ٹھہرے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے پتا چلا کہ میرا وصی یہ ہے؟!

اس سوال پر وہ رونے لگے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے تمام اصحاب کو بڑے غور سے دیکھا لیکن ہمارے دل ان میں سے کسی کی طرف بھی مائل نہ ہوئے۔ پھر جب ہم ان کے پاس گئے تو ہمارے دلوں پر لرزہ طاری ہو گیا، ہمارے قلوب واذہان مطمئن ہونے لگے، ہمارے جگر ٹھنڈے ہو گئے، ہماری آنکھوں سے اشک بہنے لگے اور ہمارے سینوں میں ٹھنڈ پڑ گئی اور ہمیں یہ احساس ہونے لگا کہ وہ ہمارے باپ اور ہم اُن کے بیٹے ہیں۔

یہاں رسول خدا ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ اس کی تاویل خداوند عالم اور وہی لوگ جانتے ہیں جو علم میں راسخ ہیں۔ (آل عمران: ۷) اُن لوگوں کی نسبت تم ایسے ہو کہ تمہاری نیکی خدا کے پاس پہلے پہنچی اور تمہیں جہنم سے نجات دی گئی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ جن لوگوں کے نام اس حدیث میں ذکر ہوئے ہیں یہ جنگ جمل و صفین میں مولا امیر علیہ السلام کے لشکر کا حصہ بنے اور جہاد کیا اور بالآخر جنگ صفین میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ خدا اُن پر اپنی رحمت نازل کرے۔ رسول خدا ﷺ نے انہیں پہلے ہی جنت کی بشارت دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ لوگ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہمراہ میدان جنگ میں شہید ہوں گے۔ (بحارالانوار: ۱/۱۷، ۳۴، ۱۱۲۔ معجم الامام المہدیؑ : ۱/ ۲۹۳)

﴿حدیث: ۲﴾

محمد بن حسین انصاری نے اپنے والد سے، اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک دن رسول خدا ﷺ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ابھی اس دروازے سے ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا اور مجھ سے ایک مسئلے کا حل دریافت کرے گا جس کی وجہ سے وہ اُلجھن کا شکار ہو گا۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد ایک طویل القامت شخص وہاں آیا جو بنی مُضر کے مردوں سے شباہت رکھتا تھا۔ اُس نے بڑھ کر رسول خدا ﷺ کو سلام کیا اور آپؐ کی محفل میں بیٹھ گیا۔ اُس نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں نے خدا کا ایک فرمان سنا ہے جس میں وہ ارشاد فرماتا ہے کہ سارے مل کر خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ بازی مت کرو۔ یارسول اللہ! پوچھنا یہ ہے کہ وہ رسی کون سی ہے جسے تھامنے کا خداوند کریم نے حکم دیا ہے تا کہ میں اُس سے جدا نہ ہوں۔

اُس کا سوال سن کر رسول خدا ﷺ نے اپنا سر مبارک نیچے کر لیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آپؐ نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور اپنے دست مبارک سے مولائے کائنات علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

ھذا حبل اللہ الذی من تمسک بہ عصم بہ فی دنیاہ و لم

يضل به في آخرته

"یا اللہ کی وہ رسی ہے جو اسے تھامے رکھے گا وہ دنیا میں گمراہی سے امان میں رہے گا اور آخرت میں بھی گمراہ (سزا اور جہنم) نہ ہوگا۔"

یہ سن کر ایک شخص نے جست لگائی اور پیچھے سے آ کر سوائے "منتھیان" کو اپنے پیچھے سے لگا لیا۔ وہ کہہ رہا تھا: اعتصمت بحبل الله وحبل رسوله۔

"میں نے اللہ اور اس کے رسول کی رسی کو تھام لیا۔"

اس کے بعد وہ شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل سے اٹھا اور واپس چلا گیا۔ پھر ایک اور شخص اٹھا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ "اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے پیچھے جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ میرے لیے خدا سے طلب مغفرت کرے؟"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ وہ باہر ہی کھڑا ہوگا۔ چنانچہ وہ شخص باہر گیا اور دیکھا کہ وہ وہیں موجود تھا۔ اس نے درخواست کی کہ آپ میرے لیے خدا سے طلب مغفرت کریں۔ تو اس نے جواب دیا: کیا تم نے کچھ سمجھا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سوال کیا اور انہوں نے اس کا کیا جواب دیا؟!

اس نے کہا: جی ہاں!

تو اس دوسرے شخص نے جواب دیا:

اگر تم اس رسی سے متمسک رہو تو خدا تجھے بخش دے گا ورنہ نہیں۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رسی کے بارے میں ہماری ہدایت نہ کرتے کہ کلام الٰہی میں جسے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم تفرقہ بازی سے محفوظ رہیں تو اہل عناد کو اس فرمان الٰہی کی تاویل کا موقع مل جاتا اور وہ اپنے حسد و عناد کی بنا پر اس حق سے پھیر دیتے کہ جسے خدا نے یہاں مراد لیا اور جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص فرمائی۔ لیکن بحمد اللہ تعالیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلے میں

کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا اور حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے مشہور خطبہ میں ارشاد فرمایا:

انی فرطكم و انكم الواردون على الحوض. حوضا عرضه مابين بصرى الى الصنعاء. فيه قدحان عدد نجوم السماء. الا وانی مخلف فيكم الثقلين: الثقل الاكبر القرآن و الثقل الاصغر عترتی و اهل بيتی. هما حبل الله ممدود بينكم و بين الله عز و جل ما ان تمسكتم به لن تضلوا سبب منه بيد الله وسبب بايديكم.

وفي رواية اخرى: طرف بيد الله و طرف بايديكم ان اللطيف الخبير قد نبأني انهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض كاصبعی هاتين - و جمع بين سبابتيه - ولا اقول: كهاتين - و جمع بين السبابة و الوسطى - فتفضل هذه على هذه.

"میں تم سے پہلے چلا جاؤں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ یہ ایک حوض ہے جس کا عرض بصریٰ سے صنعاء کے درمیانی علاقے جتنا ہے۔[1] اس میں موجود پیالے تعداد میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ میں لوگو! میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں ثقل اکبر اللہ کی کتاب ہے اور ثقل اصغر میری عترت و اہل بیت ہیں۔ یہ خدا کی رسی ہیں جو تمہارے اور خدائے عزوجل کے درمیان پھیلی ہوئی ہیں۔ جب تم اسے تھامے رکھو گے گمراہی سے امان میں رہو

[1] صنعاء، یمن کو کہتے ہیں اور بصری سے مراد حوران کا قصبہ ہے جو دمشق شام کے علاقوں میں سے ہے۔ یہ علاقہ حوران میں اہل عرب کے یہاں معروف رہا ہے۔ (از مترجم)

گے۔ اس کا ایک سرا خدا کے پاس اور ایک سرا تمہارے پاس ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کا ایک کونہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں۔ خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں (قرآن و اہل بیتؑ) ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، یہاں تک حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں ملائیں اور کہا کہ یہ دونوں اس طرح ایک ساتھ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔ نہ کہ اس طرح، یہ ظاہر کرنے کے لیے آپؐ نے اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی کو جمع کیا۔ کیونکہ اس طرح ایک دوسری پر مقدم ہو جاتی ہے۔'' (بحارالانوار: ۹۳/ ۱۰۲)

اس حدیث کے بارے میں عبدالواحد کے طرق

❁ ہمیں اس حدیث کے بارے میں عبدالواحد بن عبداللہ بن یونس الموصلی نے خبر دی، وہ کہتا ہے: ہمیں خبر دی محمد بن علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے اسے اپنے باپ سے نقل کیا، اس نے اپنے دادا سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد گرامی علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباء و کرامؑ سے اور انہوں نے مولا امیر المومنینؑ سے، آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں یہ حدیث بھی بیان فرمائی۔

❁ عبدالواحد بن عبداللہ نے ہمیں خبر دی ہے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن محبوب اور حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے علی بن عقبہ سے، اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

❁ ہمیں خبر دی عبدالواحد نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن رئاب سے، انہوں نے حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ سے، اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔

کچھ شک نہیں کہ قرآن، عترت کے ساتھ ہے اور عترت، قرآن کے ساتھ۔ یہ دونوں خدا کی محکم رسی ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ قرآن کا علم، اس کی تاویل وتنزیل، اس کے محکم ومتشابہ، حلال وحرام اور اس کے خاص وعام کی معرفت انہی ہستیوں کے پاس ہے۔ خدا نے ان کی اطاعت خدا نے فرض کی، انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُولی الامر بنایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا انہیں قرآن کا مثل اور قرآن کو ان کی مثل بنایا۔ اللہ نے انہیں اپنے علوم وشرائع اور فرائض وسنن کی تعلیم دی۔ لہٰذا جو بھی دین کے معاملات میں ان کے علاوہ کسی کی طرف رجوع کرے وہ گمراہ ہے اور راہ راست سے ہٹا ہوا ہے۔ ایسا شخص خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

عترت رسولؐ سے مراد وہ ہستیاں ہیں جن کی مثال آپؐ نے اپنی اُمت کے لیے اس طرح بیان کی ہے:

مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح. من رکبها نجا و تخلف عنها غرق. و قال مثل اهل بیتی فیک کمثل باب حطة فی بنی اسرائیل الذی من دخله غفرت ذنوبه و استحق الرحمة و الزیادة من خالقه. کما قال الله عز و جل: ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾

"میرے اہل بیتؑ کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس پر سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جو اس پر سوار نہ ہوا وہ (بحرِ ضلالت میں) غرق ہو گیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

"میرے اہل بیتؑ کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ جیسی ہے۔ [1] جو اس میں داخل ہوا اُس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور وہ اپنے خالق کی طرف سے رحمت اور نعمتوں کی فراوانی کا حق دار بن جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے:

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل والوں کی جزا میں اضافہ بھی کر دیتے ہیں۔" (سورۃ بقرہ: ۵۸)

امیر المومنین علیہ السلام اپنے ایک مشہور و معروف خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں جسے موافق و مخالف دونوں فریقین کے علماء نے نقل کیا ہے۔ وہ خطبہ یہ ہے:

"جان لو کہ حضرت آدم علیہ السلام جو علم آسمان سے لے کر زمین پر اُترے، اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام نبیوں کو جس علم سے فضیلت بخشی گئی وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کے پاس ہے۔ تم کس گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہو، بلکہ تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو؟! اے نوحؑ کی کشتی پر سوار افراد کے صلبوں سے پیدا ہونے والو! اس کشتی کی مثال تمہارے پاس بھی موجود ہے۔ تو جس طرح کشتی کے سبب کچھ لوگوں کی نجات

[1] حطہ کا معنی، طلب مغفرت کرنا ہے۔ بحوالہ القاموس۔ از مترجم۔

کا سامان ہوا اُسی طرح اس کشتی سے بھی نجات پانے والے نجات حاصل کریں گے۔ بربادی ہو اس شخص کے لیے جو آئمہ اطہارؑ کی حکم عدولی کرے۔

بے شک تمہارے درمیان ہماری مثال اصحاب کہف کی غار اور بنی اسرائیل کے باب حطہ (باب مغفرت) ایسی ہے۔ باب حطہ سلامتی کا دروازہ ہے سو تم سب کے سب اس دروازے سے داخل ہو جاؤ۔"

اسی خطبہ میں مولائے موحدینؑ نے ارشاد فرمایا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و آثار کو جاننے والے اصحاب سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ میں اور میرے اہل بیت علیہم السلام معصوم ہیں۔ لہٰذا تم ان سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، اُن کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو، ورنہ بھٹک جاؤ گے، اُن کی مخالفت نہ کرو، ورنہ جاہل بن جاؤ گے، انہیں سکھانے کی کوشش مت کرو، کیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ ہر چھوٹے و بڑے سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ تمہارا کام حق اور اہل حق کی اتباع کرنا ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ اور باطل و اہل باطل سے اجتناب کرنا ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو۔

مگر لوگوں نے اہل بیت رسولؐ کی ان صفات و مدائح اور اوصاف و کمالات کو در خور اعتنا نہ سمجھا، ان سے روگردانی کی، ان کے خلاف میدان میں آ گئے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا مذاق بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو فضول و بے معنی سمجھا۔ یوں انہوں نے خدا کے ایک ایسے فریضے کو ترک کر دیا جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ان پر عائد کیا تھا۔ اور وہ تھا ان کی اطاعت ان سے مسائل کا حل معلوم کرنا۔ جیسا کہ درج ذیل فرامین الٰہیہ میں اس کا ذکر آیا ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧﴾

"تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کر لو۔" (سورۃ الانبیاء، ۷)

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ :

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔" (سورۃ النساء: ۵۹)

چنانچہ رسول خداؐ نے لوگوں کی راہنمائی فرمائی کہ وہ کن لوگوں کے ساتھ تمسک کر کے ان کے قول کو اپنا کر، ان کے حکم کو تسلیم کر کے ان سے علمی فیض حاصل کر کے اور ان کے نور سے کسب ضیاء کر کے نجات پا سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے اہل بیت علیہم السلام کے غیروں کو ان چیزوں کا حامل گردانا، ان سے منہ پھیر کر دوسروں کی طرف چلے گئے اور ان کے بجائے اور لوگوں کو اپنا مختار کار بنا بیٹھے۔ اس مجرمانہ غفلت و جرم عظیم کے سبب خدا نے انہیں علم کی دولت سے محروم رکھا۔ سو ان میں جس کا جو جی چاہا اس نے وہ تاویل کی اور اس خام خیالی میں پڑ گئے کہ اب انہیں اپنی عقل و قیاس آرائی کی موجودگی میں ان آئمہ طاہرین کی ہدایت کی چنداں ضرورت نہیں رہی کہ جنہیں خدا نے اپنی مخلوق کا ہادی بنایا ہے۔ پس خداوند عالم نے اپنے حکم کی خلاف ورزی، اپنے برگزیدہ لوگوں اور ان کی اطاعت سے روگردانی اور اپنے منتخب نمائندوں کی اتباع سے پہلوتہی کرنے کے نتیجے میں انہیں ان کی باطل آراء و عقول کے سپرد کر دیا۔ سو وہ بھٹک گئے اور کھلی گمراہی کا شکار ہوئے۔ انہوں نے اپنے ساتھ اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اس طرح وہ خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

"اے پیغمبرؐ! کہہ دیجئے کیا ہم آپ کو ان لوگوں کے بارے میں اطلاع دیں جو اپنے اعمال

پاؤں مسجد سے باہر رکھا مجھے نہیں پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا؟

جب میں نے واپس آ کر امیر المومنینؑ کو ان کے بارے میں بتایا تو میرے بابا نے مجھ سے پوچھا: ابا محمدؑ! جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

میں نے کہا: اللہ، اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تو میرے بابا نے فرمایا: یہ حضرت خضرؑ تھے۔ (علل الشرائع)

﴿حدیث: ۳﴾

امام محمد باقرؑ نے اپنے آباء و کرامؑ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے۔ اس رات سال کے تمام امور اور فیصلے بھی نازل ہوتے ہیں۔ رسول خداؐ کے بعد اس امر کے ذمہ دار اولی الامر ہیں۔ ابن عباسؓ نے پوچھا: یا علیؑ! وہ اولی الامر کون ہیں؟

فرمایا: میں اور میری صلب سے ہونے والے گیارہ اماموںؑ سے یہ امور بیان کیے جاتے ہیں۔ (الکافی جلد 1، صفحہ 247۔ الخصال، حدیث 48۔ کمال الدین)

﴿حدیث: ۴﴾

حضرت اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امیر المومنینؑ کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ کسی سوچ میں بیٹھے زمین کرید رہے ہیں۔

میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ زمین کرید رہے ہیں، کہیں اس سے آپ کا دل تو نہیں لگ گیا؟

فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اس (حکومت) سے اور دنیا سے تو لحظہ بھر بھی دل نہیں لگایا۔ البتہ میں اپنی صلب سے ہونے والے گیارہویں بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ مہدیؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور

بارے میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک ظرف میں ہوتا ہے جس پر ایک پردہ سا پڑا ہوتا ہے۔ جب انسان نبی کریم ﷺ پر کامل درود (یعنی اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرج آل محمد) پڑھتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور انسان کو بھولی ہوئی بات یاد آجاتی ہے۔

تیسرا سوال تو نے یہ کیا ہے کہ انسان کے بچے اپنے ماموؤں اور چچاؤں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان اپنی بیوی کے پاس سکون قلب، ٹھہری ہوئی رگوں اور غیر مضطرب بدن کے ساتھ جاتا ہے تو نطفہ عورت کے رحم میں ٹھہر جاتا ہے۔ پھر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے والدین کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے پاس بلا سکون قلب اور مضطرب رگوں اور مضطرب بدن کے ساتھ جائے تو عورت کے رحم میں نطفہ میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور وہ کسی رگ پر گرتا ہے۔ اگر وہ چچاؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر گرے تو بچہ اپنے چچاؤں کا ہم صورت ہوتا ہے اور اگر وہ ماموؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر جا گرے تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ وجود میں آتا ہے۔

یہ جوابات سن کر وہ شخص پکار اٹھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں ہمیشہ اس گواہی پر قائم رہوں گا اور اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس گواہی پر بھی میں ہمیشہ قائم رہوں گا۔

پھر اس نے مولا علی کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں اور میں اس گواہی پر بھی قائم رہوں گا۔ پھر اس نے امام حسن علیہ السلام کی طرف نظر کی اور کہا:

سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے لیے حیرت و غیبت کا ایک زمانہ ہوگا جس میں کچھ قومیں گمراہ ہوں گی اور کچھ ہدایت یافتہ ہو جائیں گی۔

میں نے پوچھا: یا امیر المومنین! اس کا عرصہ کتنا ہوگا؟

تو فرمایا: چھ سال۔

میں نے کہا: کیا یہ ہونے والا ہے؟

فرمایا: ہاں! جیسا کہ اس کی تخلیق ہو چکی ہے۔

میں نے عرض کی: کیا وہ زمانہ میری زندگی میں آئے گا؟

فرمایا: نہیں، اے اصبغ! تمہاری زندگی میں نہیں۔

ان کے ساتھ اس امت کے بہترین افراد اور عترت کے صالح لوگ ہوں گے۔

میں نے پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

فرمایا: اس کے بعد خدا جو چاہے گا کرے گا۔ کیونکہ اس کے کچھ ارادے، مقاصد اور پوشیدہ مصالح ہوتے ہیں۔ [1] (الکافی: ۱/۳۳۸/۷، الہدایۃ الکبری: ۸۸، اثبات الوصیۃ: ۲۲۵، کمال الدین: ۱/۲۸۹، غیبت طوسی: 115)

لوح فاطمہؑ

(حدیث: ۵)

عبدالرحمن بن سالم سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو بصیرؒ کے واسطہ سے امام جعفر صادقؑ سے یہ حدیث نقل کی، امامؑ فرماتے ہیں کہ میرے بابا امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت

[1] غیبت طوسی میں اس روایت کے الفاظ معمولی سے مختلف ہیں، بلکہ اسے دیکھ کر اس کا مفہوم صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ (از مترجم)

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ امیرالمومنینؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں شہادت دیتا ہوں کہ امام حسینؑ آپؑ کے بعد اپنے باباؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسینؑ کے بعد حضرت علی زین العابدین علیہ السلام امام حسینؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے باباؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی کے امر کا جاری رکھنے والے ہیں۔

اس کے بعد گواہی دیتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے والد کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی رضا علیہ السلام اپنے باباؑ کے امر کا سلسلہ آگے چلانے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد تقی علیہ السلام اپنے بابا کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی نقی علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اسکے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے باباؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں امام حسن علیہ السلام کی نسل مبارک میں سے ہونے والے اس شخص کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ جسے نام و کنیت سے اُس وقت تک نہیں بلایا جائے گا کہ جب تک اُس کا امر ظاہر نہ ہو اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر نہ کر دے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔

اے امیرالمومنینؑ! آپؑ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور چل دیا۔ جب وہ چلا گیا تو مولائے کائناتؑ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: ابا محمدؑ! اس کے پیچھے جاؤ، دیکھو وہ کس طرف جاتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس نے جونہی اپنا

المرتابون فی جعفر ، الراد علیه کالراد علی ، حق القول منی لاکرمن مثوی جعفر و لاسرنه فی اشیاعه و انصاره و اولیائه اتیحت بعده فتنة عمیاء حندس ، الا ان خیط فرضی لا ینقطع و حجتی لا تخفی ، و ان اولیائی بالکاس الاوفی یسقون ، ابدال الارض ، الا و من جحد واحدا منهم فقد جحدنی نعمتی ، و غیر آیة من کتابي فقد افتری علی ، ویل للمفترین الجاحدین عند انقضاء مدة عبدی موسی و حبیبی و خیرتی ان المکذب به کا لمکذب بکل اولیائی ، وهو ولی و ناصری ، و من اضع علیه اعباء النبوة ، و امتحنه بالاضلاع بها ، و بعده خلیفتی علی بن موسی الرضا ، یقتله عفریت مستکبر ، یدفن فی المدینة التی بناها العبد الصالح ذو القرنین ، خیر خلقی یدفن الی جنب اشرار خلقه ، حق القول منی لا قرن عینه بابنه محمد و خلیفته من بعدی ، و وارث علمی و هو معدنی ، و موضع سری و حجتی علی خلقی ، جعلت الجنة مثواه ، و شفعته فی سبعین الفا من اهل بیته کلهم استوجبوا النار ، و اختم بالسعادة لابنه علی ولی و ناصری ، والشاهد فی خلقی و امینی علی وحیی اخرج منه الداعی الی سبیلی ، و الخازن لعلمی الحسن ثم اکمل ذلك بابنه رحمة للعالمین ، علیه کمال موسی ؑ و بهاء عیسی ؑ وصبر ایوب ؑ ، یستذل اولیائی فی زمانه تتهادی رؤوسهم کما تتهادی رؤوس الدیلم و الترك ، فیقتلون و یحرقون و یکونون خائفین و جلین مرعوبین تصبغ الارض من

جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا: مجھے آپ سے ایک کام ہے، جب آپ کو فرصت ہو تو مجھ سے تنہائی میں بات کیجیے گا۔ انہوں نے کہا: جس وقت آپ چاہیں، میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ چنانچہ ایک دن میرے بابا انہیں تنہائی میں ملے اور کہا: اے جابرؓ! مجھے اس لوح کے بارے میں بتایئے جو آپ نے جناب سیدہؑ کے دست مبارک میں دیکھی۔ نیز یہ بھی بتایئے کہ میری جدہ نے آپ کو اس کے بارے میں کیا بتایا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب جابر نے فرمایا: میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔

میں رسول خدا ﷺ کے حین حیات میں آپ کی والدہ جناب سیدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں امام حسینؑ کی ولادت کی مبارک دی۔ میں نے ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کی ایک لوح دیکھی تو سمجھا کہ شاید یہ زمرد کی ہے۔ میں نے اس میں سفید کتابت دیکھی جو سورج کی روشنی کی مانند تھی۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اس لوح کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ لوح خداوند متعال نے اپنے رسول ﷺ کو ہدیہ کی ہے اس میں میرے بابا ﷺ، میرے سرتاج اور میری اولاد میں سے ہونے والے اوصیاءؑ کے اسماء لکھے ہوئے تھے۔ میرے بابا ﷺ نے مجھے بشارت دینے کے لیے یہ لوح میرے سپرد کی۔ پھر انہوں نے وہ لوح مجھے دی اور میں نے اسے پڑھا اور لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

میرے باباؑ نے فرمایا: اے جابرؓ! کیا اب بھی وہ تحریر آپ کے پاس ہے اور مجھے دکھا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

چنانچہ میرے بابا ان کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور باریک چمڑے کی ایک دستاویز نکال اور فرمایا: اے جابر! اپنے لکھے ہوئے کی طرف دیکھو، میں اپنی تحریر تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ پھر میرے بابا نے وہ تحریر پڑھی اور اس کا ایک حرف بھی جابر کی تحریر کے خلاف نہ تھا۔

دمائهم، و يغشوا الويل و الرنة فى نسائهم. اولئك اوليائى حقا و حق على ان ارفع عنهم كل عمياء حندس و بهم اكشف الزلازل و ارفع عنهم الآصار و الاغلال أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿البقرة: [illegible]﴾

"اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر خداوند عزیز و حکیم کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کے نام ہے جو اس کے نبی، نور، حجاب، سفیر اور اس کی توحید کی طرف مخلوق کی ہدایت کرنے والے ہیں۔ اسے روح الامین اللہ رب العالمین کی بارگاہ سے لے کر آئے ہیں۔

اے محمد ﷺ! میرے اسماء کی تعظیم کریں، میری نعمتوں کا شکر ادا کریں، میری نعمتوں کا انکار نہ کریں۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، میں ظالموں کی کمر توڑنے والا، مظلوموں کی مدد کرنے والا اور قیامت قائم کرنے والا ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں، تو جس نے میرے غیر کے کرم کی امید رکھی یا میرے غیر کے عدل کا خوف رکھا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ عالمین میں ایسا عذاب کسی کو نہ دوں گا۔ سو آپ ﷺ میری عبادت کریں اور مجھ ہی پر توکل کریں۔ میں نے جو بھی نبی بھیجا اس کے دن اس وقت تک پورے کیے اور اس کی مدت تب تک تمام کی جب تک اس کا کوئی وصی مقرر نہ کیا۔ میں نے آپ ﷺ کو تمام انبیاءؑ پر اور آپ کے وصی کو تمام اوصیاءؑ پر فضیلت دی۔

میں نے آپ کو حسن و حسین علیہما السلام جیسے دو بیٹے اور نواسے عطا کیے ہیں۔ ان میں سے حسن مجتبیٰؑ کو میں نے ان کے باباؑ کے بعد اپنے علم کا معدن بنایا اور حسین بن علیؑ کو اپنی وحی کا معدن بنایا۔

حضرت جابرؓ نے کہا:

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے لوح فاطمہؑ میں اسی طرح لکھا ہوا پایا وہ تحریر یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذا من كتاب الله العزيز الحكيم لمحمد نبيه و نوره و حجابه و سفيره و دليله. نزل به الروح الامين من عند رب العالمين.

يا محمد! عظم اسمائي، واشكر نعمائي، ولا تجحد آلائي. اني انا الله لا اله الا انا قاصم الجبارين و مديل المظلومين و ديان يوم الدين. و اني انا الله لا اله الا انا. من رجا غير فضلي، او خاف من غير عدلي عذبته عذابا لا اعذبه احدا من العالمين. فاياي فاعبد و علي فتوكل. اني لم ابعث نبيا فاكملت ايامه و انقضت مدته الا جعلت له وصيا و اني فضلتك على الانبياء و فضلت وصيك على الاوصياء، و اكرمتك بشبليك و سبطيك الحسن و الحسين. فجعلت الحسن معدن علمي بعد انقضاء مدة ابيه. و جعلت حسينا معدن وحيي. فاكرمته بالشهادة و ختمت له بالسعادة. فهو افضل من استشهد في و ارفع الشهداء درجة عندي جعلت كلمتي التامة معه. و حجتي البالغة عنده. بعترته اثيب واعاقب

اولهم علي سيد العابدين و زين اوليائي الماضين. و ابنه شبه جده المحمود محمد الباقر لعلمي و المعدن لحكمتي. سيهلك

کا ٹھکانہ بہشت میں بناؤں گا اور ان کے اہل بیت میں سے 70,000 ایسے افراد کی شفیع بناؤں گا کہ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ میں ان کے بیٹے امام علی نقی علیہ السلام کے لیے سعادت کی انتہا کردوں گا۔ جو میرے ولی و ناصر، میری مخلوق میں گواہ اور میری وحی کے امین ہیں۔ پھر میں انہیں حسن علیہ السلام نام کا ایک بیٹا عطا کروں گا جو میری راہ کی طرف بلانے والے اور میرے علم کے خازن ہوں گے۔ ان کے بعد میں اس سلسلہ امامت کو ان کے بیٹے پر تمام کروں گا جو رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کمال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خوش مزاجی اور حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر موجود ہوگا۔ ان کے زمانہ (غیبت) میں میرے اولیاء کی قدر نہ کی جائے گی۔ ان کے سر ہدیہ میں ترک غلاموں کی مانند بھیجے جاتے ہوں گے۔ انہیں مار دیا جائے گا اور زندہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ وہ اپنی زندگیاں خوف، اضطراب اور بے چینی کے عالم میں بسر کریں گے۔ ان کے خون سے زمین سرخ ہو جائے گی اور ان کی مستورات کا گریہ و بکا عام ہوگا۔ یہ میرے سچے اولیاء ہیں۔ مجھ پر لازم ہے کہ ان پر چھانے والی ہر تاریک رات سویرے سے بدلوں، ان کی بے چینیوں کا ازالہ کروں، اور ان سے مصائب زمانہ کے طوق و زنجیریں ہٹا دوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کا درود ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔" (سورۃ البقرہ: ۱۵۷)

اس کے بعد جناب ابو بصیرؒ نے مجھ سے کہا: اگر تم نے اپنی زندگی میں فقط یہی حدیث سنی ہوتی تو تمہارے لیے کافی تھی۔ تو اب اسے کسی اہل کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرنا۔

(الکافی ۱: ۵۲۷، کمال الدین ۱: ۳۰۸، عیون اخبار الرضا ۱: ۴۱، الاختصاص ص ۲۱۰، غیبت طوسی: ۹۸، مناقب ابن شہر آشوب ۱: ۲۹۶)

انہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر کے عزت بخشی اور ان کا خاتمہ سعادت و نیکی پر کیا۔ لہٰذا وہ میری راہ میں شہید ہونے والے تمام افراد سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اور ان کا درجہ میرے یہاں بہت بلند ہے۔ میں نے اپنا کلمۂ تامہ ان کے ساتھ اور اپنی بالغ حجت ان کے پاس قرار دی۔ ان کی عترت کے سبب ہی میں لوگوں کو جزا و سزا دوں گا۔

اُن میں سب سے پہلے علی علیہ السلام ہیں جو سیّد العابدین اور میرے سابقہ اولیاء کے لیے باعث زینت ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد باقر علیہ السلام ہیں جو اپنے جد محمود ﷺ کے ہم نام، میرے علم کو پھیلانے والے اور میری حکمت کا معدن ہیں۔

(ان کے بعد) جعفر صادق علیہ السلام میں شک کرنے والے ہلاکت میں پڑیں گے۔ اُن کی بات کو ٹھکرانے والا ایسا ہے کہ اُس نے گویا میری بات کو ٹھکرایا۔ اور میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ انہیں بلند ترین مقام عطا کروں اور اُن کے شیعوں اور ساتھیوں کے بارے میں انہیں خوش کروں گا

اس کے بعد ظلمتوں اور تاریکیوں کا ایک فتنہ ظاہر ہوگا، لیکن اس کے باوجود بھی میرے فرض کی ڈور ٹوٹے گی اور نہ میری حجت مخفی ہوگی۔ بلکہ میرے اولیاء کو بھرے ہوئے جاموں سے سیراب کیا جائے گا، اور روئے زمین میں "ابدال" ہوں گے۔ ①

---

① طریحی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ ابدال، وہ نیک و صالح افراد ہوتے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آجاتا ہے۔ معروف اصطلاح کے مطابق اگرچہ ابدال کچھ مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ لیکن حقیقت میں تمام ایسے عناوین کا اول اور مقدم ترین مصداق ائمہ طاہرینؑ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں اسی اعتبار سے ان ذوات مقدسہ کو ابدال کہا گیا ہے۔ اس کی تائید دیگر اخبار و آثار سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اصول کافی کتاب الحجہ میں اس موضوع کی کئی ایک روایات موجود ہیں۔ (از مترجم)

﴿حدیث: ۶﴾

ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء کرامؑ کے واسطہ یہ حدیث بیان کی کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیتؑ میں بارہ محدث ہیں۔ ① وہاں سننے والوں میں عبداللہ بن زید بھی موجود تھا جو کہ امام علی زین العابدین کا رضاعی بھائی تھا اس نے کہا: سبحان اللہ! محدث؟ اس کے بولنے کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ گویا اس حدیث (کو نہ سمجھنے کے سبب اس) کا انکار کر رہا ہے۔ تو امامؑ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم! آپ کے رضاعی بھائی یعنی سید سجاد علیہ السلام بھی محدث تھے۔ ② (بحار الانوار: ۲۶ س ۲۷۲)

﴿حدیث: ۷﴾

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا میرے والد اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا:

احمد بن محمد بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے ۲۰۳ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا سعید بن غزوان نے، انہوں نے نقل کیا حضرت ابو بصیرؒ سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء کرامؑ سے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

① ائمہ معصومینؑ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث اسے کہا جاتا جس کے پاس آئیں اور اس کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ (از مترجم)

② واضح رہے کہ ائمہ معصومینؑ کے احوال میں جہاں ان کا کسی کے ساتھ رضاعت کا رشتہ بیان کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ امامؑ اور اس نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ بلکہ بچپنے میں اگر کسی کنیز کو ان کی دیکھ بھال کا شرف ملتا تو اس کنیز کے بچوں کو ان کا رضاعی کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ کتب مقاتل میں جناب عبداللہ بن یقطر کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی کہلاتے تھے۔ اس کا ذکر شیخ سماوی کی کتاب ابصار العین ۱۹۶ پر موجود ہے۔ (از مترجم)

جس نے میری کسی ایک حجت کا بھی انکار کیا اس نے میرا کفرانِ نعمت کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی آیت کو بدلا اس نے مجھ پر افتراء کیا۔ ہلاکت ہو ان افتراء کرنے والوں کے لیے جو امام موسیٰ کاظمؑ کی مدت کے پورا ہونے کے وقت انکار کرے، کہ جو میرا بندہ، حبیب اور منتخب کردہ ہے۔

ان کی تکذیب کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے میرے تمام اولیاء کی تکذیب کی ہو۔ وہ میرے ولی و ناصر ہیں۔ وہ وہ ہیں (یعنی اس قابل ہیں) کہ میں ان پر نبی ﷺ کی نبوت (تبلیغ شریعت وغیرہ) کا بوجھ رکھوں گا اور انہیں اس کے ذریعے آزماؤں گا۔[1]

ان کے بعد میرے خلیفہ علی بن موسیٰ رضاؑ ہوں گے انہیں ایک خونخوار درندہ شہید کرے گا۔ وہ اس شہر میں دفن ہوں گے جسے میرے نیک بندے جناب ذوالقرنینؑ نے آباد کیا۔ وہ تمام خلائق سے بہتر ہوں گے مگر ان کی تدفین میری مخلوق میں سب سے بدترین شخص کے قریب ہوگی۔ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ ان کے بیٹے امام محمد تقیؑ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا جو ان کے خلیفہ اور علم کی وارث ہوں گے۔ وہ میرے علم کا معدن، میرے راز کا مقام، اور میری مخلوق پر حجت ہوں گے میں ان

---

[1] یہاں سے کوئی سوء استفادہ کرتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ شیعہ امامؑ کو نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ تو یہاں جو نبوت کا بوجھ رکھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد اسلامی معاشرے میں نبی ﷺ کا کردار پیش کرنا، آپ کی نیابت میں معاشرے کی ہدایت و اصلاح کا فریضہ انجام دینا اور خدا کے دین کی ترویج و استحکام کے لیے ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرا فریضہ علی ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل عقائد کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ واللہ العالم (از مترجم)

بهم الظهر. ثم قال: ايها الناس! ان الله مولاي، و انا مولى المومنين، و انا اولى بهم منهم بانفسهم. من كنت مولاه فعلي ؑ مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه.

"بے شک اللہ عزوجل نے مجھے ایک پیغام دے کر بھیجا جس سے میرا دل تنگ ہوا اور میں نے سمجھا کہ یہ حکم سن کر لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں ہر صورت اس حکم کو پہنچا دوں یا پھر وہ مجھے عذاب دے۔

تو اے علیؑ! اپنی جگہ سے اٹھیے!

پھر آپ ﷺ نے منادی کا حکم دیا کہ نماز باجماعت ادا ہوگی۔ چنانچہ آپؐ نے نماز ظہر پڑھائی اور اس کے بعد بلند آواز میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کچھ شک نہیں اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کی جانوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں۔ تو جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علیؑ مولا ہیں۔

اے اللہ! جو علیؑ کے ساتھ ہو اسے اپنا دوست بنا اور جو اس کے ساتھ دشمنی کرے، تو اس کے ساتھ دشمنی کر۔

پھر جناب سلمانؓ اپنی جگہ سے اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر پوچھا: یا رسول اللہ! اس ولا کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: جس جس کی جان پر میں زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں اس اس کی جان پر علیؑ بھی خود اس شخص سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کی بشارت نازل کی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ایک حصے کو پسند کیا۔ پوری زمین میں سے شہر مکہ کو، اس سے مسجد الحرام کو اور اس سے مقامِ کعبہ کو۔ جانوروں میں سے مونث کو، مگر بھیڑ کے مذکر کو۔ دنوں میں سے جمعہ کو، مہینوں میں سے رمضان کو اور راتوں میں سے شب قدر کو۔ تمام لوگوں میں سے بنی ہاشم کو، ان سے مجھے اور علیؑ کو اور ہم میں سے حسن و حسین علیہما السلام اور اولادِ حسینؑ میں سے باقی ائمہؑ کو، ان میں نواں ان کا باطن ہوگا، وہی ان کا ظاہر ہوگا، وہی ان میں افضل ہوگا، اور وہی ان کا قائم ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر کے طریق سے نقل ہونے والے طریق میں ہے: وہ ان سے غالیوں کی تحریف، اہل باطل کی آراء اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کریں گے۔

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام اور محمد بن حسن بن محمد بن جمہور نے، اُنہوں نے حسن بن محمد جمہور سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا احمد بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے، اُنہوں نے نقل کیا سعید بن غزوان سے، اور اُنہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آگے وہی حدیث ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

(اثبات الوصیۃ:۲۲۵؛ کمال الدین؛ دلائل الامامۃ:۲۴۰؛ کفایۃ الاثر:۹؛ غیبت طوسی:۱۰۳؛ الاستبصار:۸؛ المحتضر:۱۵۹)

سلیم بن قیس الہلالیؒ کی کتاب سے
ولایت کی تبلیغ، خدا کا اٹل فیصلہ

(حدیث:۸)

سلیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں ہم مولا علی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس اثنا میں معاویہ نے حضرت ابو درداء اور ابو ہریرہ کو طلب کیا اور اُنہیں ایک پیغام

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کیا، تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔" (المائدہ: آیت ۳)

جناب سلمانؓ نے پوچھا:

یا رسول اللہؐ! کیا یہ آیات مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں؟

فرمایا: جی ہاں! نا صرف اُن کی شان، بلکہ میرے تمام اوصیاء کی شان میں جو قیامت تک (مرحلہ وار) آئیں گے۔

اُنہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتایئے، اُن کے اسماء کیا ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُن میں ایک تو علیؑ ہیں جو میرے بھائی، وصی، داماد، وارث، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے وَلی ہیں۔ اور گیارہ دوسرے امامؑ ہیں جو میری نسل سے ہی ہوں گے۔ اُن میں پہلے میرے بیٹے حسنؑ ہیں، پھر میرے بیٹے حسینؑ، اور اُن کے بعد اُن کی اولاد میں سے نو افراد ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن اُن کے ساتھ ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہ ہوں گے اور وہ ان سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اسی طرح حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔

یہ سُن کر بارہ بدری صحابی اُٹھے اور کہنے لگے: اے امیر المومنینؑ!

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے یہ حدیث رسول خدا ﷺ سے اسی طرح سنی ہے، نہ اس سے کم نہ زیادہ۔ ان کے علاوہ جو بدری صحابی صفین میں مولاؑ کے ہم رکاب تھے۔ اُنہوں نے کہا: یہ حدیث جو آپؑ نے ہمارے سامنے بیان کی ہے۔ یہ پوری تو ہم سے یاد

دے کر امیر المومنینؑ کی طرف بھیجا۔ جب وہ مولا امیرؑ کے پاس پہنچے اور آپؑ کو معاویہ کا پیغام دیا تو مولاؑ نے فرمایا:

تم معاویہ کا پیغام لے کر میرے پاس آئے ہو۔ اب جو میں کہہ رہا ہوں اُسے توجہ سے سنو اور جا کر معاویہ کو بتا دو۔

انہوں نے عرض: جی، ارشاد فرمایئے!

پھر مولائے کائناتؑ نے اس کا ایک تفصیلی جواب دیا حتیٰ کہ اس میں مقام غدیر پر اعلان ولایت کا ذکر بھی کیا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو حکم خدا ہر مومن و مومنہ کا مولاؑ قرار دیا تھا۔ الغرض امیر المومنینؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت ولایت (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝) نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ آیت کچھ خاص مومنین کی شان میں ہے یا تمام اہل ایمان کی شان میں؟ تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ لوگوں کو بتا ئیں کہ یہ ان ہستیوں کی ولایت کا ذکر ہے جن کی ولایت کا خود اس نے حکم دیا ہے۔ نیز خداوند عالم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ جس طرح آپؐ نے لوگوں کو نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی تفصیل بتائی اسی طرح انہیں ولایت کی تفسیر بھی بتایئے اور اس کی جزئیات کی وضاحت کیجیے۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر ولایت و امامت کے منصب پر فائز کیا اور ارشاد فرمایا:

ان الله عز و جل ارسلنی برسالة ضاق بها صدری و ظننت ان الناس یکذبونی. فاوعدنی لابلغنها او لیعذبنی. قم یا علی ؑ! ثم نادی باعلی صوته بعد امر ان ینادی بالصلاة جامعة. فصلی

بارے میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک ظرف میں ہوتا ہے جس پر ایک پردہ سا بنا ہوتا ہے۔ جب انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل درود (یعنی اللهم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرج آل محمد) پڑھتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور انسان کو بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔

تیسرا سوال تو نے یہ کیا ہے کہ انسان کے بچے اپنے ماموؤں اور چچاؤں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان اپنی بیوی کے پاس سکون قلب ٹھہری ہوئی رگوں اور غیر مضطرب بدن کے ساتھ جاتا ہے تو نطفہ عورت کے رحم میں ٹھہر جاتا ہے۔ پھر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے والدین کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے پاس بلا سکون قلب اور مضطرب رگوں اور مضطرب بدن کے ساتھ جائے تو عورت کے رحم میں نطفہ میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور وہ جا کر کسی رگ پر گرتا ہے۔ اگر وہ چچاؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر گرے تو بچہ اپنے چچاؤں کا ہم صورت ہوتا ہے اور اگر وہ ماموؤں والی رگوں میں سے کسی رگ پر جا گرے تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ وجود میں آتا ہے۔

یہ جوابات سن کر وہ شخص پکار اُٹھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں ہمیشہ اس گواہی پر قائم رہوں گا اسکے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس گواہی پر بھی میں ہمیشہ قائم رہوں گا۔

پھر اس نے مولا علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں اور میں اس گواہی پر بھی قائم رہوں گا۔ پھر اس نے امام حسن علیہ السلام کی طرف نظر کی اور کہا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ امیر المومنینؑ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں شہادت دیتا ہوں کہ امام حسینؑ آپؑ کے بعد اپنے بابا کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسینؑ کے بعد حضرت علی زین العابدین علیہ السلام امام حسینؑ کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے بابا کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی کے امر کو جاری رکھنے والے ہیں۔

اس کے بعد گواہی دیتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے والد کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی رضا علیہ السلام اپنے بابا کے امر کا سلسلہ آگے چلانے والے ہیں۔

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام محمد تقی علیہ السلام اپنے بابا کے امر کو قائم کرنے والے ہیں

اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام علی نقی علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اسکے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے بابا کے امر کو قائم کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد میں امام حسین علیہ السلام کی نسل مبارک میں سے ہونے والے اس شخص کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ جسے نام و کنیت سے اس وقت تک نہیں بلایا جائے گا کہ جب تک اس کا امر ظاہر نہ ہو اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر نہ کر دے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے امیر المومنینؑ! آپؑ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور چل دیا۔ جب وہ چلا گیا تو مولائے کائنات نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: ابا محمدؑ! اس کے پیچھے جاؤ، دیکھو وہ کس طرف جاتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس نے جونہی اپنا

پاؤں مسجد سے باہر رکھا مجھے نہیں پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا؟

جب میں نے واپس آ کر امیر المومنینؑ کو ان کے بارے میں بتایا تو میرے بابا نے مجھ سے پوچھا: ابا محمدؑ! جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

میں نے کہا: اللہ، اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تو میرے بابا نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ (علل الشرائع)

(حدیث:۳)

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء و کرامؑ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے۔ اس رات سال کے تمام امور اور فیصلے بھی نازل ہوتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امر کے ذمہ دار اولی الامر ہیں۔ ابن عباسؓ نے پوچھا: یا علیؑ! وہ اولی الامر کون ہیں؟

فرمایا: میں اور میری صلب سے ہونے والے گیارہ اماموںؑ سے یہ امور بیان کیے جاتے ہیں۔ (الکافی جلد 1 صفحہ 247۔ الخصال حدیث 48۔ کمال الدین)

(حدیث:۴)

حضرت اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امیر المومنینؑ کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپؑ کسی سوچ میں بیٹھے زمین کرید رہے ہیں۔

میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ! آپؑ زمین کرید رہے ہیں، کہیں اس سے آپ کا دل تو نہیں لگ گیا؟

فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اس (حکومت) سے اور دنیا سے تو لحظہ بھر بھی دل نہیں لگایا۔ البتہ میں اپنی صلب سے ہونے والے گیارہویں بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ مہدیؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور

سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے لیے حیرت و غیبت کا ایک زمانہ ہوگا جس میں کچھ قومیں گمراہ ہوں گی اور کچھ ہدایت یافتہ ہو جایا کریں گی۔

میں نے پوچھا: یا امیر المومنین! اس کا عرصہ کتنا ہوگا؟

تو فرمایا: چھ سال،

میں نے کہا: کیا یہ ہونے والا ہے؟

فرمایا: ہاں! جیسا کہ اس کی تخلیق ہو چکی ہے۔

میں نے عرض کی: کیا وہ زمانہ میری زندگی میں آئے گا؟

فرمایا: نہیں، اے اصبغ! تمہاری زندگی میں نہیں۔

ان کے ساتھ اس امت کے بہترین افراد اور عترت کے صالح لوگ ہوں گے۔

میں نے پوچھا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

فرمایا: اس کے بعد خدا جو چاہے گا کرے گا۔ کیونکہ اس کے کچھ ارادے، مقاصد اور پوشیدہ مصالح ہوتے ہیں۔[1] (الکافی: ۱/۳۳۸؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۸۸؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۵؛ کفایۃ الاثر: ۲۱۹؛ غیبت طوسی: ۱۱۵)

لوحِ فاطمہؑ

﴿حدیث: ۵﴾

عبدالرحمن بن سالم سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو بصیرؒ کے واسطے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث نقل کی امامؑ فرماتے ہیں کہ میرے بابا امام محمد باقر العلوم علیہ السلام نے حضرت

[1] غیبت طوسی میں اس روایت کے الفاظ معمولی سے مختلف ہیں، لہٰذا اسے دیکھ کر اس کا مفہوم بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ (از مترجم)

جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا: مجھے آپ سے ایک کام ہے جب آپ کو فرصت ہو تو مجھے تنہائی میں بات کیجیے گا۔ انہوں نے کہا: جس وقت آپ چاہیں میں آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ چنانچہ ایک دن میرے بابا ان سے تنہائی میں ملے اور کہا: اے جابر! مجھے اس لوح کے بارے میں بتائیے جو آپ نے جناب سیدہؑ کے دست مبارک میں دیکھی۔ نیز یہ بھی بتائیے کہ میری جدہ نے آپ کو اس کے بارے میں کیا بتایا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب جابرؓ نے فرمایا: میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہدِ حیات میں آپ کی والدہ جناب سیدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں امام حسینؑ کی ولادت کی مبارک دی۔ میں نے ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کی ایک لوح دیکھی تو سمجھا کہ شاید یہ زمرد کی ہے۔ میں نے اس میں سفید کتابت دیکھی جو سورج کی روشنی کی مانند تھی۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اس لوح کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ لوح خداوند متعال نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کو ہدیہ کی ہے اس میں میرے بابا صلی اللہ علیہ وآلہ، میرے سرتاج اور میرے بیٹوں میں سے ہونے والے اوصیاءؑ کے اسماء لکھے ہوئے ہیں۔ میرے بابا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے بشارت دینے کے لیے یہ لوح مجھے ہدیہ کی۔ پھر انہوں نے وہ لوح مجھے دی جس میں نے اسے پڑھا اور لکھ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

میرے بابا نے فرمایا: اے جابرؓ! کیا اب بھی وہ تحریر آپ کے پاس ہے اور مجھے دکھا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

چنانچہ میرے بابا ان کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور باریک چمڑے کی ایک دستاویز نکالی اور فرمایا: اے جابر! اپنے لکھے ہوئے کی طرف دیکھو، میں اپنی تحریر تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ پھر میرے بابا نے وہ تحریر پڑھی اور اس کا ایک حرف بھی جابر کی تحریر کے خلاف نہ تھا۔

حضرت جابرؓ نے کہا:

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے لوح فاطمہؑ میں اسی طرح لکھا ہوا پایا وہ تحریر یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذا من كتاب الله العزيز الحكيم لمحمد نبيه و نوره و حجابه و سفيره و دليله . نزل به الروح الامين من عند رب العالمين،

يا محمد! عظم اسمائی، و اشكر نعمائی، ولا تجحد آلائی. انی انا الله لا اله الا انا قاصم الجبارين و مديل المظلومين و ديان يوم الدين . و انی انا الله لا اله الا انا . من رجا غير فضلی . او خاف من غير عدلی عذبته عذابا لا اعذبه احدا من العالمين. فایای فاعبد و علی فتوكل . انی لم ابعث نبيا فاكملت ايامه و انقضت مدته الا جعلت له وصيا و انی فضلتك على الانبياء و فضلت وصيك على الاوصياء، و اكرمتك بشبليك و سبطيك الحسن و الحسين. فجعلت الحسن معدن علمی بعد انقضاء مدة ابيه . و جعلت حسينا معدن وحيی . فاكرمته بالشهادة و ختمت له بالسعادة . فهو افضل من استشهد فی و ارفع الشهداء درجة عندی. جعلت كلمتی التامة معه . و حجتی البالغة عنده، بعترته اثيب و اعاقب

اولهم علی سيد العابدين و زين اوليائی الماضين. و ابنه سمی جده المحمود محمد الباقر لعلمی و المعدن لحكمتی . سيهلك

المرتابون فی جعفر . الراد عليه كالراد علی . حق القول منی لاكرمن مثوی جعفر و لاسرنه فی اشياعه و انصاره و اوليائه اتيحت بعده فتنة عمياء حندس. الا ان خيط فرضی لا ينقطع . و حجتی لا تخفی . و ان اوليائی بالكاس الاوفی يسقون . ابدال الارض. الا و من جحد واحدا منهم فقد جحدنی نعمتی . و غير آية من كتابی فقد افتری علی . ويل للمفترين الجاحدين عند انقضاء مدة عبدی موسی و حبيبی و خيرتی ان المكذب به كالمكذب بكل اوليائی . وهو ولی و ناصری . و من اضع عليه اعباء النبوة. و امتحنه بالاضلاع بها . و بعده خليفتی علی بن موسی الرضا . يقتله عفريت مستكبر . يدفن فی المدينة التی بناها العبد الصالح ذو القرنين. خير خلقی يدفن الی جنب اشرار خلقه . حق القول منی لا قرن عينه بابنه محمد و خليفته من بعدی. و وارث علمی و هو معدنی. و موضع سری. و حجتی علی خلقی . جعلت الجنة مثواه . و شفعته فی سبعين الفا من اهل بيته كلهم استوجبوا النار . و اختم بالسعادة لابنه علی ولی و ناصری . والشاهد فی خلقی و امينی علی وحيی اخرج منه الداعی الی سبيلی . و الخازن لعلمی الحسن ثم اكمل ذلك بابنه رحمة للعالمين. عليه كمال موسیؑ . و بهاء عيسیؑ . و صبر ايوبؑ . يستذل اوليائی فی زمانه. تتهادی رؤوسهم كما تتهادی رؤوس الديلم و الترك . فيقتلون و يحرقون و يكونون خائفين و جلين مرعوبين . تصبغ الارض من

دمائهم . و يغشوا الويل و الرنة فى نسائهم . اولئك اوليائى حقا و حق على ان ارفع عنهم كلم عمياء حندس و بهم اكشف الزلازل و ارفع عنهم الآصار و الاغلال أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿البقرة: ۱۵۷﴾

"اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر خداوند عزیز و علیم کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کے نام ہے جو اس کے نبی، نور، حجاب، سفیر اور اس کی توحید کی طرف مخلوق کی ہدایت کرنے والے ہیں۔ اسے رُوح الامین اللہ رب العالمین کی بارگاہ سے لے کر آئے ہیں۔

اے محمد ﷺ! میرے اسماء کی تعظیم کریں، میری نعمتوں کا شکر ادا کریں، میری نعمتوں کا انکار نہ کریں، میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، میں ظالموں کی کمر توڑنے والا، مظلوموں کی مدد کرنے والا اور قیامت قائم کرنے والا ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں، تو جس نے میرے غیر کے کرم کی اُمید رکھی یا میرے غیر کے عدل کا خوف رکھا تو میں اُسے ایسا عذاب دُوں گا کہ عالمین میں ایسا عذاب کسی کو نہ دُوں گا۔ سو آپ ﷺ میری عبادت کریں اور مجھ ہی پر توکل کریں۔ میں نے جو بھی نبی بھیجا اس کے دن اُس وقت تک پورا نہ کیے اور اس کی مدت تب تک تمام نہ کی جب تک اس کا کوئی وصی مقرر نہ کیا۔ میں نے آپ ﷺ کو تمام انبیاءؑ پر اور آپؐ کے وصی کو تمام اوصیاءؑ پر فضیلت دی۔

میں نے آپؐ کو حسن و حسین علیہما السلام جیسے دو بیٹے اور نواسے عطا کیے ہیں۔ ان میں سے حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو میں نے ان کے بابا کے بعد اپنے علم کا معدن بنایا اور حسین بن علی علیہ السلام کو اپنی وحی کا معدن بنایا۔

انہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر کے عزت بخشی اور ان کا خاتمہ سعادت و نیکی پر کیا۔ لہٰذا وہ میری راہ میں شہید ہونے والے تمام افراد سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں اور ان کا درجہ میرے یہاں بہت بلند ہے۔ میں نے اپنا کلمہ تامہ ان کے ساتھ اور اپنی بالغ حجت ان کے پاس قرار دی۔ ان کی عترت کے سبب ہی میں لوگوں کو جزا و سزا دوں گا۔

ان میں سب سے پہلے علی علیہ السلام ہیں جو سیّد العابدین اور میرے سابقہ اولیاء کے لیے باعث زینت ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے محمد باقر علیہ السلام ہیں جو اپنے جد محمود ﷺ کے ہم نام، میرے علم کو پھیلانے والے اور میری حکمت کا معدن ہیں۔

(ان کے بعد) جعفر صادق علیہ السلام میں شک کرنے والے ہلاکت میں پڑیں گے۔ اُن کی بات کو ٹھکرانے والا ایسا ہے کہ اس نے گویا میری بات کو ٹھکرایا۔ اور میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ انہیں بلند ترین مقام عطا کروں اور اُن کے شیعوں اور ساتھیوں کے بارے میں انہیں خوش کروں گا

اس کے بعد ظلمتوں اور تاریکیوں کا ایک فتنہ ظاہر ہوگا، لیکن اس کے باوجود بھی میرے فرض کی ڈور ٹوٹے گی اور نہ میری حجت مخفی ہوگی۔ بلکہ میرے اولیاء کو بھرے ہوئے جاموں سے سیراب کیا جائے گا، اور وہ زمین میں "ابدال" ہوں گے۔ [1]

[1] طریحی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ ابدال، وہ نیک و صالح افراد ہوتے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آجاتا ہے۔ معروف اصطلاح کے مطابق اگرچہ ابدال کچھ مخصوص طبقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ لیکن حقیقت میں تمام ایسے عناوین کا اول اور مقدم ترین مصداق ائمہ طاہرینؑ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں اسی اعتبار سے ان ذوات مقدسہ کو ابدال کہا گیا ہے۔ اس کی تائید دیگر اخبار و آثار سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اصول کافی کتاب الحجہ میں اس موضوع کی کئی ایک روایات موجود ہیں۔ (از مترجم)

جس نے میری کسی ایک حجت کا بھی انکار کیا اس نے میرا کفرانِ نعمت کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی آیت کو بدلا اس نے مجھ پر افتراء کیا۔ ہلاکت ہو ان افتراء کرنے والوں کے لیے جو امام موسیٰ کاظم ؑ کی مدت کے پورا ہونے کے وقت انکار کرے، کہ جو میرا بندہ، حبیب اور منتخب کردہ ہے۔

ان کی تکذیب کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے میرے تمام اولیاء کی تکذیب کی ہو۔ وہ میرے ولی و ناصر ہیں۔ وہ وہ ہیں (یعنی اس قابل ہیں) کہ میں ان پر نبی ﷺ کی نبوت (تبلیغ شریعت وغیرہ) کا بوجھ رکھوں گا اور انہیں اس کے ذریعے آزماؤں گا۔ [1]

ان کے بعد میرے خلیفہ علی بن موسیٰ رضا ؑ ہوں گے انہیں ایک خونخوار درندہ شہید کرے گا۔ وہ اس شہر میں دفن ہوں گے جسے میرے نیک بندے جناب ذو القرنینؑ نے آباد کیا۔ وہ تمام خلائق سے بہتر ہوں گے مگر ان کی تدفین میری مخلوق میں سب سے بدترین شخص کے قریب ہوگی۔ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ ان کے بیٹے امام محمد تقی ؑ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا جو ان کے خلیفہ اور علم کی وارث ہوں گے۔

وہ میرے علم کا معدن، میرے راز کا مقام، اور میری مخلوق پر حجت ہوں گے میں ان

[1] یہاں سے کوئی سوء استفادہ کرتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ شیعہ امامؑ کو نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ تو یہاں جو نبوت کا بوجھ رکھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد اسلامی معاشرے میں نبی ﷺ کا کردار پیش کرنا، آپ کی نیابت میں معاشرے کی ہدایت و اصلاح کا فریضہ انجام دینا اور خدا کے دین کی ترویج و استحکام کے لیے ہر مشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرا فریضہ علیؑ ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل عقائد کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ واللہ العالم (از مترجم)

کا ٹھکانہ بہشت میں بناؤں گا اور ان کے اہل بیت میں سے 70,000 ایسے افراد کی شفیع بناؤں گا کہ جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ میں ان کے بیٹے امام علی نقی ؑ کے لیے سعادت کی انتہا کر دوں گا۔ جو میرے ولی و ناصر، میری مخلوق میں گواہ اور میری وحی کے امین ہیں۔ پھر میں انہیں حسن ؑ نام کا ایک بیٹا عطا کروں گا جو میری راہ کی طرف بلانے والے اور میرے علم کے خازن ہوں گے۔ ان کے بعد میں اس سلسلہ امامت کو ان کے بیٹے پر تمام کروں گا جو رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ ان میں حضرت موسیٰ ؑ کا کمال، حضرت عیسیٰ ؑ کا خوش مزاجی اور حضرت ایوب ؑ جیسا صبر موجود ہوگا۔ ان کے زمانہ (غیبت) میں میرے اولیاء کی قدر نہ کی جائے گی۔ ان کے سر دیلمی و ترک غلاموں کی مانند جھکے ہوئے ہوں گے۔ انہیں مارا جائے گا اور زندہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ وہ اپنی زندگیاں خوف، اضطراب اور بے چینی کے عالم میں بسر کریں گے۔ ان کے خون سے زمین سرخ ہو جائے گی اور ان کی مستورات کا گریہ و بکاء عام ہوگا۔ یہ میرے سچے اولیاء ہیں۔ مجھ پر لازم ہے کہ ان پر چھانے والی ہر تاریک رات سویرے سے بدلوں، ان کی بے چینیوں کا ازالہ کروں، اور ان سے مصائب زمانہ کے طوق و زنجیریں ہٹا دوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کا درود ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔" (سورۃ البقرۃ: ۱۵۷)

اس کے بعد جناب ابو بصیرؒ نے مجھ سے کہا: اگر تم نے اپنی زندگی میں فقط یہی حدیث سنی ہوتی تو تمہارے لیے کافی تھی۔ تو اب اسے کسی نااہل کے آگے مت بیان کرنا۔

(الکافی: ۱/ ۵۲۷؛ کمال الدین: ۱/ ۳۰۸؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۴۱؛ الاختصاص: ۲۱۰؛ غیبۃ طوسی: ۹۸؛ مناقب ابن شہر آشوب: ۱/ ۲۹۶)

(حدیث:۶)

ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباء کرام کے واسطہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت میں بارہ محدث ہیں۔ [1] وہاں بیٹھنے والوں میں عبداللہ بن زید بھی موجود تھا جو کہ امام علی زین العابدین کا رضاعی بھائی تھا اس نے کہا: سبحان اللہ! محدث؟ اس کے بولنے کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ گویا اس حدیث (کو نہ سمجھنے کے سبب اس) کا انکار کر رہا ہے۔ تو امام نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم آپ کے رضاعی بھائی یعنی سید سجاد علیہ السلام بھی محدث تھے۔ [2] (بحارالانوار ۲۶: ۳۷۲)

(حدیث:۷)

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا میرے والد اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا:

احمد بن محمد بن ہلال نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے ۲۰۳ ہجری میں وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا سعید بن غزوان نے انہوں نے نقل کیا حضرت ابو بصیرؓ سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء کرام سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ائمہ معصومین کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس آ کر فرشتے اس کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ (از مترجم)

[2] واضح رہے کہ ائمہ معصومین کے احوال میں جہاں ان کا کسی کے ساتھ رضاعت کا رشتہ بیان کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام اور اس نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ بلکہ بچپن میں اگر کسی کنیز کو ان کی دیکھ بھال کا شرف ملتا تو اس کنیز کے بچوں کو ان کا رضاعی کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ کتب مقاتل میں جناب عبداللہ بن یقطر کے حالات بیان ہوتے ہیں۔ یہ امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی کہلاتے تھے۔ اس کا ذکر شیخ سماوی کی کتاب ابصار العین ۱۴۶ پر موجود ہے۔ (از مترجم)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ایک حصے کو پسند کیا۔ پوری زمین میں سے شہر مکہ کو، اس سے مسجد الحرام کو اور اس سے مقام کعبہ کو۔ جانوروں میں سے مونث کو، مگر بھیڑ کے مذکر کو۔ دنوں میں سے جمعہ کو۔ مہینوں میں سے رمضان کو اور راتوں میں سے شب قدر کو۔ تمام لوگوں میں سے بنی ہاشم کو، ان سے مجھے اور علی کو اور ہم میں سے حسن و حسین علیہما السلام اور اولاد حسین میں سے باقی ائمہ کو، ان میں نواں ان کا باطن ہوگا وہی ان کا ظاہر ہوگا، وہی ان میں افضل ہوگا، اور وہی ان کا قائم ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر کے طریق سے نقل ہونے والے طریق میں ہے: وہ ان سے غالیوں کی تحریف، اہل باطل کی آراء اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کریں گے۔

ہمیں خبر دی محمد بن ہمام اور محمد بن حسن بن محمد بن جمہور نے، انہوں نے حسن بن محمد جمہور سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا احمد بن ہلال نے وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی عمیر نے، انہوں نے نقل کیا سعید بن غزوان سے، اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آگے وہی حدیث ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

(اثبات الوصیہ: ۲۲۵: کمال الدین: ۲۴۰: دلائل الامامہ: کفایۃ الاثر: ۱۹: غیبت طوسی: ۱۰۳: الاستبصار: ۸: المختصر: ۱۵۹)

سلیم بن قیس الہلالیؓ کی کتاب سے
ولایت کی تبلیغ، خدا کا اٹل فیصلہ

(حدیث:۸)

سلیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں ہم مولا علی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس اثنا میں معاویہ نے حضرت ابو درداء اور ابو ہریرہ کو طلب کیا اور انہیں ایک پیغام

دے کر امیر المومنینؑ کی طرف بھیجا۔ جب وہ مولا امیرؑ کے پاس پہنچے اور آپؑ کو معاویہ کا پیغام دیا تو مولاؑ نے فرمایا:

تم معاویہ کا پیغام لے کر میرے پاس آئے ہو۔ اب جو میں کہہ رہا ہوں اُسے توجہ سے سنو اور جا کر معاویہ کو بتادو۔

انہوں نے عرض: جی ارشاد فرمایئے!

پھر مولائے کائناتؑ نے اس کا ایک تفصیلی جواب دیا۔ حتی کہ اس میں مقام غدیر پر اعلان ولایت کا ذکر بھی کیا کہ جب رسول خدا ﷺ نے آپؑ کو بحکم خدا ہر مومن و مومنہ کا مولا قرار دیا تھا۔ الغرض امیر المومنینؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر آیت ولایت (إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ) نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا یہ آیت کچھ خاص مومنین کی شان میں ہے یا تمام اہل ایمان کی شان میں؟ تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو بتا دیں کہ یہاں ان ہستیوں کی ولایت کا ذکر ہے جن کی ولایت کا خود اس نے حکم دیا ہے۔ نیز خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ جس طرح آپؐ نے لوگوں کو نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کی تفصیل بتائی اسی طرح انہیں ولایت کی تفسیر بھی بتایئے اور اس کی جزئیات کی وضاحت کیجیے۔

پھر رسول خدا ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر ولایت و امامت کے منصب پر فائز کیا اور ارشاد فرمایا:

ان الله عز وجل ارسلني برسالة ضاق بها صدري وظننت ان الناس يكذبوني. فاوعدني لابلغنها او ليعذبني. قم يا علي ؑ! ثم نادى باعلى صوته بعد امر ان ينادى بالصلاة جامعة. فصلى

بهم الظهر. ثم قال: ايها الناس! ان الله مولاي. وانا مولى المومنين. وانا اولى بهم منهم بانفسهم. من كنت مولاه فعلي ؑ مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه.

"بے شک اللہ عزوجل ﷻ نے مجھے ایک پیغام دے کر بھیجا جس سے میرا دل تنگ ہوا اور میں نے سمجھا کہ یہ حکم سن کر لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں ہر صورت اس حکم کو پہنچا دوں یا پھر وہ مجھے عذاب دے۔

تو اے علیؑ! اپنی جگہ سے اُٹھیے!

پھر آپ ﷺ نے منادی کا حکم دیا کہ نماز با جماعت ادا ہوگی۔ چنانچہ آپؐ نے نماز ظہر پڑھائی اور اس کے بعد بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کچھ شک نہیں اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کی جانوں پر خود اُن سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں۔ تو جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے علیؑ مولا ہیں۔

اے اللہ! جو علیؑ کے ساتھ ہو اُسے اپنا دوست بنا اور جو اس کے ساتھ دشمنی کرے، تو اس کے ساتھ دشمنی کر۔

پھر جناب سلمانؓ اپنی جگہ سے اُٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر پوچھا: یا رسول اللہ! اس ولاء کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: جس جس کی جان پر میں زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں اس اس کی جان پر علیؑ کو بھی خود اس شخص سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کی بشارت نازل کی:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ

وَرَضِیتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کیا، تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر دیا ہے۔" (المائدہ: آیت ۳)

جناب سلمانؓ نے پوچھا:

یا رسول اللہؐ! کیا یہ آیات مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں؟

فرمایا: جی ہاں! بصرف اُن کی شان، بلکہ میرے تمام اوصیاء کی شان میں جو قیامت تک (مرحلہ وار) آئیں گے۔

انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے اُن کے اسماء کیا ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُن میں ایک تو علیؑ ہیں جو میرے بھائی، وصی، داماد، وارث، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ اور گیارہ دوسرے امامؑ ہیں جو میری نسل سے ہی ہوں گے۔ اُن میں پہلے میرے بیٹے حسنؑ ہیں، پھر میرے بیٹے حسینؑ، اور اُن کے بعد اُن کی اولاد میں سے نو افراد ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن اُن کے ساتھ ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہ ہوں گے اور وہ ان سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اسی طرح حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔

یہ سن کر بارہ بدری صحابی اٹھے اور کہنے لگے: اے امیر المومنینؑ!

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے یہ حدیث رسول خدا ﷺ سے اسی طرح سنی ہے۔ اس سے کم نہ زیادہ۔ ان کے علاوہ جو بدری صحابی صفین میں مولاؑ کے ہم رکاب تھے۔ انہوں نے کہا: یہ حدیث جو آپؑ نے ہمارے سامنے بیان کی ہے۔ یہ پوری تو ہم سے یاد

نہ ہو سکی لیکن اس کا بیشتر حصہ ہم نے یاد کر لیا۔ یہ جن بارہ افراد نے ہم سے پہلے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سننے کی گواہی دی ہے یہ ہم میں سب سے افضل اور پائے کے افراد ہیں۔

اس پر مولائے کلؑ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ یہ حدیث ہر کوئی یاد نہیں کر سکتا بلکہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں سے گوئے سبقت لے جاتے ہیں۔

پھر اُن بارہ بدری صحابیوں میں سے چار افراد حضرت ابو الہیثم التیہانؓ، حضرت ابو ایوبؓ، حضرت عمار یاسرؓ اور حضرت خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتینؓ اٹھے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد ہے۔ اللہ کی قسم! اس دن رسول خدا ﷺ کھڑے تھے اور ان کے پہلو میں علی ابن ابی طالبؑ بھی کھڑے تھے۔ تب آپ ﷺ اس طرح خطبہ ارشاد فرما رہے تھے:

یا ایھا الناس! ان اللہ امرنی ان انصب لکم اماما یکون وصی فیکم، و خلیفتی فی اھل بیتی و فی امتی من بعدی، والذی فرض اللہ طاعتہ علی المومنین فی کتابہ و امرکم فیہ بولایتہ. فقلت: یا رب خشیت طعن اھل النفاق و تکذیبھم. فاوعدنی لابلغنھا اولیعاقبنی

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے ایک امام مقرر کر دوں جو تمہارے درمیان میرا وصی، میرے اہل بیتؑ و اُمت میں میرا خلیفہ ہو۔ وہ جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اہل ایمان پر فرض کیا۔ اور اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا۔

جب مجھے از جانب پروردگار یہ حکم ہوا تو میں نے عرض کی:

اے پروردگار! میں خائف ہوں کہ کہیں اہلِ نفاق اس کے بارے میں چہ میگویاں نہ کریں اور اس کو جھٹلا نہ دیں؟

تو اس نے مجھے دھمکی وتہدید کی کہ ہر حال میں اس حکم کو پہنچاؤں، نہیں تو وہ مجھے عذاب دے گا۔"

ایھا الناس! ان اللہ عز وجل امرکم فی کتابہ بالصلاۃ، وقد بینتھا لکم و سننتھا لکم. و الزکاۃ و الصوم فبینتھما. وقد امرکم اللہ فی کتابہ بالولایۃ، وانی اشھدکم ایھا الناس! انھا خالصۃ لھذا ولاوصیائی من ولدی و ولدہ. اولھم ابنی الحسن. ثم الحسین. ثم تسعۃ من ولد الحسین لا یفارقون الکتاب حتی یردوا علی الحوض. (صلوات اللہ علیھم اجمعین)

اے لوگو! بے شک اللہ عز وجل نے اپنی کتاب میں تمہیں نماز کا حکم دیا مگر اس کی تفصیل وطریقۂ کار میں نے تمہیں بتایا۔ اسی طرح اُس نے زکوٰۃ اور روزے کا حکم دیا اور اس کی تفصیل بھی میں نے ہی بیان کی۔ بلاشبہ اُن چیزوں کے ساتھ اُس نے تمہیں ولایت کے بارے میں حکم صادر فرمایا ہے۔ تو اَب میں تم سب لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ صرف ان (مولا علی ابن ابی طالبؑ) کا اور اُن اوصیاء کا حق ہے جو ان کی اور میری اولاد سے وصی بنیں گے۔ ان میں سرفہرست میرا بیٹا حسنؑ، پھر حسینؑ اور ان کی اولاد سے نو افراد ہیں۔ یہ ہستیاں اُس وقت تک کتاب اللہ سے جدا نہ ہوں گی جب تک حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچ جائیں۔"

یا ایھا الناس! انی قد اعلمتکم. مفزعکم بعدی. و

امامکم و ولیکم و ھادیکم بعدی. وھو علی ابن ابی طالب ؑ اخی. وھو فیکم بمنزلتی. فقلدوہ دینکم و اطیعوہ فی جمیع امورکم. فان عندہ جمیع ما علمنی اللہ عز و جل. امرنی اللہ عز و جل ان اعلمہ ایاہ و ان اعلمکم انہ عندہ. فاسألوہ. و تعلموا منہ و من اوصیائہ ولا تعلموھم ولا تقدموا علیھم ولا تتخلفوا عنھم فانھم مع الحق. و الحق معھم. لا یزایلھم ولا یزایلونہ

"اے لوگو! میں تمہیں آگاہ کر چکا ہوں کہ میرے بعد تمہاری جائے پناہ، امام، ولی اور ہادی علی ابن ابی طالبؑ ہوں گے۔ تمہارے درمیان ان کا مقام وہی ہے جو میرا ہے۔ سو اپنے دینی امور میں ان کی تاسی کرو اور ان کے تمام احکام کی اطاعت کرو۔ بے شک جو جو باتیں خدا نے مجھے تعلیم کیں ان سب کا علم اُنکے پاس ہے خدائے عز وجل نے مجھے حکم دیا کہ وہ باتیں انہیں سکھا دوں اور تمہیں آگاہ کر دوں کہ اُن سب چیزوں کا علم ان کے پاس موجود ہے۔ لہٰذا تم ان سے پوچھو، ان سے اور اُن کے اوصیاءؑ سے سیکھو، انہیں سکھانے کی کوشش نہ کرو۔ اور نہ ان سے آگے بڑھو اور نہ ان کے حکم کی خلاف ورزی کرو، بلاشبہ وہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے۔ وہ اُن سے جدا نہ ہوا اور وہ اُس سے جدا نہ ہوں گے۔"

اس کے بعد مولا علیؑ نے حضرت ابودرداءؓ، حضرت ابو ہریرہ اور اپنے پاس موجود دیگر افراد سے کہا:

اے لوگو!

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾

"اے اہل بیتؑ بے شک خدا کا یہی ارادہ ہے کہ ہر قسم کی ناپاکی تم سے دُور رکھے اور تمہیں ایسے طہارت عطا کرے جیسے اس کا حق ہے۔" (الاحزاب)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے، جناب سیدہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کو ایک چادر کے نیچے جمع کیا اور ارشاد فرمایا:

اللهم هؤلاء احبتي و عترتي، ثقلي، خاصتي اهل بيتي، فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا.

"اے میرے اللہ! یہ میرے پیارے، میری عترت کے افراد، میرا قیمتی سرمایہ، میرے خاص لوگ اور میرے اہل بیتؑ ہیں، پس تو ناپاکی کو ان سے دُور رکھ اور انہیں کمال طہارت پر قائم فرما۔" (الاحزاب:۳۳)

اس پر جناب اُم سلمہؓ نے عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں آپؐ کے اہل بیتؑ سے نہیں؟!

تو رسالت مآبؐ نے فرمایا: تم اچھائی پر ہو۔ البتہ یہ آیت خاص طور پر میرے، میرے بھائی علیؑ، میری نورِ نظر فاطمہؑ، میرے شہزادوں حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو اماموں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اس میں کوئی دوسرا ہمارے ساتھ شریک نہیں۔

یہ حدیث سن کر کچھ افراد اپنی جگہ سے اُٹھے اور برملا کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب اُم سلمہؓ نے ہمارے سامنے یہ حدیث بیان کی۔ جب ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بالکل وہی کچھ ارشاد کیا جو جناب اُم سلمہؓ نے

بیان کیا تھا۔

پھر مولا امیرؑ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۷۷﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

"اور اللہ کے بارے میں اس طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے تاکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو۔" (الحج:۷۷،۷۸)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سلمانؓ نے کھڑے ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں جن پر آپؐ گواہ ہیں اور وہ دوسرے لوگوں پر گواہ ہیں؟ اور خدا نے انہیں برگزیدہ کیا اور دین میں کوئی تنگی پیدا نہیں کی؟ تو سرکار ختمی مرتبتؐ نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تیرہ انسانوں کی بات کی ہے۔ وہ میں، میرا بھائی علیؑ اور اس کی اولاد سے گیارہ افراد ہیں۔"

اس پر بھی حاضرین نے کہا: ہم خدا کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ یہ بات بعینہٖ اسی طرح ہے۔ اور ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے

اس کے بعد مولائے متقیانؑ نے فرمایا:

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے آخری خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی:

ایها الناس! انی قد ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بهما: کتاب الله عز و جل، و اهل بیتی. فان اللطیف الخبیر قد اخبرنی و عهد الی انهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض؟!

"اے لوگو! میں تمہارے درمیان 2 امر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کے ساتھ مربوط رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ 2 امر اللہ عز وجل کی کتاب اور میرے اہل بیتؑ ہیں۔ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی اور بتایا کہ جب تک یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آ نہ جائیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی ؟!"

انہوں نے کہا: ہاں! ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے ارشاد فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اس کے بعد ان میں سے بارہ افراد اٹھے اور کہا:

"ہم شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے دن جب یہ خطاب کیا تو حضرت عمر غصے کی حالت میں اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا شرف آپؐ کے تمام اہل بیت کا ہے؟ تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ شرف میرے خانوادے کے تمام افراد کا نہیں، بلکہ صرف میرے اوصیاء کا ہے۔ ان میں ایک علی ابن ابی طالبؑ ہیں جو میرے وزیر، وارث، میری امت میں خلیفہ، میرے بعد ہر مومن ومومنہ کے مولا، ان میں سب سے اول اور سب سے افضل ہیں۔ پھر امام حسن ؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کے بعد یہ وصی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے امام حسین ؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

اسکے بعد یہ وصی ہیں۔ پھر میرے وہ بیٹے وصی ہیں جو میرے بھائی کے ہم نام ہیں۔ پھر وہ وصی ہیں جو میرے ہم نام ہیں۔ پھر ان کے اولاد میں سے سات افراد وصی ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ (یہ تا قیامت یونہی چلتا رہے گا) یہاں تک کہ وہ سب کے سب حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ خدا کی زمین پر گواہ اور اس کی مخلوق پر حجت ہوں گے۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اس پر ستر بدری صحابی اور اتنے ہی مہاجرین اُٹھے اور کہا: تم لوگوں نے تو ہمارے سامنے وہ حدیث بیان کر دی جسے ہم بھلا چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابودرداءؓ اور حضرت ابوہریرہ اٹھے اور معاویہ کے پاس جا کر اسے مولا علی ؑ کا جواب سنایا جس پر لوگوں نے بھی شہادت دی تھی۔ اسے سن کر معاویہ نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں موجود لوگوں نے بھی گواہی دی کہ یہ تمام باتیں حق ہیں۔ (کتاب سلیم بن قیس: ۱۳۸؛ کمال الدین: ۲/۲۷۴؛ بحار الانوار: ۳۳/۱۵۹؛ الیتیمہ الدرۃ الثمینہ: ۵۷)

(حدیث: ۹)

سلیم سے ہی مروی ہے کہ ہم مولا امیرؑ کے ہمراہ جنگ سے پلٹ کر آ رہے تھے۔ جب ہم نے دیر راہب کے قریب قیام کیا تو ایک شخص دیر سے نکل کر ہماری طرف آیا۔ وہ بہت خوب رو اور حسین تھا۔ اس نے ایک کتاب بھی ساتھ اٹھائی ہوئی تھی۔ جب وہ امیر المومنین کے پاس پہنچا تو اس نے آپؑ کو سلام کیا اور کہا: میں حضرت عیسیٰ ؑ کے اس حواری کی نسل سے ہوں جو ان کے بارہ حواریوں میں سب سے افضل اور جناب مسیح ؑ کے محبوب ومنظور نظر تھے۔ فرزند مریم نے انہیں اپنا وصی بنایا، اپنی کتابیں ان کے سپرد کی اور انہیں اپنی حکمت کی تعلیم دی۔ ہمارا گھرانہ شروع سے ان کے دین پر ہے اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کر رہا

ہے۔ اس خاندان نے نہ تو ان کا انکار کیا، نہ ان کے دین سے مرتد ہوئے اور نہ اس میں کوئی کمی بیشی کی۔ وہ کتابیں میرے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی املاء شدہ اور ہمارے جد امجد کے ہاتھ سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔ ان کتابوں میں وہ تمام باتیں ذکر ہیں کہ جو لوگوں سے سرزد ہوں گی۔ وہاں جناب مسیح علیہ السلام کے بعد آنے والے بادشاہ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

نیز ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ خداوند متعال عرب میں حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ایک ہستی کو تہامہ نامی قریہ میں مبعوث کرے گا۔ یہ ایک قریہ ہے جس کا نام مکہ ہے۔ اس ہستی کو احمد کہا جائے گا اور اس کے بارہ اسماء ہوں گے۔ اس کے علاوہ ان کتابوں میں اس ہستی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت، ولادت اور ہجرت، اس کے مقابل صف آراء ہونے والوں، اس کی مدد کرنے والوں، اس کے حالات زندگی اور نزول عیسیٰ تک اس کی امت کو پیش آنے والے تمام واقعات کا ذکر ہے۔

اس کتاب میں اولاد اسماعیلؑ سے ہونے والے ان تیرہ افراد کا ذکر آیا ہے کہ جو خدا کی تمام مخلوق سے افضل اور سب سے زیادہ اس کے محبوب ہیں۔ خدا اس کا دوست ہے جو ان کا دوست ہے، اور اس کا دشمن ہے جو ان کا دشمن ہے جس نے ان کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی معصیت خدا کی معصیت ہے۔ ان کے اسماء وانساب اور اوصاف وکمالات کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ ان میں سے کوئی کتنا عرصہ دنیا میں گزارے گا؟ وہ کیے بعد دیگرے آئیں گے، اسی طرح یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ان میں کون اپنا دین پوشیدہ رکھے گا اور اپنی قوم پر ظاہر نہ کرے گا اور کون وہ ہے کہ جو اپنا دین ظاہر کرے گا اور لوگ ان کے آگے سرنگوں ہوں گے؟ یہاں تک کہ ان میں سے آخری فرد کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے اس وقت فرزند مریمؑ کہیں گے :

"آپ (آل محمدؐ) امام ہیں اور کسی کو حق نہیں کہ وہ آپؑ کے آگے کھڑا ہو۔"

چنانچہ وہ آگے بڑھ کر نماز ادا کریں گے اور دوسرے لوگ بمع فرزند مریمؑ کے ان کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

اُن تیرہ افراد میں سب سے پہلے، سب سے افضل و برتر، جسے ان (باقی بارہ ہستیوں) اور ان کے تمام اطاعت گزاروں اور ان کے وسیلے سے ہدایت پانے والوں کے جیسا اجر عطا کیا جائے گا۔ اور وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اسماء یہ ہیں: محمد، عبداللہ یس، الفتاح، الخاتم، الحاشر، العاقب، الماحی، القائد نبی اللہ، صفی اللہ اور حبیب اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جہاں جہاں خدا کا ذکر ہوگا ساتھ ان کا بھی ہوگا وہ خدا کے یہاں اس کی ساری مخلوق سے زیادہ عزت کے حامل اور محبوب ہیں خدا نے کسی مکرم فرشتے یا فرستادہ پیغمبر کو خلق نہیں کیا کہ جو اس کے دربار میں ان کی نسبت زیادہ فضیلت والا اور محبوب ہو۔ چاہے وہ حضرت آدمؑ ہوں یا کوئی دوسرا پیغمبرؑ۔ روز قیامت خدا انہیں اپنے عرش پر بٹھائے گا اور وہ جس کی سفارش کریں گے، خدا ان کی شفاعت کو قبول کرے گا۔

لوح محفوظ پر قلم اُن کے نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حشر اکبر کے دن لواء الحمد اٹھانے والے ان کے بھائی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام کے ساتھ حرکت میں آئی جو ان کے وصی، وزیر، ان کی اُمت میں خلیفہ اور خدا کی نظر میں ان کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جو اپنی والدہ اور والد دونوں کے لحاظ سے ان کے چچازاد اور ان کے بعد ہر مومن کے ولی ہیں پھر وہ گیارہ ہستیاں نگاہ قدرت میں معزز ومکرم ہیں جو ان دونوں کی نسل سے ہیں۔ ان میں پہلے دو ہیں جو جناب ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر وشبیر کے ہم نام ہیں۔ اور نو دوسرے ہیں جو ان دونوں میں سے چھوٹے (شبیرؑ) کی نسل سے ہیں۔۔۔

کے بعد دیگرے آئیں گے اور ان میں سب سے آخری وہ ہوں گے جن کی اقتدا میں حضرت عیسیٰ ابن مریم نماز ادا کریں گے۔

(سلیم کی کتاب میں یہاں سے آگے بھی ہے ہم اس میں سے صرف ضرورت کی مقدار نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے)

(کتاب سلیم ص ۱۵۳ [illegible] اثبات الہداۃ [illegible] بحار الانوار [illegible])

حدیث بیان کرنے والوں کی چار قسمیں

(حدیث: ۱۰)

سلیم ابن قیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے مولا امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کی: میں نے جناب سلمان، مقداد اور ابوذر علیہم السلام سے قرآن کی تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی احادیث سنی ہیں جو لوگوں میں مشہور و رائج تفسیر و احادیث سے مختلف تھیں۔ میں نے چاہا کہ انہیں آپ کے سامنے پیش کروں تا کہ ان کے بیان کی تصدیق ہو جائے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے وہ قرآن کی بیشتر تفسیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ سب باطل ہیں۔ اس بارے آپ کیا کہتے ہیں، کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور قرآن کی تفسیر اپنی آراء سے کرتے ہیں؟ (یا اس امر میں وہ معذور ہیں۔)

اس پر مولائے کائنات میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو نے سوال کیا ہے تو اس کا جواب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔

لوگوں کے ہاتھوں میں حق بھی ہے اور باطل بھی، سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی، ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی، خاص بھی ہے اور عام بھی، محکم بھی ہے اور متشابہ بھی، اور یاد کیا ہوا بھی ہے اور وہم والا بھی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولے جانے کا یہ عالم

تھا کہ آپ کی حیات میں ہی یہ ہونے لگا تھا یہاں تک کہ انہوں نے لوگوں کو خطاب کیا اور ارشاد فرمایا:

ایھا الناس قد کثرت علی الکذابۃ، فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار

"اے لوگو! مجھ پر جھوٹ بولنے والے بہت زیادہ ہو گئے ہیں، تو جس نے جان بوجھ کر بھی میری طرف جھوٹی بات منسوب کی اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔"

لیکن اس کے بعد بھی ان پر جھوٹ بولا گیا۔ جو بھی تمہارے پاس کوئی حدیث لے کر آئے وہ ان چار اقسام میں سے کسی ایک قسم کا فرد ہوگا: (اس کی الگ کوئی پانچویں قسم نہیں)

(۱) وہ منافق ہوگا۔ ایمان ظاہر کرنے والا، اسلام سے تصنع اور بناوٹ کے طور پر اسلام کا دعویٰ کرنے والا، گناہ کرنے سے نہیں ڈرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے بھی نہیں کتراتا اور جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص منافق ہے اور جھوٹ کہہ رہا ہے تو وہ اس کی بیان کردہ حدیث کو قبول نہ کریں اور نہ اس کی تصدیق کریں لیکن وہ ناواقفیت کی وجہ سے اس کے بارے میں حسن ظن سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں: اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور ان سے احادیث سنی ہیں۔

چنانچہ وہ اس کی بات کو سچ مان لیتے ہیں، حالانکہ انہیں اس کے حال کی خبر نہیں ہوتی۔ اور خداوند عالم نے تو بڑے واضح الفاظ میں تم لوگوں کو منافقین کی عادات و صفات کے بارے میں بتایا ہے، جیسے وہ فرماتا ہے:

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ

"اور جب آپ انہیں دیکھیں گے تو ان کے جسم بہت اچھے لگیں گے اور بات کریں گے تو اس طرح کہ آپ سننے لگیں۔" (المنافقون: ۴)

یہ منافق لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہے اور اپنے جھوٹ اور دروغ گوئی اور بہتان بازی کے سبب ائمہ ضلال اور داعیان جہنم کے مقرب بارگاہ ٹھہرے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان منافقوں کو سرکاری عہدوں پر فائز کر کے لوگوں کی گردنوں پر مسلط کیا اور ان کے ذریعے دنیا کا مال و دولت جمع کیا۔ اور یہ تو ایک سچی حقیقت ہے کہ لوگ ہمیشہ اپنے بادشاہوں اور دنیا کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سوائے ان چند افراد کے جنہیں خدا اس سے بچالے۔ تو یہ ان چار اقسام میں سے ایک ہے۔

۲۔ وہ شخص جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات سنی تو ہے لیکن اسے پوری طرح یاد نہیں کر سکا ہے اور اس بات میں وہم کا شکار ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً جھوٹ نہیں باندھتا۔ یہی روایت اس کے پاس ہوتی ہے وہ اس کا قائل ہوتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور اسے آگے بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس روایت میں وہم کا شکار ہے تو اس کی روایت نقل نہ کریں۔ اور اگر خود اسے بھی معلوم ہو جائے کہ وہ اس حدیث میں وہم کر رہا ہے تو وہ اسے چھوڑ دے۔

۳۔ وہ شخص جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز سنی جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کر دیا۔ لیکن اسے ممانعت کا علم نہ ہو سکا۔ یا اس نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے منع فرما رہے ہیں۔ لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اسے اس حکم کی خبر نہ ہو سکی۔ اس طرح وہ منسوخ کو یاد رکھتا ہے اور اسے ناسخ یاد نہیں ہوتا۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے تو وہ اسے ترک کر دے۔ جبکہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص جو بیان کر رہا ہے وہ منسوخ ہو چکا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیں۔

۴۔ وہ شخص جو جھوٹ سے نفرت، خدا کے خوف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر خدا اور رسول پر جھوٹ نہ باندھتا ہو اور نہ اسے بھول نسیان کا عارضہ ہو۔ بلکہ وہ حدیث کو

پوری طرح یاد رکھتا ہے اور جیسے سنتا ہے ویسے ہی آگے بیان کر دیتا ہے۔ نہ کمی کرتا ہے اور نہ اضافہ۔ وہ ناسخ و منسوخ کو یاد رکھتا ہے۔ اور ناسخ پر عمل کر کے منسوخ کو چھوڑ دیتا ہے۔ بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر و نہی کی مثال قرآن جیسی ہے۔ اس میں بھی ناسخ و منسوخ، عام و خاص، محکم و متشابہ تمام اقسام پائی جاتی ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی دو دو صورتیں ہوتی ہیں۔ یعنی وہ قرآن کی مانند عام بھی ہوتا ہے اور خاص بھی۔ اسی وجہ سے خلاق عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

"اور جو کچھ بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کر دے اس سے رک جاؤ۔" (سورۃ الحشر: ۷)

الغرض رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام تو وہ بھی سن لیتا ہے کہ جسے یہ سمجھ نہیں ہوتی کہ یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا کیا چاہتے ہیں اور اس سے خدا کی مشیت کیا ہے؟!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ ایسے نہ تھے کہ وہ آپ سے سوال کرتے اور آپ کا جواب سن کر اسے اچھی طرح سمجھ لیتے۔ کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی سوال تو کر دیتے مگر اس کا جواب سمجھنے کی زحمت نہ کرتے۔ حتی کہ بعض تو اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی بدو یا کوئی اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرے اور وہ بھی سن لیں۔ جب کہ میں نے دن اور رات کا ایک ایک حصہ مخصوص کیا ہوا تھا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا تو وہ مجھے علیحدگی میں لے جاتے۔ پھر میں ان سے جس چیز کے متعلق چاہتا سوال کرتا۔ اصحاب رسول اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے میرے کسی کے ساتھ اتنا وقت نہیں گزارتے تھے زیادہ تر یہ علمی نشست میرے گھر میں ہی ہوتی۔ اس کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کے اکثر اوقات

میں میرے یہاں تشریف فرما ہوتے۔ جب میں آنحضرت ﷺ کے بیت الشرف میں جاتا تو آپؐ مجھے دوسروں سے الگ بٹھاتے اور اپنی عورتوں کو میرے پاس سے اٹھا دیتے۔ چنانچہ اس دوران کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ ہوتا۔

مگر آپؐ میرے ساتھ خلوت کے لیے ہمارے گھر تشریف لاتے تو جناب سیدہؑ یا میرے بچوں میں سے کسی کو بھی نہ اٹھاتے۔ (بلکہ میرے ساتھ علمی گفتگو میں انہیں بھی شریک کرتے۔) جب میں سوال کرتا تو آپؐ جواب دیتے اور جب میں خاموش ہو جاتا اور میرے سوالات ختم ہو جاتے تو آپ خود سے بیان فرمانے لگتے۔ رسول اللہ ﷺ نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے یاد رکھنے اور سمجھنے کی قوت عطا کرے۔ تو آپ ﷺ کی دعا سے مجھے بھی کوئی چیز نہ بھولی۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! جب سے آپؐ نے دعا فرمائی ہے مجھے آپ کی تعلیم کردہ اور املاء کرائی ہوئی چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں بھولی۔ آپ ﷺ مجھے یہ چیزیں لکھنے کا کیوں کہتے ہیں، کیا آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تو نہیں کہ میں کچھ بھول جاؤں گا؟

اس کے جواب میں رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جان برادر! مجھے آپؑ کے بارے میں بھول جانے یا جہالت کا کوئی اندیشہ نہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے آپؑ اور اس امر امامت میں آپکے شرکاء کے حق میں میری دعا قبول کر لی ہے۔ لکھنے کا حکم صرف اس لیے ہے تاکہ یہ علم ان (بعد میں آنے والے آئمہؑ) تک بھی پہنچ جائے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اس امر میں میرے شریک کون ہیں؟

فرمایا: وہ جن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا ہے۔

جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

"ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔" (سورۃ نساء:۵۹)

تو اگر تمہیں کسی چیز میں تنازع کا خوف ہو تو اسے خدا اور رسول اور اولی الامر کی طرف لوٹاؤ (اور اس کا فیصلہ ان سے کراؤ) [1]

میں نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! اولی الامر کون ہیں؟

فرمایا: اولی الامر اوصیاءؑ ہی ہیں یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ وہ سب ہدایت کرنے اور ہدایت یافتہ ہیں۔ اگر کوئی ان کا ساتھ چھوڑ دے تو اس سے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ اسے چھوڑتے ہیں نہ وہ ان سے جدا ہوتا ہے۔ انہی کے طفیل میری اُمت کی مدد کی جاتی ہے اور ان پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ انکی مستجاب ہونے والی دُعاؤں کے سبب لوگوں کی پریشانیوں اور مشکلات کو دور کرتا ہے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کے اسماء کیا ہیں؟

فرمایا: اس پر رسالت مآب ﷺ نے اپنا دست رحمت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا: ایک یہ میرا بیٹا۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس پر رکھا اور فرمایا: حسنؑ کے بعد میرا یہ بیٹا وصی ہوگا۔ پھر اس کا ایک بیٹا ہوگا جو علی علیہ السلام آپ کا ہم نام ہوگا۔ پھر اس کا ایک بیٹا جسے محمد بن علی علیہ السلام کہا جائے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ امام

---

[1] ممکن ہے یہاں کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس آیت میں تو خدا و رسول ﷺ کی رجوع کرنے کا حکم ہے تو مولا علیؑ نے ان کے ساتھ اولی الامر کی طرف رجوع کرنا کہاں سے اخذ کر لیا تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ اولاً تو مولا علیؑ بزبان رسول حق اور قرآن کے ساتھ ہیں۔ لہذا ان کے کسی فرمان پر انگلی اٹھانا اپنے ایمان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، اور ثانیاً یہ کہ اسی سورہ کی آیت ۸۳ میں اولی الامر کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اولی الامر سے محمدؐ و آل محمدؐ ہی ہیں۔ کوئی اور نہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (از مترجم)

حسین ؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کچھ عرصے بعد محمد بن علی ؑ آپ کی نسل میں پیدا ہوگا۔ آپ اسے میرا سلام کہہ دیجیے گا۔ اس کے بعد تم بارہ آئمہؑ تک مکمل کر لوگے۔

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان کے بھی نام بتا دیجیے تو آپؐ نے ایک ایک کر کے مجھے تمام آئمہؑ کے نام بتا دیے۔

یہاں امیر المومنینؑ نے راوی کو مخاطب کر کے فرمایا: اے بنی ہلال کے برادر! کی قسم! ان بارہ ائمہؑ میں اس اُمت کا مہدی بھی ہے۔ وہ کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

﴿حدیث: ۱۱﴾

سُلیم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مولا امیر المومنینؑ نے طلحہ کو مخاطب کر کے کہا: اے طلحہ! کیا تو اس وقت موجود نہیں تھا کہ جب رسول خداﷺ نے ہم سے کہا کہ بازو کی ہڈی لا کر دو تا کہ اُس میں وہ تحریر لکھ دیں کہ جس کے بعد اُمت کے افراد گمراہی سے بچے رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف نہ کریں اس وقت تیرے ساتھی نے کہا:

معاذ اللہ! رسول خداﷺ کو ہذیان ہو گیا ہے۔

اس پر رسول خداﷺ غضبناک ہو گئے اور وہ تحریر نہ لکھی؟! [1]

طلحہ نے کہا: ہاں، کیوں نہیں۔ اس وقت میں وہاں موجود تھا۔

مولاؑ نے فرمایا: جب تم لوگ وہاں سے چلے گئے تو رسول اللہﷺ نے مجھے

[1] ممکن ہے کسی شخص کو یہ اشتباہ ہو یہاں بازو کی ہڈی کا کیا مطلب ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس زمانے میں جن چیزوں پر لکھا جاتا تھا ان میں کاغذ کے علاوہ درختوں کے پتے، ٹہنیاں، ان کی چھال اور حلال گوشت حیوانات کی ہڈیاں بھی استعمال کی جاتی تھیں۔ اور بازو کی ہڈی کافی چوڑی ہوتی ہے اور اس پر جو تحریر ہوتی ہے اس کے باقی رہنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ العالم (از مترجم)

بتایا کہ آپ کیا لکھنا چاہتے تھے اور لوگوں کو اس پر گواہ بنانا چاہتے تھے۔ آپؐ نے مجھے بتایا کہ جبرائیل امینؑ ان کے پاس یہ خبر لے کر آئے ہیں کہ عنقریب آپ کی امت اختلاف کا شکار ہوگی اور تفرقہ میں پڑ جائے گی۔ پھر رسول خداﷺ نے ایک کاغذ منگوایا اور وہ تحریر مجھے املا کروائی جو آپ بازو کی ہڈی پر لکھنا چاہتے تھے۔ رسالت مآبﷺ نے اس پر تین افراد جناب سلمان، ابوذر اور مقدادؓ کو گواہ بنایا اور پھر ان آئمہ ہدیٰؑ کے اسماء تحریر کیے کہ جن کی اطاعت کا خدا نے قیامت تک حکم دیا ہے۔ آپؐ نے ان میں سرفہرست میرا نام لکھا، پھر میرے اس بیٹے حسن کا، پھر میرے اس بیٹے حسین کا اور اس کے بعد اولاد حسین علیہ السلام میں سے ہونے والے 9 آئمہ طاہرینؑ کے نام لکھے۔

پھر مولا امیرؑ نے جناب ابوذر اور جناب مقدادؓ کو مخاطب کر کے کہا: بتاؤ، کیا میں سچ کہہ رہا ہوں؟ ان دونوں نے جواب دیا:

ہم رسول اللہﷺ کے متعلق اس بیان کی گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اسی طرح ارشاد فرمایا تھا۔

یہ سن کر طلحہ نے بھی خود ساختہ کہہ دیا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ آپؐ جناب ابوذرؓ کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ زمین نے کسی شخص کا بوجھ اٹھایا نہ آسمان نے کسی پر سایہ کیا کہ جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق اللہجہ اور اپنی قسم کو پورا کرنے والا ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ دونوں حق بات کی ہی گواہی دے رہے ہیں۔ اور جہاں تک آپ کی بات ہے تو میری نظر میں آپ دونوں سے زیادہ سچے اور اپنی قسم کو پورا کرنے والے کوئی نہیں۔ (یہ حدیث مہاجرین و انصار کے مفاخرات پر مشتمل ہے اور کافی طویل ہے۔ ہم نے اس کا صرف وہی حصہ نقل کیا ہے جو ہمارے موضوع سے تعلق رکھتا تھا۔) (بحار الانوار: ۳۶ ص ۲۷۷، عوالم العلوم: ۳ ص ۲۱۰)

﴿حدیث:۱۲﴾

سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ مولا امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا :

ایک دن میں ایک شخص کے پاس سے گزرا تو اُس نے مجھے میرے نام سے بلایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرتے ہوئے کہا :

محمدؐ کی مثال اُس کھجور کی سی ہے جو گندگی پر اُگتی ہے۔(معاذ اللہ)

چنانچہ میں فوراً رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کو اُس کی گستاخی کے بارے میں بتایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت غضب ناک ہوئے اور اُسی حالت میں منبر پر تشریف لے گئے جب انصار نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصے کی حالت میں دیکھا تو فوراً اپنے گھروں سے اپنے جنگی ہتھیار اُٹھا لائے۔ منبر پر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطاب کیا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے قرابت داروں پر طعن کرتے ہیں۔

حالانکہ وہ میری زبان سے سُن چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسے کیسے فضائل عطا کیے ہیں، اور کس طرح انہیں خصوصیت کے ساتھ ہر قسم کی ناپاکی سے دُور رکھا اور کمال طہارت پر فائز کیا؟ وہ لوگ یہ بھی سُن چکے ہیں کہ میں نے اپنے اہل بیتؑ اور وصی کی شان میں کیا کیا ارشاد فرمایا اور خدا نے انہیں کیسے کیسے فضائل و کمالات سے آراستہ کیا اور انہیں اسلام کی طرف سبقت، اس میں آزمائش اور مجھ سے قرابت عطا کی۔ اور یہ کہ انہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود ایک شخص میرے اہل بیتؑ کے پاس سے گزرتا ہے تو یہ کہنے لگتا ہے میرے اہل بیتؑ میں میری مثال اس کھجور کی سی ہے جو گندگی پر پروان چڑھتی ہے (خاک بدہن قائل)

سُن لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو خلق کیا تو ان کے دو فرقے بنائے اور مجھے اُن سے افضل فرقے میں قرار دیا۔ پھر اُس نے اس فرقے کو تین قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سب

سے افضل قوم و قبیلے کا فرد بنایا۔ پھر اس نے اپنی مخلوق کے گھر بنائے اور مجھے ان میں سب سے افضل گھر میں قرار دیا۔ یہاں تک کہ تمام اچھائیاں میرے اہل بیتؑ و عترت کے افراد میں، مجھ میں اور میرے بھائی علیؑ میں سمٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام زمین والوں کی طرف نظر کی تو ان میں سے مجھے منتخب کیا۔ پھر ایک بار اور نظر کی تو میرے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو منتخب کیا۔ وہ میرے وزیر، وارث، وصی، میری اُمت میں خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

جس نے انہیں اپنا ولی بنایا اس نے خدا کو ولی بنایا۔ جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی اس نے خدا کے ساتھ دشمنی کی۔ جس نے ان سے محبت کی اُس نے خدا سے محبت کی۔ جس نے ان سے بغض رکھا اُس نے خدا سے بغض رکھا۔ ان سے فقط وہی شخص محبت کرے گا جو مومن ہوگا۔ اور وہی شخص ان سے بغض رکھے گا جو کافر ہوگا۔ میرے بعد وہی زمین کے قائم و ساکن کا سبب ہیں۔ وہی کلمۂ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں۔ [لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نُور کو پھونکوں سے خاموش کر دیں، لیکن خدا یہی چاہتا ہے کہ اپنے نور کو تمام کرے۔] [1]

اس فرمان الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ دشمنانِ خدا میرے بھائی کے نُور کو بجھانا چاہتے ہیں، مگر خدا کا ارادہ یہ ہے کہ وہ ان کے نُور کو بجھنے نہ دے۔

اے لوگو! تم میں جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ اسے ان تک پہنچا دیں جو ابھی یہاں نہیں ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے اللہ! ان پر گواہ رہنا

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف ایک تیسری نظر کی تو میرے اہل بیتؑ کو منتخب کیا۔ وہ میری اُمت کے سب سے بہترین افراد ہیں۔ وہ گیارہ امام ہیں جو میرے بعد ایک کے بعد ایک ترتیب وار آئیں گے۔ جب بھی ان میں سے کوئی دُنیا سے جائے تو اُس کی جگہ دوسرا آ جائے گا۔ میرے اہل بیتؑ میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ستاروں کی آسمان میں ہے۔

[1] يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿التوبہ﴾

تو جب بھی کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔ وہ آئمہ ہدیٰ ہیں اور انہیں میری طرف سے ہدایت کا منصب دیا گیا ہے۔ جو ان کے ساتھ کوئی چال چلے یا ان کا ساتھ چھوڑ دے تو اس سے ان کا کچھ نہیں جاتا۔ بلکہ وہ ان کا کیا خود انہی پر آتا ہے۔ وہ زمین میں خدا کی حجت، اور اس کی مخلوق پر شاہد ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی، جس نے ان کی معصیت کی اُس نے خدا کی معصیت کی۔ وہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ اُن سے جدا نہیں ہوتا اور وہ اس سے جدا نہیں ہوتے۔ حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آجائیں۔ ان آئمہ میں سب سے پہلے میرے بھائی علی ابن ابی طالب ؑ ہیں۔ وہ ان میں سب سے افضل ہیں۔ ان کے بعد میرے بیٹے حسن مجتبیٰ ؑ، پھر میرے بیٹے حسین ؑ اور پھر ان کی نسل سے نو افراد ہیں۔ (صلوات اللہ علیہم اجمعین)۔ (یہ حدیث اس سے آگے بھی ہے، لیکن ہم اس سے فقط اتنے پر ہی اکتفاء کیا جو ہمارے موضوع سے متعلق تھا۔) (بحار:۳۶/۲۷۸؛ عوالم العلوم:۳/۲۰۹)

(حدیث:۱۳)

حضرت مفضل بن عمرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق ؑ کی خدمت میں عرض کی: اس فرمانِ الٰہی: بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾ کا کیا معنی ہے؟

تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے بنائے، رات و دن کی بارہ بارہ ساعتیں اور ہم آلِ محمدؐ میں بارہ محدث بنائے اور امیر المومنین ان ساعات میں سے ایک ہیں۔ (جس کی تکذیب کرنے والے کے لیے جہنم کا عذاب تیار ہے۔)

(تفسیر البرہان:۳/۱۵۷؛ المحجہ:۱۵۳؛ بحار:۳۶/۳۹۸؛ عوالم العلوم:۳/۲۷۲)

(حدیث:۱۴)

حضرت ابوبصیرؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر ؑ کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ ہم میں بارہ محدث ہیں۔ [1]

(بحار الانوار:۳۶/۳۹۹؛ عوالم:۳/۲۷۲)

(حدیث:۱۵)

ابوسائب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے ارشاد فرمایا: رات و دن کی بارہ ساعتیں ہیں، مہینوں کی تعداد بارہ ہے، امام بارہ ہیں اور نقباء کی تعداد بھی بارہ ہے۔ اور ہمارے بابا علی ابن ابی طالب ؑ بارہ ساعتوں میں سے ایک ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے:

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾

(مصدر سابق)

(حدیث:۱۶)

دو سندوں کے ساتھ زید شحام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار صادق ؑ سے سوال کیا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ میں سے کون افضل ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ہمارے اوّل کی فضیلت آخر کے ساتھ ملحق ہوتی ہے اور آخر کی اول کے ساتھ۔ اس طرح ہم سب کی فضیلت ایک جیسی ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: قربان جاؤں! تھوڑی اور وضاحت کیجیے۔ میں نے طلب حق کی نیت سے آپؑ سے سوال کیا ہے۔

اس پر امامؑ نے فرمایا: ہم ایک شجرہ سے ہیں اور خدا نے ہمیں ایک ہی طینت سے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا ہماری فضیلت و علم از جانب خدا ہے۔

---

[1] اخبار معصومینؑ میں وارد ہوا ہے کہ محدث اسے کہتے ہیں جس کے پاس فرشتے آئیں اور اس کے ساتھ ہم کلام ہوں۔ (از مترجم)

ہم مخلوقِ خدا پر اُس کے امین، اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے اور اس کی مخلوق کے درمیان پردہ ہیں۔

پھر امامؑ نے مجھے مخاطب کر کے کہا:

اے زید! کیا اور وضاحت کی ضرورت ہے؟

میں نے عرض کی: جی ہاں!

تو امامؑ نے فرمایا: ہم سب کی خلقت ایک ہے، ہم سب کا علم ایک ہے، ہم سب کی فضیلت ایک جیسی ہے اور ہم سب خدائے عزوجل کی طرف سے ایک ہیں۔

میں نے کہا: مجھے اپنی تعداد کے بارے میں بھی بتائیں؟

فرمایا: ہم بارہ ہیں اور اپنی ابتدائے خلقت سے اسی طرح خدا کے عرش کے گرد رہے ہیں۔ ہمارا پہلا بھی محمد ہے، درمیان والا بھی محمد ہے اور آخری بھی محمد ہے۔

(بحار: ۳۶ر۳۹۹ ۳: عوالم العلوم: ۳ر۲۷۳)

(حدیث: ۱۷)

حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ جب امامؑ کے پاس سے باقی لوگ اُٹھ گئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوحمزہؒ! خدا کے نزدیک ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کا قیام ایسا حتمی فیصلہ ہے کہ اس میں کوئی ردوبدل ممکن نہیں۔ جو میری اس بات میں شک کرے وہ کافر و منکر بن کر خدا سے ملاقات کرے گا۔ پھر فرمایا: میرے ماں باپ اس پر قربان! جو میرا ہم نام و ہم کنیت ہے اور میرے بعد ساتواں امامؑ ہے۔ میرے ماں باپ اس پر قربان! جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے ابوحمزہؒ! جو ان سے ملے اور ان کے حکم کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میرے نانا رسولِ خدا ﷺ اور بابا علی مرتضیٰؑ کے حکم کو تسلیم نہ کیا۔ خدا نے ایسے

شخص پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ ظالموں کے لیے بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ (بحار: ۲۴ر۲۴۱؛ ۳۶ر۳۹۳؛ ۵۱ر۱۳۹؛ عوالم العلوم: ۳ر۲۶۷)

بحمداللہ اس سے واضح ترین یہ فرمانِ الٰہی ہے: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ (خدا کے نزدیک اس کی کتاب میں شہور کی تعداد بارہ ہے۔ یہ اس دن سے ہیں جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی محکم دین ہے۔ سو تم ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ سورۂ توبہ: ۳۶)

محرم، صفر اور سال کے دیگر مہینوں اور اسی طرح ان میں حرمت والے چار مہینوں (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم) کی معرفت دین محکم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تمام یہودی، نصرانی، مجوسی اور دیگر ادیان و مذاہب کے لوگ اور اپنے بیگانے سب ان کی معرفت رکھتے ہیں اور انہیں ان کے ناموں سے شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہاں شہور سے مراد آئمہ طاہرینؑ ہیں جو دین خدا کی مضبوطی و استحکام کا ذریعہ ہیں۔ اور أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ سے مراد مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں جن کا نام خدا کے نام علیٔ سے مشتق ہے۔ جس طرح رسول خدا ﷺ کا نام اللہ کے نام محمود سے مشتق ہے۔

نیز مولا علیؑ میں وہ تین ائمہ بھی اس کا مصداق ہیں جن کے نام علی ہیں: امام علی زین العابدینؑ، امام علی رضاؑ اور امام علی نقیؑ۔ یہ نام خدا کے نام سے مشتق ہونے کی وجہ محترم ہے۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ المکرمین المحترمین بہ۔

(حدیث: ۱۸)

داؤد بن کثیر رقیؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں گیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: داؤد! کیا وجہ ہے، بڑے دنوں کے بعد یہاں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: مولاؑ! مجھے کوفہ میں ایک کام پڑ گیا اس لیے آپؑ کے پاس حاضر نہ ہو سکا۔ امامؑ نے کہا: بتاؤ! وہاں کے حالات کیسے ہیں؟ میں نے بتایا کہ میں نے

آپ کے چچا جناب زید علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار حمائل کی ہوئی تھی۔ وہ برسرِ عام یہ دعویٰ کر رہے:

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی فبین جوانحی علم جم. قد عرفت الناسخ من المنسوخ و المثانی و القرآن العظیم وانی العلم بین اللہ بینکم

''پوچھو، پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں۔ میرے پہلوؤں میں علم کا سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ناسخ کیا اور منسوخ کیا؟ میں جانتا ہوں کہ مثانی کیا اور قرآن عظیم کیا ہے؟ میں تمہارے اور خدا کے درمیان ایک نشانی ہوں۔''

یہ سن کر امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! تو دوسری راہوں پہ چل پڑا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے جناب سماعہ بن مہرانؒ سے کہا کہ کھجوروں کا طشت ادھر لے آؤ۔ جب وہ کھجوروں کا طشت لے کر آئے تو امامؑ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر تناول کی اور اس کی گٹھلی نکال کر زمین میں دبائی تو وہ پھٹی اور اس سے کھجور کا ایک گھنا درخت پیدا ہو گیا۔ اس کی شاخیں نکل آئیں اور اس پر خوشے لگ گئے۔ امام علیہ السلام نے ایک خوشے کو توڑا اور اس کے بیچ میں سے سفید رنگ کی باریک سی تختی نکالی۔ اور اسے کھول کر مجھے دیا کہ اسے پڑھو۔ جب میں نے اسے دیکھا تو اس میں یہ دو سطریں لکھی ہوئی تھیں:

سطر اول:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سطر ثانی:

ان عدۃ الشهور عند اللہ اثنا عشر شهرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات و الارض منها اربعة حرم ذالك الدين القيم

امیر المومنین علی ابن ابی طالب، الحسن بن علی، الحسین بن علی، علی ابن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی ابن محمد الحسن بن علی، الخلف الحجة

اس کے بعد امامؑ نے مجھ سے فرمایا:

اے داؤد! جانتے ہو یہ تحریر کب سے لکھی ہوئی ہے؟

میں نے عرض کی: اللہ، اس کے رسولؐ اور آپ اہل بیتؑ ہی بہتر جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔

(منتخب الاثر: ۳۰۰؛ مناقب ابن شہر آشوب: ۱/ ۳۰۷؛ تاویل الآیات: ۱/ ۲۰۳؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۲۲۳، ۳۶/ ۴۰۰، ۴۷/ ۱۳۱)

(حدیث: ۱۹)

زیاد القندی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے نور کا ایک گھر بنایا جس کے چار ستون بنائے اور ان پر یہ چار اسماء لکھے: تبارک، سبحان، والحمد اور اللہ۔ پھر اللہ نے ان چار سے چار اور نام خلق کیے اور ان چار سے مزید چار نام خلق کیے۔ پھر فرمایا: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

(حدیث: ۲۰)

داؤد بن کثیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: قربان جاؤں! یہ بتائیے کہ اس فرمان میں خدا کیا کہنا چاہتا ہے: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝﴾

یہ فرمان خدا نے اس روز صادر کیا تھا جب اس نے عالم میں مخلوق سے

میثاق روایت لیا۔ یہ مخلوق کے پیدا کیے جانے سے دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔

داؤد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اس کی تھوڑی سی وضاحت کیجیے تو امام نے فرمایا: جب خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے انہیں مٹی سے خلق کیا۔ پھر ان کے سامنے آگ روشن کی اور کہا: اس میں داخل ہو جاؤ تو سب سے پہلے جو لوگ اس آگ میں داخل ہوئے وہ حضرت محمد ﷺ، امیر المومنینؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور دوسرے نو ائمہ تھے، جو باترتیب ایک ایک کر کے آئیں گے۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے ان کے شیعہ بھی اس آگ میں داخل ہو گئے۔ پس خدا کی قسم ایسے ہی لوگ سبقت کرنے والے ہیں۔

(مختصر البصائر: ۱۷۵؛ تاویل الآیات: ۲/ ۶۳۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۵۲؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۳؛ ۶۴/ ۳۳۳؛ ۳/ ۳۰۱)

(حدیث: ۲۱)

ابراہیم کرخی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام جعفر صادق ؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، ابھی میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ امام موسیٰ کاظم ؑ وہاں تشریف فرما ہوئے۔ وہ امام کا کمسنی کا زمانہ تھا۔ میں نے اٹھ کر ان کو بوسہ دیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تو امام صادق ؑ نے مجھ سے کہا: اے ابو ابراہیم! میرے بعد یہ تم لوگوں کے امام ہوں گے۔ ان کے بارے میں کچھ لوگ ہلاکت میں پڑیں گے اور کچھ سعادت مند ہوں گے۔ خدا ان کے قاتل پر لعنت کرے اور اس کی روح کے عذاب میں بہت زیادہ اضافہ کرے۔ خداوند متعال ان کی صلب سے ایسی ہستی کو پیدا کرے گا جو اپنے زمانے میں سب سے افضل، اپنے جد کی ہم نام اور ان کے علم، احکام اور فیصلوں کی وارث ہو گی۔ وہ ہستی امامت کا معدن اور حکمت کی اساس ہو گی۔ انہیں بنی عباس کا ظالم و جابر حاکم شہید کرے گا۔ اور اس کی وجہ حسد و کینہ ہو گا جو ان کے بعض معجزات دیکھنے کے بعد اس کے سینے میں جنم لے گا۔ لیکن خدا اپنے امر کو پورا کر کے

دے گا خواہ مشرکوں کو یہ بات اچھی نہ بھی لگے۔ ان کی صلب سے خدا اس امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کو پیدا کرے گا جو بارہ آئمہ کے عدد کو مکمل کرے گا۔ (خدا نے ان آئمہ کو اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کیا اور اپنے مقدس گھر میں سکونت عطا کی۔) وہ امام منتظر و ثانی عشر ہوں گے۔ ان کے سامنے تلوار اٹھا کر جہاد کرنے والا ایسا ہے کہ وہ رسول خدا ﷺ کے سامنے تلوار اٹھا کر جہاد کر رہا ہو اور ان کا دفاع کر رہا ہو۔

ابھی امام کی گفتگو جاری تھی کہ بنی امیہ کے ہوا خواہوں میں سے ایک شخص آیا تو امام نے اپنے کلام کو روک دیا۔ اس کے بعد میں گیارہ مرتبہ امام عالی مقام ؑ کی خدمت میں گیا تاکہ آپ نے اپنی جہاں چھوڑی تھی، وہاں سے آگے بیان کریں۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ پھر جب دوسرے سال میں امام کے پاس گیا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ [1] آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے ابو ابراہیم! وہ (بارہویں امام) اپنے شیعوں سے مشکلات دور کرنے والے ہیں، جبکہ وہ اس وقت سخت تنگی، لمبی آزمائش، ظلم و جور، (بروایت بحار بھوک) اور خوف و دہشت کا سامنا کر چکے ہوں گے۔ مبارک ہو اس شخص کو جسے وہ زمانہ نصیب ہو۔ اے ابراہیم! تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

ابراہیم کرخی کہتے ہیں: میں اس حدیث سے بڑھ کر اور کوئی چیز لے کر واپس نہیں آیا جو میرے دل کو خوش اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی ہو۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۳۸۶؛ ۴۸/ ۱۶؛ عوالم العلوم: ۳/ ۲۷۵)

[1] آئمہ کے ادوار میں جو اہل ایمان سفر حج پر جاتے تو وہ مدینہ میں اپنے وقت کے امام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے مسائل کا حل دریافت کرتے اور اپنی علمی تشنگی کا سامان کرتے۔ اور اکثر علاقوں کے مومنین کو امام سے ملاقات کا یہ شرف ہر سال حج کے دنوں میں نصیب ہوتا۔ جیسا کہ اس روایت کے راوی کی صورت حال بھی ایسی ہی دکھائی دے رہی ہے۔ (از مترجم)

(حدیث: ۲۲)

صادق آل محمدؑ نے اپنے بابا سرکار باقر العلومؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے حمران کو دیکھا تو آپؑ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اور آپؑ نے فرمایا: اے حمران! لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کیسے غافل ہو گئے یا بھول گئے۔ یا لاپرواہی کی اور بالآخر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو بالکل ہی فراموش کر دیا جو آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیماری کی حالت میں ارشاد فرمایا تھا۔

اس کا بیان اس طرح ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا سن کر آپؐ کی عیادت کے لیے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہہ کر بیٹھتے گئے حتیٰ کہ آپؐ کے چاہنے والوں سے پورا گھر کھچا کھچ بھر گیا۔ پھر مولا علیؑ بھی آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا مگر لوگوں کے ہجوم کے باعث آپؐ کے پاس نہ پہنچ پائے اور نہ لوگوں نے آپؑ کو راستہ دیا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ علی ابن ابی طالبؑ تشریف لائے ہیں مگر انہیں مجھ تک پہنچنے کے لیے راستہ نہیں مل رہا تو اپنا تکیہ اٹھا کر کہا: یا علیؑ! ادھر میرے قریب آ جائیں! جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علیؑ کو اپنی طرف بلا رہے ہیں تو بعض نے بعض کو دھکیلا اور آپؑ کے لیے راستہ بنایا۔ چنانچہ آپؑ رسول خدا کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور لوگوں سے اس طرح خطاب کیا:

ایها الناس! هذا انتم تفعلون باهل بیتی فی حیاتی ما اری. فکیف بعد وفاتی؟! والله! لا تقربون من اهل بیتی قربة الا قربتم من الله منزلة، و لا تباعدون عنهم خطوة وتعرضون عنهم الا اعرض الله عنکم. ثم قال: ایها الناس! اسمعوا ما اقول لکم. الا ان الرضا و الرضوان والحب لمن احب علیا و تولاه. ائتم به و بفضله، واوصیائی بعده. و حق علی ربی ان یستجیب لی فیهم. انهم اثنا عشر

وصیا. و من تبعه فانه منی. انی من ابراهیم و ابراهیم منی. ودینی دینه. و دینه دینی. و نسبتی نسبته. و نسبته نسبتی. وفضلی فضله. و انا افضل منه و لا فخر. یصدق قولی قول ربی: ﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

"اے لوگو! میں دیکھ رہا ہوں کہ میری زندگی میں تو تم میرے اہل بیت کا بہت احترام کر رہے ہو۔ لیکن بتاؤ میرے دنیا سے جانے کے بعد ان کے ساتھ کس طرح سے پیش آؤ گے؟! اللہ کی قسم! تم میرے اہل بیت کے قریب نہ ہو گے مگر یہ کہ خدا کے بھی قریب ہو جاؤ گے۔ اور میرے اہل بیت سے کوئی قدم پیچھے نہ ہٹاؤ گے یا ان سے روگردانی نہ کرو گے مگر یہ کہ خدا تم سے اپنی رحمت روک لے گا۔

پھر فرمایا: اے لوگو! میری بات غور سے سنو! خدا کی رضا و خوشنودی اور دل کی محبت اس شخص کے لیے ہے جو علیؑ سے محبت و ولایت رکھے، انہیں اپنا امام مانے اور ان کی اور ان کے بعد میرے اوصیاءؑ کی فضیلت و برتری کا اقرار کرے۔ میں حق رکھتا ہوں کہ خدا ان کے بارے میں میری دعا قبول کرے۔ وہ بارہ اوصیاءؑ ہیں۔ جس نے علیؑ (اور دوسرے اوصیاءؑ) کی اتباع کی وہ میری جماعت سے ہے۔ میں حضرت ابراہیمؑ سے ہوں اور حضرت ابراہیمؑ مجھ سے ہیں، میرا دین ان کا دین ہے اور ان کا دین میرا دین ہے۔ میری نسبت ان کی نسبت ہے اور ان کی نسبت میری نسبت ہے۔ میری فضیلت ان کی فضیلت ہے اور میں ان سے افضل ہوں۔ لیکن میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ میری بات کی تصدیق اس فرمان الٰہی سے ہوتی ہے: یہ ایک نسل ہے جس میں بعض کا تعلق بعض سے ہے اور اللہ خوب سننے والا اور علم والا ہے۔" (سورۃ آل عمران)

(بحار الانوار: ۳۶ / ۳۴۹ ح ۲۷؛ عوالم العلوم: ۳ / ۲۲۳)

(حدیث: ۲۳)

اسحاق بن عمار سے روایت نقل ہوئی ہے: وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ہمارے

داؤد بن عباس نے، ان کا بیان ہے کہ میں نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کہ تم نے کتنے تابعین کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: مجھے تمہارے سوال کی پوری طرح سمجھ نہیں آئی کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ البتہ میں کوفہ میں تھا۔ وہاں میں نے جامع مسجد میں ایک شخص کو دیکھا جو شیخ محمد کے واسطے سے ایک روایت نقل کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنینؑ کی زبان مبارک سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

یا علی! آپ کے گیارہ بیٹے آئمہ برحق ہیں۔ وہ از جانب خدا ہدایت یافتہ اور معصوم ہیں۔ ان کے پہلے امام آپ اور آخری وہ ہیں کہ جو میرے ہم نام ہیں۔ وہ جس وقت خروج کریں گے تو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ ان کے پاس مال و دولت کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ جب کوئی شخص ان سے مانگے گا تو وہ کہیں گے: جتنا چاہتے ہو خود ہی یہاں سے لے لو۔

(غیبت طوسی: ۹۵؛ اثبات الہداۃ ۱: ر ۵۴۳ ح ۶۲۳؛ بحار الانوار: ۳۶ ر ۲۵۹)

(حدیث: ۲۴)

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب معراج خدائے عزوجل نے میری طرف وحی کی کہ اے محمدؐ! زمین میں اپنے پیچھے کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟ (حالانکہ خداوند عالم اسے خود بھی جانتا تھا)

میں نے عرض کی: اے پروردگار! اپنے بھائی کو۔

آواز قدرت آئی: اے محمدؐ! علی ابن ابی طالبؑ کو؟

میں نے کہا: ہاں، اے خدا!

اس پر خداوند عالم نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے زمین پر ایک مرتبہ نگاہ ڈالی تو آپ کو منتخب کیا۔ لہٰذا جب تک آپ کا ذکر نہ کیا جائے میرا ذکر ہو ہی نہیں سکتا۔ سو میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں۔ پھر میں نے ایک دوسری مرتبہ زمین پر نگاہ ڈالی تو آپ کے بھائی علی ابن ابی طالب کو منتخب کیا اور انہیں آپ ﷺ کا وصی بنایا۔ اسی وجہ سے آپؐ سید

الانبیاء ہیں اور علی سید الاوصیاء ہیں۔ پھر میں نے اپنے اسماء میں سے ان کے لیے ایک نام مشتق کیا۔ چنانچہ میں اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہیں۔

اے محمدؐ! میں نے علی، فاطمہ، حسن، حسین اور (باقی نو) ائمہ اطہار علیہم السلام کو ایک نور سے خلق کیا۔ پھر میں نے ان کی ولایت کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ تو جس نے اسے قبول کیا وہ مقربین میں سے ہو گیا اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

اے محمدؐ! اگر کوئی شخص اس قدر میری عبادت کرے کہ اس کی زندگی کی سانسیں ختم ہو جائیں۔ لیکن وہ ان ذوات مقدسہ کی ولایت کے انکار کے ساتھ میرے پاس آئے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ پھر فرمایا: اے محمدؐ! کیا آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں۔

تو خدائے عزوجل نے فرمایا: تھوڑا آگے بڑھو۔

جب میں تھوڑا آگے گیا تو دیکھا کہ وہاں علی ابن ابی طالب، حسن بن علی، حسین بن علی، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی اور حجت قائم علیہم السلام موجود ہیں۔ قائم آل محمدؑ ان آئمہ کے درمیان روشن ستارے کی مانند چمک رہے تھے۔

میں نے پوچھا: خدایا! یہ کون لوگ ہیں؟

آواز قدرت آئی: یہ آئمہ ہیں۔ ان کے درمیان یہ (جن کا نور بہت نمایاں ہے) قائم ہیں۔ یہ میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام کرنے والے اور میرے دشمنوں سے انتقام لینے والے ہیں۔ اے محمدؐ! آپ اس سے محبت کریں۔ کیونکہ میں خود ان سے اور ان کو چاہنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ (بحار: ۳۶ ر ۲۸۰؛ عوالم: ۳ ر ۳۵)

(حدیث: ۲۵)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: امام حسین علیہ السلام کے بعد نو امام ہیں۔ جن میں نویں ان کے قائم ہیں۔ (الخصال: ۴۱۹؛ غیبت طوسی: ۹۷؛ مناقب

ابن شہر آشوب: ۱/ ۲۹۶؛ بحار: ۴۳/ ۲۹۳)

﴿حدیث: ۲۶﴾

اصول کافی میں شیخ کلینی نے اپنی اسناد کے ساتھ کرام سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے قسم کھائی کہ جب تک قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف قیام نہیں کرتے، میں ان کے وقت کھانا نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن میں امام صادق علیہ السلام کے پاس گیا اور عرض کی: آپ کا ایک شیعہ ہے اس نے خدا کی قسم اٹھائی ہے کہ جب تک قائم آل محمد قیام نہیں کرتے وہ ان کے وقت کھانا نہیں کھائے گا؟

تو امام نے فرمایا: اے کرام! عیدین، ایام تشریق اور حالت سفر کے علاوہ باقی روزہ رکھو۔ جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو آسمانوں، زمین اور ان پر موجود فرشتوں نے بہت گریہ کیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی: پروردگار! اگر تو ہمیں اجازت دے تو ہم اس مخلوق کو ہلاک کر دیں۔ زمین کو الٹا کر انہیں ماریں اور انہیں ریزہ ریزہ کر دیں۔ کیونکہ انہوں نے تیری حرمت کا پاس نہیں رکھا اور تیرے برگزیدہ بندے کو قتل کیا۔ تو خدا نے ان کی طرف وحی کی: اے میرے ملائکہ! اے میرے آسمانو! اے میری زمین! تحمل سے کام لو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پردوں میں سے ایک پردہ ہٹایا تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے پیچھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کے بارہ اوصیاء موجود ہیں۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان میں سے ایک وصی کا ہاتھ پکڑا تو خدا نے تین مرتبہ کہا: میں اس وصی کی مدد سے ان لوگوں سے انتقام لوں گا۔

یہ جو روایت اصول کافی کے علاوہ کتابوں میں موجود ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: میں ان اوصیا کی مدد سے انتقام لوں گا، اگرچہ کچھ عرصے کے بعد ہی لوں۔

(اصول کافی: ۱/ ۴۳۴؛ [illegible] ۲/ ۱۴، ح: ۵؛ ۱۹۲

اثبات الہداۃ: ۲/ ۹۷؛ [illegible] ۱۸۳)

﴿حدیث: ۲۷﴾

سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار علیہ السلام سے سنا، انہوں نے کہا: میں، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، عبداللہ بن عباس، عمر بن ام سلمہ اور اسامہ بن زید معاویہ کے پاس موجود تھے اور ہمارے درمیان کچھ بحث و تکرار ہوئی تو میں نے معاویہ سے کہا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: میں اہل ایمان کی جانوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں، پھر میرے بھائی علی بن ابی طالب علیہ السلام مومنین کے جانوں پر ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ ان کی شہادت ہو جائے گی تو ان کے بیٹے حسن مجتبیٰ علیہ السلام مومنوں کی جانوں کے ان سے زیادہ مختار ہوں گے۔ پھر میرا بیٹا حسین علیہ السلام مومنوں کی جان میں تصرف کا خود ان سے زیادہ حق دار ہوگا۔ جب ان کی شہادت ہو جائے گی تو ان کے بیٹے علی بن الحسین علیہ السلام ایمان والوں کی جان کے خود ان سے زیادہ مالک ہوں گے۔

(یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مولا امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا: اے علی! آپ ان کا زمانہ دیکھیں گے۔) ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی علیہ السلام مومنوں کی جان کے ان سے زیادہ مالک و مختار ہوں گے۔ (یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے امام حسین کو مخاطب کیا اور فرمایا: یا حسین! وہ آپ کی زندگی میں ہی دنیا میں آئیں گے۔) ان کے بعد اسی طرح بارہ امام مکمل ہوں گے جن میں سے نو امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

اس کے بعد جناب عبداللہ نے کہا: اب میں تمہارے سامنے امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن عباس، عمر بن ام سلمہ اور اسامہ بن زید سے اس بات کی گواہی لیتا ہوں۔ انہوں نے بھی گواہی دی اور اس بات کی تصدیق کی۔

سلیم کہتے ہیں کہ یہ روایت میں نے حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد اور

حضرت ابوذرؓ سے بھی سنی ہے۔ان سب نے ذکر کیا کہ ہم نے یہ حدیث خود رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔(بحار الانوار:۳۶/۲۳۱؛عوالم:۳/۱۰۱)

﴿حدیث:۲۸﴾

محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری نے اپنے والد سے نقل کیا ہے،وہ کہتے ہیں:ہم سے بیان کیا:محمد بن عیسی بن عبید بن یقطین نے،انہوں نے نقل کیا نصر بن سوید سے، انہوں نے یحیٰ حلبی سے اور انہوں نے علی بن ابوحمزہ سے،وہ کہتے ہیں:میں جناب ابو بصیرؒ کے ساتھ تھا۔ہمارے پاس امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک غلام بھی تھے۔وہ کہتے ہیں:میں نے امامؑ کی زبان مبارک سے سنا،آپؑ فرمارہے تھے کہ ہم آل محمدؑ میں بارہ محدث ہیں۔میری اولاد میں سے ساتویں قائم ہوں گے۔یہ سن کر حضرت ابوبصیرؒ اٹھے اور اس غلام کی طرف دیکھ کر کہا:میں گواہی دیتا ہوں کہ میں مسلسل چالیس سال سے سرکار باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ حدیث سن رہا ہوں۔(بحار:۳۶/۲۹۵؛عوالم:۳/۱۰۱)

ابوالحسن شجاعی کہتے ہیں:یہ دو حدیثیں ابوعبداللہ علیہ الرحمۃ نے بعد میں ذکر کیں۔ اور اس وقت ان کی کتاب لکھی جاچکی تھی۔

﴿حدیث:۲۹﴾

رسول خدا نے پرورده جناب عمر بن ابی سلمہ اور ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل ہوئی ہے،یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر کی وفات ہوئی تو ہم اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔جس وقت ہم حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ ان کی بیعت کے لیے آرہے تھے تو وہاں مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک جوان آیا۔اس کا باپ مدینہ میں یہودیوں کا عالم اور ان کا مذہبی پیشوا تھا۔وہ خود کو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے سمجھتے تھے۔اس نے حضرت عمر کو سلام کیا اور کہا:اے امیر المومنین!آپ مسلمانوں

میں کون ایسا ہے کو کتاب وسنت کو سب سے بہتر طور پر سمجھتا ہے؟

حضرت عمر نے کہا:مولائے کائنات علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا:یہ ہم سب سے زیادہ کتاب وسنت کا علم رکھتے ہیں۔

تو وہ مولائے امیر کائناتؑ کے پاس آیا اور بولا:کیا واقعی آپؑ ان میں سب سے بڑے عالم ہیں۔

امامؑ نے فرمایا:جی ہاں!پوچھو،کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

اس جوان نے کہا:میں آپؑ سے تین چیزوں،پھر تین چیزوں اور پھر ایک چیز کے بارے میں سوال کروں گا۔

امامؑ نے فرمایا:یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں نے سات چیزوں کے متعلق پوچھنا ہے؟

اس نے کہا:نہیں۔میں پہلے آپؑ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کروں گا اگر آپؑ نے ان کا جواب صحیح دیا تو میں تین مزید سوال کروں گا۔اور اگر آپؑ نے ان تینوں کا بھی صحیح جواب دے دیا تو ایک اور سوال کروں گا۔لیکن اگر آپؑ پہلے ہی تین سوالات میں الجھ گئے تو میں خاموش ہو جاؤں گا اور آگے کوئی سوال نہیں کروں گا۔

امامؑ نے فرمایا:اے یہودی!یہ بتا کہ اگر میں نے تجھے ان سوالات کے صحیح اور حق پہ مبنی جوابات دے دیے تو تم جان لوگے کہ میں نے صحیح کہا یا غلط؟!

اس نے کہا:ہاں،کیوں نہیں۔

امامؑ نے فرمایا:اچھا مجھے خدا کی قسم دو کہ اگر میں نے سوالات کے ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیے تو تم یہودی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لوگے۔

اس نے کہا:ہاں!میں آپؑ کے سامنے خدا کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اگر آپؑ نے میرے سوالات کے صحیح جوابات دے دیے تو میں کلمہ اسلام پڑھ لوں گا اور یہودی مذہب چھوڑ دوں گا۔

امام نے فرمایا: پوچھو، کیا سوال ہے تمہارا؟

اس نے کہا: مجھے بتائیے کہ زمین پر سب سے پہلے کون سا پتھر رکھا گیا۔ اس میں سب سے پہلے کون سا درخت اگا، اور اس میں سب پہلے کون سا چشمہ جاری ہوا؟

اس کے جواب میں وارث منبر سلونی نے ارشاد فرمایا: اے یہودی! اس تم یہودیوں کے بقول جو پتھر زمین پر سب سے پہلے رکھا گیا وہ وہ پتھر ہے جو بیت المقدس میں موجود ہے لیکن یہ جھوٹ ہے، بلکہ وہ پتھر حجر اسود ہے۔ حضرت آدم ؑ اسے جنت سے لے کر آئے اور کعبہ کے ایک رکن کے پاس رکھا۔ اہل ایمان اسے بوسہ دیتے ہیں تاکہ خدا کے عہد و میثاق کو پورا کرنے کی تجدید کریں اور اسے پورا کرنے میں پرعزم رہیں۔ پہلا درخت جو زمین پر اگا وہ تم لوگ کے مطابق زیتون ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بلکہ وہ درخت عجوہ کھجور کا ہے۔ حضرت آدم اس درخت کو اس کی مادہ کے ہمراہ جنت سے لے کر آئے تھے۔ لہٰذا تمام اقسام کی کھجوروں کی اصل عجوہ ہے۔

رہی بات زمین پر سب سے پہلے پھوٹنے والے چشمے کی تو یہودیوں کی رائے ہے کہ یہ وہ چشمہ ہے جو ایک چٹان کے نیچے ہے۔ لیکن وہ یہاں بھی جھوٹے ہیں۔ بلکہ وہ چشمہ آب حیات کا ہے۔ جس میں مردے ڈالا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہی چشمہ ہے جس کے پاس حضرت موسیٰ ؑ کی بھونی ہوئی مچھلی گم ہوئی تھی۔ کیونکہ جب اس مچھلی پر آب حیات کے قطرے پڑے تو اس میں جان آگئی اور اس نے سمندر کی راہ لی۔ پھر جب حضرت موسیٰ ؑ اور ان کا ساتھی [1] اسے ڈھونڈنے گئے تو ان کی ملاقات حضرت خضر ؑ سے ہوئی۔

امام کا جواب سن کر اس یہودی جوان نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے بالکل حق اور سچ کہا ہے۔ یہ کتاب مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے۔ یہ حضرت موسیٰ ؑ کی املا شدہ اور حضرت ہارون ؑ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے۔ اس میں سات چیزیں لکھی ہوئی

[1] غالباً یہ جناب موسیٰ ؑ کے وصی یوشع بن نون تھے۔ (از مترجم)

اس (جن) کے بارے میں میں آپ سے سوال کر رہا ہوں۔) اللہ کی قسم! اگر آپ نے اسی طرح باقی سوالات کے جوابات ٹھیک دیے تو میں اپنا مذہب چھوڑ کر آپ کے دین پر آجاؤں گا۔

مولا نے فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: مجھے بتائیں اس امت کے نبی ﷺ کے بعد امام ہدیٰ کتنے ہیں۔ جنہیں کسی کا ساتھ چھوڑ جانے جیسی حرکت نقصان نہیں پہنچا سکتی؟ یہ بتائیے رسول خدا ﷺ کا جنت میں کون سا مقام ہے؟ نیز بتائیں کہ رسول خدا ﷺ کے ہمراہ ان کے مقام میں کتنے افراد ہوں گے؟

مولا نے جواب دیا: اس امت کے بارہ امام ہیں جنہیں خدا کی طرف منصب ہدایت دے کر بھیجا گیا۔ وہ سارے ہی ہادی و ہدایت یافتہ ہیں۔ کسی کا ساتھ چھوڑنا اور بے وفائی کرنا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ رسول خدا ﷺ کا مقام جنت عدن کے سب سے افضل و اشرف اور خدا کے نزدیک ترین ہے۔ رہا معاملہ رسول خدا ﷺ کے ہمراہ ان کے درجے میں رہنے والے افراد کا تو وہ وہی بارہ امام ہیں جنہیں منصب ہدایت پر فائز کیا گیا ہے۔

یہ جوابات سن کر یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حق اور سچ کہا۔ اللہ کی قسم اگر آپ یونہی میرے اس آخری سوال کا بھی جواب دے دیں تو آپ کے ہاتھوں پر اسلام لے آؤں گا اور یہودی مذہب چھوڑ دوں گا۔

امام اولین و آخرین نے فرمایا: پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: مجھے بتائیے کہ رسول خدا ﷺ کا خلیفہ برحق ان کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟ نیز بتائیے کہ ان کی وفات ہوگی یا شہید کیے جائیں گے؟

امام نے فرمایا: وہ رسول خدا ﷺ کے بعد تیس سال زندہ رہیں گے۔ پھر امام نے اپنی ریش مبارک کو پکڑا اور اپنے سر اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ اس سر کے خون سے خضاب ہوگی۔

یہ جواب سنتا تھا کہ جوان پکار اُٹھا:

اشهد ان لا اله الا الله، وان محمدا رسول الله و انك خليفة رسول الله على الامة.
ومن تقدمہ کان مفتر

''میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپؑ اس اُمت پر رسولؐ کے خلیفہ ہیں۔
جو آپؑ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے وہ جھوٹا ہے۔''

یہ کہہ کر وہ جوان وہاں سے چلا گیا۔ (الکافی: ۱/۵۲۹؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۸؛ کمال الدین: ۲۹۴؛ الخصال: ۲/۴۷۶؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۵۲)

﴿حدیث: ۳۰﴾

ابوایوب مؤدب سے روایت ہے۔ (یہ شخص امام صادق علیہ السلام کے کسی بیٹے کا بھی استاد تھا) اس کا بیان ہے کہ جب رسول خدا ﷺ کی وفات ہوئی تو جناب داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ایک شخص مدینہ میں داخل ہوا تو یہودی مذہب کا پیرو تھا۔ جب اس نے مدینے کی گلیوں میں ویرانی دیکھی تو کسی سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟! آج اس شہر میں اتنی اداسی کیوں ہے؟!

اس نے کہا: ہمارے رسول ﷺ دنیا سے چلے گئے ہیں!

یہ سن کر یہودی نے کہا: بے شک جس روز تمہارے رسول ﷺ کی وفات ہوئی، ہماری کتاب میں بھی ان کی وفات کا دن وہی لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس نے پوچھا لوگ کہاں جمع ہیں؟

اسے بتایا گیا کہ مسجد میں۔ چنانچہ وہ مسجد میں آیا تو وہاں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابوعبیدہ جراح اور دوسرے لوگ موجود تھے۔ مسجد لوگوں اس طرح بھری ہوئی تھی کہ قدم رکھنے کی جگہ ملنا بھی محال تھا۔ بہرکیف اس

نے لوگوں سے کہا کہ تھوڑا ساتھ ساتھ ہو جائیں تاکہ میں اندر آ سکوں۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارے نبی ﷺ نے اپنا خلیفہ کسے بنایا ہے؟ تو لوگوں نے اسے ابوبکر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ابوبکر سے کہا: میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہوں اور یہودی مذہب کی پیروی کرتا ہوں۔ میں تم سے چار حرفوں کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ اگر تم نے مجھے ان کا جواب دے دیا تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ ابوبکر نے کہا: تھوڑا صبر کرو۔

اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام مسجد کے کسی دروازے سے داخل ہوئے۔ تو لوگوں نے کہا: اس جوان کے پاس چلے جاؤ۔ لہٰذا وہ اٹھ کر امامؑ کے پاس گیا اور کہنے لگا: کیا آپ علی ابن ابی طالبؑ ہیں؟

آگے سے مولاؑ نے فرمایا: کیا تم فلاں بن داؤد ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں!

پھر امامؑ نے اس یہودی کو ہاتھ سے پکڑا اور ابوبکر کے پاس لے گئے۔ تو اس نے مولاؑ سے کہا: میں نے ان لوگوں سے چار حرفوں کے بارے میں سوال کیا تو انہوں آپؑ کی طرف میری راہنمائی کی۔ کہ جا کر آپؑ سے پوچھوں۔

امامؑ نے فرمایا: پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: خدا نے شب معراج رسول خدا ﷺ کے ساتھ سب پہلے جو کلام کیا وہ کیا تھا؟ مجھے بتائیں وہ کون سا فرشتہ ہے جس کا گزر رسول خدا ﷺ کے پاس سے ہوا مگر اس نے آپؐ کو سلام نہ کیا؟ وہ چار افراد کون ہیں جن سے جہنم کے داروغہ مالک نامی فرشتے نے آگ کا ایک پردہ ہٹایا اور انہوں نے تمہارے نبی ﷺ سے کوئی بات نہ کی؟ اپنے نبی ﷺ کے منبر کے بارے میں بتاؤ کہ وہ جنت میں کس مقام پر ہے؟

اس کے جواب میں امیر المومنینؑ نے فرمایا: سب سے پہلے خدا نے اپنے رسول ﷺ

سے جو کلام کیا وہ یہ ہے: آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

اس نے کہا: میں نے یہ نہیں پوچھا۔

مولائے کائناتؑ نے فرمایا: کیا تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ شب معراج رسول خدا نے خدا سے کیا کلام کیا؟ تو وہ یہ ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ

اس نے کہا: نہیں، میں نے یہ بھی نہیں پوچھا۔

امام نے فرمایا: اچھا اسے مخفی ہی رہنے دو۔

اس نے کہا: مجھے بتائیے! کیا آپؑ وہ تو نہیں؟

امام نے فرمایا: اگرچہ تم نے پہلی دو باتوں کا انکار کر دیا ہے۔ لیکن یہ جو تم نے سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب رسول خدا ﷺ اپنے رب کی ملاقات واپس آرہے تھے اور ابھی آپؐ کے لیے حجابات اٹھے ہوئے تھے اور آپؐ حضرت جبرائیلؑ کے مقام (سدرۃ المنتہیٰ) سے پیچھے کہ ایک مَلَک نے ندا دی: یا احمد!

آپؐ نے کہا: لبیک!

اس نے کہا: خدا آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ [اَلسَّیِّدُ الْوَلِیُّ] کو ہمارا سلام دیجیے گا۔

رسول خدا ﷺ نے کہا: اَلسَّیِّدُ الْوَلِیُّ، کون ہے؟

اس ملک نے کہا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام

یہ سن کر اس یہودی نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اپنے والد کی کتاب میں بھی یہ بات اسی طرح پڑھی ہے۔

پھر امام اس کے باقی سوالات کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا جواب ارشاد فرمایا۔

امام نے فرمایا: جو فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ ملک الموت تھا۔ وہ

اس وقت دنیا میں ایک ظالم شخص کے پاس سے ہو کر آیا تھا جس نے بہت ہی سخت بات کہی۔ اس پر خداوند عالم اس سے غضب ناک ہو گیا۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں رسول خدا ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ پھر جبرائیلؑ نے اس سے کہا: اے ملک الموت! یہ رسول خدا ہیں، احمد حبیب خدا ﷺ۔ تو وہ واپس آ کر آپ ﷺ سے لپٹ گیا اور معذرت خواہی کرنے لگا۔ اس کے بعد عرض کی: یا رسول اللہؐ میں ایک جبار و سرکش آدمی کے پاس سے ہو کر آرہا ہوں۔ اس نے بڑی کفریہ بات کہی جس پر میں غصے میں آ گیا اور آپ کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تو رسول خدا ﷺ نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

وہ چار فرد جن سے جہنم کے داروغہ نے آگ کا پردہ ہٹایا اور انہوں نے رسول خدا ﷺ سے بات کی۔ تو ان کا ذکر یوں ہے کہ رسول خدا ﷺ جہنم کے نگہبان فرشتے کے پاس سے گزرے جس کا نام "مالک" تھا۔ وہ جب سے خلق ہوا ہے کبھی نہیں ہنسا۔ لیکن اس وقت جبرائیلؑ نے کہا: اے مالک! یہ نبی رحمت محمد ﷺ ہیں۔ اس پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ اس کے علاوہ وہ کسی کے لیے بھی نہیں ہنسا۔ رسول خدا ﷺ نے جبرائیلؑ سے فرمایا: اسے کہو کہ جہنم کا ایک طبق ہٹائے۔ جب اس نے وہ طبق ہٹایا تو وہاں قابیل، نمرود، فرعون اور ہامان عذاب میں گرفتار تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمدؐ! اپنے رب سے کہیں کہ وہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجے تاکہ ہم اعمال صالح بجا لائیں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل کو غصہ آ گیا۔ چنانچہ وہ اپنے ایک پر کے سہارے پر اٹھے اور ان پر جہنم کا وہ طبق دوبارہ بند کر دیا۔

رہا سوال آنحضرت ﷺ کے منبر کا تو آپؐ کا مسکن جنت عدن میں ہے۔ اسے خدا نے اپنے دست قدرت سے خلق کیا ہے۔ وہاں آپؐ کے ہمراہ بارہ اوصیا بھی ہوں گے۔ اس کے اوپر ایک قبہ ہے جسے قبہ رضوان کہتے ہیں۔ اس کے اوپر ایک منزل ہے جسے وسیلہ کہا جاتا ہے۔ پوری جنت میں اس جیسی کوئی دوسری منزل نہیں۔ وہی رسول خدا ﷺ کا منبر ہے۔

یہ جوابات سن کر وہ یہودی بول اٹھا: اللہ کی قسم! آپ نے بالکل سچ کہا۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ وہ کتاب وراثتاً منتقل ہوتے ہوتے اب میرے پاس آئی ہے۔ چنانچہ اس نے وہ کتاب باہر نکالی اور وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ پھر اس نے مولاؑ سے عرض کی: اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ بعد ازاں اس نے یہ شہادت دی:

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و انه الذی بشر به موسی علیہ السلام، و اشهد انك عالم هذه الامة و وصی رسول الله

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے وہ رسول ہیں جن کی آمد کی خوشخبری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے سب سے بڑے عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسلام لانے کے بعد امیر المومنینؑ نے اسے دین کے احکام و شرائع کی تعلیم دی۔ (بحار الانوار: ۱۰ / ۲۳، حدیث: ۱۳)

اے شیعان آل محمدؑ! خدا تم لوگوں پر رحم کرے۔ ان آیات و روایات معصومینؑ میں خوب غور و فکر کرو کہ جو آئمہ طاہرینؑ کے ذکر و فضائل پر مشتمل ہیں۔ یہ روایات متواتر اسانید کے ساتھ معتبر راویوں کی زبان سے نقل ہوئی ہیں۔ ان روایات میں غور کرنے سے زنگ آلود اور تاریک دلوں کو جلا ملتی ہے شک زائل ہوتا ہے اور انسان ابلیس کے مکر و فریب سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

علماء اسلام کی نظر میں کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی حیثیت

تمام علماء شیعہ اور آئمہ طاہرینؑ کی اخبار کو نقل کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی ان بڑی اور بنیادی کتابوں میں سے ہے جنہیں اہل علم اور احادیث آئمہؑ کو بیان کرنے والے محدثین نے نقل کیا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ان روایات پر مشتمل ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مولا امیر المومنین علیہ السلام، حضرت مقدادؓ، حضرت سلمان

فارسیؓ، حضرت ابوذرؓ اور ان جیسی دوسری عظیم شخصیات سے نقل ہوئی ہیں۔ یہ ان بنیادی مصادر میں سے ایک ہے جن کی طرف علماء شیعہ رجوع کرتے ہیں اور جن پر ان کا اعتماد ہے۔ ہم نے اس باب میں اس کتاب اور دوسری کتابوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ احادیث نقل کی ہیں جو بارہ آئمہؑ کے متعلق ہیں۔

جیسا کہ آپ کا یہ فرمان ہم نے گزشتہ اوراق میں نقل کر دیا ہے کہ امام حسینؑ کی نسل سے نو امام ہوں گے جن میں سے نویں قائم ہوں گے وہی ان کے ظاہر وہی ان کے باطن اور وہی ان میں سب سے افضل ہوں گے۔ اس روایت میں ہر عذر و بہانہ اور ہر شبہ اس کے مقابل دعویٰ باطل کر دیا گیا ہے۔ اور آئمہ کی تعداد کے بارہ ہونے پر ایک یہی روایت کافی ہے۔ بنا بریں جو لوگ شیعان اہل بیتؑ کے خلاف باطل دعوے کرتے ہیں ان کے پاس ہماری کسی معتبر کتاب سے کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی کوئی صحیح السند روایت ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

❁❁❁❁

فصل

اہل سنت کی اسناد سے اس موضوع کی روایات، قرآن و تورات سے دلائل

﴿حدیث:۳۱﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

یکون بعدی اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش

میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر واپس آئے اور قریش کے چند افراد نے آپ سے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا: فساد و غارت گری۔

(غیبت طوسی: ۹۳؛ تقریب المعارف، کتب صحاح)

﴿حدیث:۳۲﴾

ہمیں خبر دی محمد بن عثمان، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابن ابی علاق، سماک بن حرب اور حصین بن خیثمہ نے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا علی بن جعد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے، اس نے نقل کیا زیاد بن عبدالرحمن سے۔ یہ سب جابر بن سمرہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔"

اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔

اس حدیث کے راویوں میں سے بعض کا کہنا ہے کہ جب میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے والے دوسرے افراد سے اس بات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ بات یہ تھی کہ وہ تمام خلفاء قبیلہ قریش سے ہوں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۱/۵۴۵؛ بحارالانوار: ۳۶/۲۳۶)

﴿حدیث:۳۳﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے: ذکر ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک بارہ خلفاء مکمل نہیں ہوجاتے اس دین کے پیروکار اپنے دشمنوں پر غالب آتے رہیں گے۔

اس کے بعد لوگوں نے اٹھنا بیٹھنا شروع کردیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے آگے بھی ایک جملہ کہا جو میں نہ سمجھ سکا۔

پھر میں نے اپنے والد یا کسی اور شخص سے پوچھا کہ وہ جملہ کیا تھا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ جملہ یہ تھا: وہ تمام خلفاء قبیلہ قریش سے ہوں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۱/۵۴۶؛ بحارالانوار: ۳۶/۲۳۶؛ غیبت طوسی: ۹۳)

﴿حدیث:۳۴﴾

ربیعہ بن سیف سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: ہم شفی اصبحی کے پاس تھے، اس نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حدیث ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: یکون خلفی اثنا عشر خلیفة (میرے پیچھے بارہ خلفاء ہوں گے۔) (بحارالانوار: ۳۶/۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/۱۰۸)

﴿حدیث:۳۵﴾

ابوطفیل سے روایت منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے مجھ سے کہا: اے ابوطفیل! اولاد کعب بن لوی سے بارہ افراد (خلفاء) کو شمار میں رکھنا۔ اس کے بعد خوب جنگ و جدال

اور خوں ریزی ہوگی۔ (بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸؛ غیبت طوسی: ۱۴۳)

﴿حدیث: ۳۶﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا اور کوئی بھی دشمن اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ خلفاء آئیں گے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸؛ تقریب المعارف: ۱۷۵)

﴿حدیث: ۳۷﴾

مسروق سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس موجود تھے تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے نبی ﷺ نے کچھ بتایا کہ ان کے خلفاء تعداد میں کتنے ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اور تم عمر میں یہاں موجود سب لوگوں سے بڑے ہو۔ میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰ کے نقباء کی تعداد کے برابر خلفاء ہوں گے۔ (بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۳)

﴿حدیث: ۳۸﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دین کو کوئی بھی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا حتی کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اور وہ تمام قبیلہ قریش سے ہوں گے۔ (بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۱۰)

اہل سنت کے طرق سے اس موضوع کی روایات بہت زیادہ ہیں۔ جو دلالت کرتی ہیں کہ ان بارہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے حقیقی جانشین ہیں۔ اور پہلی حدیث کے آخر میں یہ جو الفاظ آئے ہیں کہ ان کے بعد قتل و غارت گری اور فتنہ و خونریزی ہوگی۔ یہ اس امر

کی سب سے بڑی دلیل ہے جیسا کہ دیگر روایات میں بھی ملتا ہے کہ قائم زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے پچاس سال بعد واقع میں ایسے حالات پیدا ہوں گے۔

مزید یہ کہ رسول خدا ﷺ نے بھی یہاں آئمہ طاہرین کو مراد لیا ہے کہ جو آپؐ کے خلفاء ہیں۔ کیونکہ اگر اس سے رسول خدا ﷺ کے بعد اسلامی تخت پر بیٹھنے والے مسلمان حکمرانوں کو مراد لیا جائے تو ان کی تعداد بارہ سے بہت اوپر چلی جاتی ہے۔ لہذا کوئی چارہ نہیں کہ رسول خدا ﷺ کے اس فرمان سے انہی آئمہ طاہرینؑ کو مراد لیا جائے کہ جو قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہے۔ وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ حوض کوثر پر رسول خدا ﷺ کے پاس پہنچ جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے حق کو غالب کیا اور اس پر واضح و روشن براہین قائم کیے۔ اسی کی حمد ہے اس بات پر بھی کہ اس نے ہماری ولادت کو پاکیزہ بنایا اور اپنے نور ہدایت کی طرف ہماری راہنمائی کی۔

بحمد اللہ اس باب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر مخالف و معاند اور حق کے معاملے میں مشتبہ و متحیر رہنے والے پر حجت تمام ہو جائے گی اور اس کے تمام عذر زائل ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہم اس باب میں تورات اور دوسری کتابوں کے حوالے سے آئمہ اثنا عشر کا ذکر بیان کریں گے۔ تا کہ ہمارے قارئین کو معلوم ہو جائے حق کو جس قدر چھپایا جائے اس کے نور کی تابانی و ضوفشانی میں اسی قدر اضافہ ہوتا ہے۔

تو تورات میں اس کا ذکر سفر اول میں ہے کہ جہاں حضرت سارہ کا قصہ مکمل ہونے کے بعد حضرت اسماعیل کا ذکر شروع ہوتا ہے اور خداوند عالم حضرت ابراہیم کو جناب سارہ اور ان کے بیٹے کے بارے میں مخاطب کرتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ میں نے اسماعیل کے بارے میں آپ کی دعا قبول کر لی، اور آپ کو وہ چیز سنا دی جسے میں نے بابرکت بنایا۔ میں جلد ہی اس میں بہت زیادہ اضافہ کر دوں گا۔ اُن سے بارہ عظیم

ہستیاں دنیا میں آئیں گی۔ میں انہیں مثل عظیم ترین اقوام کے امام بناؤں گا۔

عبدالحلیم بن حسین سمری کو ارجان نامی علاقے میں رہنے والے یہودی عالم حسین بن سلیمان نے انہیں عبرانی زبان آئمہ طاہرینؑ اسماء اور ان کی تعداد املاء کروائی۔ انہوں اس تحریر کا جو مجھے پڑھ کر سنایا وہ یہ تھا :

''حضرت اسماعیلؑ، تورات میں جن کا نام اشموعیل لکھا ہوا ہے۔ ان کی نسل سے ایک شخص مبعوث ہوگا جس کا نام ''ماید'' یعنی محمدؐ ہوگا۔ وہ سرداری حاصل کرے گا۔ اور اس کی آل سے بارہ امام اور سید دنیا میں آئیں گے۔ ان کی اقتداء کی جائے گی اور ان کے اسماء یہ ہیں : تقوبیت ۔ قیذوا ۔ ذبیرا ۔ مفسورا ۔ مسوعا ۔ دوموہ ۔ ثیو ۔ ھذار ۔ یثمو ۔ بطور ۔ نوقس ۔ قیدموا

جب اس یہودی عالم سے پوچھا گیا کہ یہ نام کس صورت میں ہیں؟ تو اس نے بتایا کہ یہ مشل سلیمان یعنی حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں ہیں۔ پھر عبدالحلیم سمری نے اس املاء شدہ تحریر میں سے یہ بھی پڑھا :

و لیشمعیل شمعتیخا ھتیی اوتو وھیفریتی و ھیربتی اتو عیئد منئد شلیم عاسار ۔ نسیئیم یولد و تتتو لغوی غادل

اس کلام کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صلب سے ایک بابرکت بیٹا پیدا ہوگا۔ اس پر میرا درود و سلام ہو۔ اس کی آل سے بارہ افراد آئیں گے جو بہت بلند مرتبہ اور جلیل القدر ہوں گے۔ ان کے سبب اس کے نام کا جگہ جگہ شہرہ ہوگا اور اس کے ذکر کو بلندی نصیب ہوگی۔

جب اس کلام اور اس کی تفسیر کو موسیٰ بن عمران بن زکریا یہودی کے سامنے پڑھا تو اس نے اسے درست کہا۔ اسی طرح اسحاق بن ابراہیم بن بختویہ حسون الیہودی الفسوی سلیمان بن داؤد النوبنجانی نے بھی اس کی تصدیق کی۔

اب جبکہ ہم نے خدا کی کتاب، شیعہ و سنی منابع سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات اور سابقہ آسمانی کتابوں کی شہادت پیش کر چکے ہیں تو اب ہماری طرف سے ہر حوالے سے حجت تمام ہوگئی ہے۔ طالبان رشد و ہدایت کے لیے یہی براہین کافی ہیں۔

(حدیث ۳۹)

فضیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس فرمان الٰہی: اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ہر امام اس قوم کا ہادی ہوتا ہے جس میں وہ رہتا ہے۔

(بصائر الدرجات: ۳۰ ؛ الکافی: ۱/۱۹۱ ؛ اثبات الہداۃ: ۱/۸۱ ؛ بحار الانوار: ۲۳/۳۵)

(حدیث: ۴۰)

عبدالرحیم القصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس فرمان الٰہی (اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝) کے ذیل میں ارشاد فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منذر (ڈرانے والے) اور امیر المومنینؑ ہادی ہیں اللہ کی قسم! یہ سلسلہ ہدایت قیامت تک ہم آل محمدؐ میں ہی رہے گا۔ خدا نے ہمیں اپنی رضا کے مطابق عمل انجام دینے والا بنایا ہے۔[1]

[1] سورہ رعد: ۷

باب نمبر 5

امامت کے جھوٹے دعویدار اور طاغوتوں کے پرچم

﴿حدیث:۱﴾

یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس فرمان الٰہی: وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ سے مراد وہ شخص ہے جو امام نہ ہو، اور خود کو امام کہے۔
(بحارالانوار:۲۵ر۱۳)

﴿حدیث:۲﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا قیامت کے دن نہ ان پر نگاہ کرم کرے، اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:

۱) جو امام نہ ہو، اور خود کو امام کہے۔
۲) جو امام برحق کو امام نہ مانے۔
۳) جو یہ کہے کہ ان دو قسم کے افراد کا بھی اسلام میں کوئی حصہ ہے۔
(بحارالانوار:۲۵ر۱۳)

﴿حدیث:۳﴾

ابن ابی یعفور سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؐ کی

زبانِ مبارک سے سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے: تین لوگ وہ ہیں جن کی طرف قیامت کے دن خدا رحمت کی نظر نہ کرے گا، نہ ان کا تزکیہ کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

۱) جو یہ دعویٰ کرے کہ میں خدا کی طرف سے مقرر کیا ہوا امام ہوں، جبکہ حقیقت میں اس کے پاس امامت کا منصب نہ ہو۔
۲) جو کسی منصوص من اللہ امام کا انکار کرے۔
۳) جو یہ کہے کہ ایسے لوگوں کا بھی اسلام میں کوئی حصہ ہے۔
(بحارالانور:۲۵ر۱۱۳؛حدیث:۱۰)

﴿حدیث:۴﴾

محمد بن تمام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص آپ کو سلام کے بعد درخواست کرتا ہے کہ میری شفاعت کے ضامن بنیں۔ امام نے پوچھا: کیا وہ ہمارے موالیوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ امام نے فرمایا: پھر تو اس کا معاملہ اس سے بلند تر ہے۔

ابن تمام کہتا ہے: میں نے کہا: مولا! وہ مولا امیرالمومنینؑ سے تو محبت و ولا رکھتا ہے۔ مگر اسے ان کے بعد والے اوصیاء کی معرفت نہیں۔ تو امامؑ نے فرمایا: پھر تو وہ گمراہ ہے۔ میں نے کہا: اگر وہ صرف ایک امام کو چھوڑ کر باقی سب آئمہؑ کو مانتا ہو؟ امامؑ نے فرمایا: وہ ایسے ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کرے، مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہو۔ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہو۔ ہم اس شخص سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو اس کی حجتوں میں سے کسی حجت کا انکار کرے۔ (بحارالانور:۲۵ر۱۱۳؛حدیث:۵)

چنانچہ جو شخص یہ حدیث پڑھے یا جس تک یہ کتاب پہنچے اسے خبردار رہنا چاہیے کہ

کہیں وہ ائمہ طاہرینؑ میں سے کسی امام کا انکار کر کے خود کو ہلاکت میں نہ ڈال دے اور پھر وہ اس شخص کی مانند ہوجائے جس نے رسول خدا ﷺ یا حضرت عیسیٰؑ کا انکار کیا ہو!!

(حدیث:۵)

سورہ بن کلیب سے روایت منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: اس فرمانِ الٰہی: وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ سے مراد وہ شخص ہے جو امام نہ ہو اور خود کو امام سمجھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: خواہ وہ اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ہو؟ امام نے فرمایا: جی ہاں، خواہ اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ہو۔ (بحار الانور: ۲۵/ ۱۱۲، حدیث: ۲)

(حدیث:۶)

زید شحام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا رسول خدا ﷺ "آئمہ طاہرینؑ" کو پہچانتے تھے؟ تو امامؑ نے جواب دیا: انہیں تو حضرت نوحؑ بھی جانتے تھے (پھر رسول خداؐ کو ان کی معرفت کس طرح نہ تھی؟!) اس پر دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى

"اُس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا جس کا حکم اُس نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جس کی وحی ہم نے آپؐ کی طرف بھیجی اور جس کا حکم ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیا تھا۔" (سورۃ شوریٰ: ۱۳)

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اے ہمارے شیعو! خدا نے تمہارے لیے وہی دین

مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا۔ (بحار الانوار: ۲۶/ ۲۹۱)

(حدیث: ۷)

امام صادقؑ کے ایک صحابی سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ امامؑ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پوشیدہ طور پر امام ہونے کا دعویٰ کرے، اسے چاہیے کہ اپنے دعویٰ کا برہان برسرِ عام پیش کرے۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: وہ کون سا برہان ہے جو اسے سب کے سامنے پیش کرنا چاہیے؟

امام نے فرمایا: خدا کے حلال کو حلال اور اسکے حرام کو حرام بتائے اور اس کا ظاہر اس کے باطن کی تصدیق کرے۔ (بحار الانوار: ۶۸/ ۱۶۳؛ حدیث: ۱۵)

(حدیث:۸)

سورہ بن کلیب سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ سے اس فرمانِ الٰہی: وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ کی یہ تفسیر نقل ہوئی ہے، آپؑ نے فرمایا:

اس سے مراد وہ شخص ہے جو کہے میں امام ہوں۔ اور وہ حقیقت میں امام نہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: خواہ وہ اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ہو؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، خواہ وہ اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ہو۔

میں نے پھر کہا: خواہ وہ اولادِ علیؑ سے ہو؟

امام نے فرمایا: جی ہاں! خواہ وہ اولادِ علیؑ سے ہو۔ (بحار الانور: ۲۵/ ۱۱۳، حدیث: ۱۴)

(حدیث:۹)

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ قائم آل محمدؑ کے پرچم سے پہلے جو بھی پرچم اٹھے اس کو اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۴؛ حدیث: ۱۵)

﴿حدیث:۱۰﴾

حضرت مفضل بن عمرؒ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے مقام یعنی امام ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ پھر فرمایا: وہ مشرک ہے۔

(بحار الانوار: ۲۵/ ۱۲۳؛ حدیث:۱۶)

﴿حدیث:۱۱﴾

مالک بن اعین جہنی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ قائم آل محمدؑ کے پرچم سے پہلے جو بھی پرچم اُٹھے اس کا اٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۳؛ حدیث:۱۷)

﴿حدیث:۱۲﴾

عبداللہ بن مسکان سے روایت منقول ہے، اس نے مالک جہنی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار باقر العلومؑ کو یہ حدیث ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

قائمؑ کے قیام سے پہلے جو بھی پرچم بلند ہوگا (یا فرمایا: نکلے گا) اس کا اُٹھانے والا طاغوت ہوگا۔ (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۳)

﴿حدیث:۱۳﴾

فضیل بن یسار سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ ارشاد فرما رہے تھے:

"جو شخص لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے اور ان میں اس سے افضل بھی موجود ہو تو ایسا کرنے والا گمراہ اور بدعت ایجاد کرنے والا ہے۔ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ از جانب خدا امام مقرر ہے، جبکہ وہ امام نہ ہو تو وہ کافر ہے۔" (بحار الانوار: ۲۵/ ۱۱۵؛ حدیث:۱۸)

اب خدا ہی جانے ان لوگوں کا حال کیا ہوگا کہ جنہوں نے امامت کا عظیم دعویٰ کیا

حالانکہ وہ خدا کے منصوص امام نہ تھے اور نہ ان میں اس جلیل القدر منصب کے کما حقہ یک دوش ہونے کی اہلیت تھی۔ کیونکہ اوپر احادیث میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں پر خدا کی نظر رحمت نہ ہوگی اور نہ وہ ان کا تزکیہ کرے گا، اور وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:

"جو امام نہ ہو اور امام ہونے کا دعویٰ کرے، جو کسی امام برحق کا منکر اور وہ شخص کہ جو یہ کہتا ہو کہ دین میں ایسے لوگوں کا بھی کوئی حصہ ہے۔"

اور جب لوگ کسی ایسے شخص کے دعویٰ کو قبول کر لیں تو وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ ہم ایسے کاموں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ مگر لوگوں کو چونکہ آئمہ اہل بیتؑ کی روایت کو پڑھنے اور ان میں غور کرنے کا موقع کم ملتا ہے اس لیے وہ ایسی بے کار باتوں میں پڑتے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھے، ہمارے نور معرفت میں اضافہ کرے اور ہمارا انجام بخیر کرے۔ (آمین!)

✿✿✿✿

باب نمبر 6

اس موضوع کی روایات، اہل سنت کے سلسلہ اسناد سے

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت

(حدیث:۱)

مسروق سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس موجود تھے تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے نبی ﷺ نے کچھ بتایا کہ ان کے خلفاء تعداد میں کتنے ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تم سے پہلے کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اور تم عمر میں یہاں موجود سب لوگوں سے بڑے ہو۔ میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد کے برابر خلفاء ہوں گے۔

(بحارالانوار: ۳۶/۲۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۳؛ عوالم العلوم: ۳/۱۰۱)

(حدیث:۲)

ابو اسامہ سے روایت ہے، اس نے نقل کیا مجالد سے، اس نے شعبی سے اور اس نے مسروق سے روایت کیا ہے، اس کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس موجود تھے تو ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے نبی ﷺ نے کچھ بتایا کہ ان کے خلفاء تعداد میں کتنے ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! کیوں نہیں۔ تم سے پہلے کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ اور تم عمر میں یہاں موجود سب لوگوں سے بڑے ہو۔

میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد کے برابر خلفاء ہوں گے۔

(بحارالانوار: ۳۶/۲۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۳؛ عوالم العلوم: ۳/۱۰۱)

(حدیث:۳)

مسروق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمیں قرآن پڑھا رہے تھے تو ایک شخص نے سوال کیا: اے ابو عبد الرحمن! کیا آپ لوگوں نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا تھا کہ ان کے بعد اس اُمت کے کتنے خلیفے بنیں گے؟

اس پر انہوں نے کہا: (جب سے میں عراق آیا ہوں مجھ سے کسی نے بھی یہ سوال نہیں کیا۔) ہاں! ہم نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کی طرح ان کی تعداد بارہ ہوگی۔

(معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۲/۲۶۲؛ بحارالانوار: ۳۶/۲۳۳)

(حدیث:۴)

قیس بن عبد سے روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا اور پوچھا: کیا تم میں کوئی عبداللہ بن مسعودؓ نام کا شخص موجود ہے۔ تو لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر جناب عبداللہ نے اس سے کہا: اب تم میرے پاس آگئے ہو، بتاؤ کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میں آپؐ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپؐ نے اس کے متعلق رسول خدا ﷺ سے کچھ سنا ہے تو ہمیں بتایئے۔ کیا رسول خدا ﷺ نے تمہیں بتایا ہے کہ ان کے بعد کتنے خلیفے آئیں گے؟

انہوں نے کہا: جب سے میں عراق آیا ہوں کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا تو پہلا شخص ہے جو مجھ سے اس کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ بہر کیف رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد خلفاء بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔

(عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۲، معجم احادیث الامام المہدی: ۲/ ۲۹۴، بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۳)

(حدیث: ۵)

مسعود بن مستورد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا حماد بن زید نے، اس نے نقل کیا مجالد سے اور اس نے مسروق سے کہ ہم مغرب کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص نے ان سے سوال کیا: اے ابو عبدالرحمن! کیا آپؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس امت کے خلفاء کتنے ہوں گے؟

اس کے جواب میں انہوں نے کہا: جب سے میں عراق آیا ہوں اس سے قبل کسی نے بھی مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ بہر حال اب تو نے سوال کیا ہے تو میں تجھے بتاتا ہوں رسول خداؐ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تمہارے خلفاء بھی بنی اسرائیل کے نقباء کی مانند بارہ ہوں گے۔

(بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۳، معجم احادیث الامام المہدی: ۲/ ۲۹۳، عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۲)

حضرت انس بن مالک کی روایت

(حدیث: ۶)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا:

لن یزال ھذا الامر قائما الی اثنی عشر قیما من قریش

"یہ امر دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک اس کے قریش میں سے بارہ حاکم اور امور کو سنبھالنے والے نہ گزر جائیں۔"

(بحار الانوار: ۳۶/ ۲۸۱، عوالم العلوم: ۳/ ۱۳۶)

جابر بن سمرہ سوائی کی روایت

یہ سعد بن ابی وقاص کا بھانجا ہے۔

(حدیث: ۷)

عمرو بن خالد بن فروخ حرانی نقل کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے، اس نے نقل کیا اسود بن سعید ہمدانی سے، اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: اس امت کا امر اپنی حالت پر برقرار رہے گا اور یہ اپنے دشمن پر غلبہ پاتی رہے گی یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ جو کہ سب قریش سے ہوں گے۔ پھر جب رسول خداؐ اپنے گھر واپس پلٹے تو قریش کے چند وفد آپؐ کے پاس آئے اور پوچھا: اس کے بعد کیا ہوگا تو آپؐ نے فرمایا: فساد و غارت گری۔ (غیبت طوسی: ۹۳، تقریب المعارف، کتب صحاح)

ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے اس نے نقل کیا زیاد بن خیثمہ سے، اس نے ابن جریج سے، اس نے اسود بن سعید ہمدانی سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں: رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: آگے روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

(الخصال: ۲/ ۴۷۰، حدیث ۱۸، بحار الانوار: ۳۶/ ۲۸۱، عوالم العلوم: ۳/ ۱۳۶)

(حدیث: ۸)

عثمان بن ابی شیبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا جریر نے اس نے نقل کیا حصین بن عبدالرحمن سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے سنا رسول خداؐ ارشاد فرما رہے تھے: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سن سکا، پھر میں نے دوسرے لوگوں اور اپنے والد سے اس کے بارے

میں پوچھا۔ کیوں کہ وہ مجھ سے زیادہ رسول خدا ﷺ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر میرے والد نے کہا: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(حدیث:۹)

عثمان بن ابی شیبہ بیان کرتا ہے، وہ کہتا ہے: ہم سے بیان کیا حاتم بن اسماعیل نے، اس نے نقل کیا مہاجر بن مسمار سے، اس نے عامر بن سعد سے، وہ کہتا ہے: میں نے اپنے غلام نافع کو ایک خط کے ہمراہ جابر بن سمرہ کی طرف بھیجا۔ اس خط میں نے لکھا کہ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتاؤ جو تم نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہو۔ تو اس نے میرے خط کے جواب میں لکھا: جمعہ کی رات کہ جس دن اسلمی کو سنگسار کیا گیا، میں نے سنا، رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک کہ قیامت نہ آجائے یا لوگوں پر بارہ خلیفے حاکم نہ بن جائیں کہ جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ الی آخر الحدیث۔

عباد بن یعقوب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بھی حاتم بن اسمٰعیل نے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کے مثل روایت بیان کی۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابن ابی فدیک، اس نے نقل کیا ابن ابی ذئب سے، اس نے مہاجر بن مسمار سے، اس نے اپنی اسناد سے اسی کے مثل روایت بیان کی۔

(حدیث:۱۰)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ اپنی حالت پر برقرار رہے گا، یہاں تک کہ اس کے بارہ خلفاء بن جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے کوئی بات کہی جو میری سمجھ میں نہ آئی۔ جب میں نے اپنے والد سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ تمام

خلفاء قریش سے ہوں گے

(حدیث:۱۱)

جابر بن سمرہ سوائی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کے پاس موجود تھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپؐ نے آہستہ سے کہا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

(حدیث:۱۲)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپؐ نے کوئی بات کہی جو میری سمجھ میں نہ آئی۔ جب میں نے دوسرے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

(المعجم الکبیر: ۲ر۲۴۸؛ بحار الانوار: ۳۶ر۲۳۱؛ عوالم العلوم: ۳ر۱۱۶)

(حدیث:۱۳)

خلف بن ہشام بزاز کی حدیث میں ہے، وہ کہتا ہے: ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے، اس نے نقل کیا مجالد بن سعید سے، اس نے شعبی سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں: رسول خدا ﷺ نے عرفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قوی، محکم اور اپنے مدمقابل پر غالب رہے گا، اس کا ساتھ چھوڑنے والا یا اس کی مخالفت کرنے والا اسے کوئی نقصان نہ پہنچا پائے گا، یہاں تک کہ اس کے بارہ حاکم بن جائیں۔

جابر کہتے ہیں: پھر رسول خدا ﷺ نے لوگوں سے کوئی بات کی جو میں نہ سمجھ سکا۔ لہٰذا میں نے بعد میں اپنے والد سے کہا: ابا جان! آپ کو کچھ یاد ہے کہ جب رسول خدا کہہ رہے تھے: وہ سب۔۔۔ اس وقت آپؐ نے کیا کہا تھا؟ تو میرے والد نے مجھے بتایا کہ

آپ نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہوں گے۔ (عوالم العلوم: ۳/۱۰۶)

تفلیلی حرانی کی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا اسود بن سعید ہمدانی نے، انہوں نے نقل کیا جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں: رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس امت کا معاملہ ہمیشہ اپنی صحیح حالت پر برقرار رہے گا اور یہ اپنے دشمن پہ غالب آتی رہے گی حتی کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ پھر جب رسول خدا اپنے گھر واپس آئے تو قریش کے کچھ وفد آئے اور انہوں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا: فتنہ و غارت گری۔ (عوالم العلوم: ۳/۱۰۶)

(حدیث: ۱۴)

علی بن جعد کی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زہیر نے، اس نے نقل کیا زیاد بن علاقہ، سماک اور حصین سے، یہ سب جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ مگر ان میں سے حصین کی روایت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے کچھ کہا جو میں نہ سمجھ سکا۔

بعض محدثین نے ان کا یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد اور بروایت دیگر دوسرے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہوں گے۔ (عوالم: ۳/۱۰۷)

عمر بن خالد حرانی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: ہم سے بیان کیا زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا زیاد بن خیثمہ نے، انہوں نے نقل کیا اسود بن سعید ہمدانی سے اور انہوں نے جابر بن سمرہ سے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس اُمت کا معاملہ

اپنی حالت پر برقرار رہے گا اور یہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی، یہاں تک کہ اس میں بارہ خلفاء گزر جائیں۔

(حدیث: ۱۵)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا اور اس کا کوئی بھی دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اس کے بعد سات آپ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔ سو میں نے اپنے والد سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا: وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

(حدیث: ۱۶)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اس کے بعد آپ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔ سو میں نے اپنے والد سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا: وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

(حدیث: ۱۷)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا نے ہمارے سامنے یہ خطبہ دیا: یہ دین ہمیشہ غالب، سربلند، اور اپنے دشمن پر حاوی رہے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ حاکم گزر جائیں جو سب کے سب۔۔۔۔ اس دوران لوگوں نے ایک دوسرے سے باتیں کرنا شروع کر دیں اور میں نہ سمجھ پایا کہ آپ نے کیا کہا؟ چنانچہ میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! وہ سب کے سب۔۔۔۔ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے کیا کہا تھا؟ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (مسند امام احمد: ۵/۹۹)

﴿حدیث: ۱۸﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو میں نے سنا، آپؐ ارشاد فرما رہے تھے: یہ اُمت ہمیشہ اس دین پہ کاربند رہے گی، یہاں تک کہ اس میں بارہ امیر (یا فرمایا: بارہ خلفاء) گزر جائیں۔ اس دوران آپؐ کی ایک بات مجھ سے رہ گئی جسے میں نہ سمجھ سکا۔ اور میرے والد مجھ سے زیادہ رسول خداؐ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو میں نے اپنے والد سے پوچھا: وہ بات کیا تھی جو میں نہ سمجھ سکا۔ تو اُنہوں نے مجھے بتایا کہ اس وقت رسول خدا ﷺ کہہ رہے تھے: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ (بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۰؛ عوالم العلوم: ۳/ ۹۵)

﴿حدیث: ۱۹﴾

جابر بن سمرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا، رسول خدا ﷺ ارشاد فرما رہے تھے: ''میری اُمت میں بارہ امیر ہوں گے۔'' اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے کوئی بات کہی جو میں نہ سمجھ سکا۔ لہذا میں نے دوسرے لوگوں اور اپنے والد سے پوچھا۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ آپؐ کے قریب تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ آپؐ کہہ رہے تھے کہ وہ سارے امیر قریش سے ہوں گے۔

﴿حدیث: ۲۰﴾

عامر بن سعید سے روایت ہے کہ اس نے جابر بن سمرہ کی طرف خط لکھا کہ ہم سے وہ حدیث بیان کرو کہ جو تم نے رسول خدا ﷺ سے سنی ہے۔ تو جابر نے اس کے خط کے جواب میں لکھا: میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے سنا کہ یہ دین ہمیشہ اپنی حالت پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ خلیفے گزر جائیں۔ الخ

ابو جحیفہ کی روایت

﴿حدیث: ۲۱﴾

ابو جحیفہ سے روایت ہے، اُنہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا، آپؐ خطبہ دے رہے تھے، اور میرے چچا آپؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کا معاملہ ہمیشہ دُرست رہے گا، یہاں تک کہ اس پر بارہ خلیفے گزر جائیں اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔

سمرہ بن جندب کی روایت

سمرہ بن جندب نے رسول خدا ﷺ سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے کہ جیسی حضرت انس نے نقل کی تھی۔ جیسا کہ اس کا ذکر ہم نے سطور بالا میں کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ اس روایت کو عبدالسلام بن ہاشم بزاز نے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا سجائع کے غلام عبداللہ بن ابی اُمیہ نے، اُنہوں نے نقل کیا یزید رقاشی سے، اور اُنہوں نے انس بن مالک سے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ اس پر بارہ خلفاء گزر جائیں۔ اور وہ سارے قریش سے ہوں گے۔ الخ

عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت

﴿حدیث: ۲۲﴾

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت نقل ہوئی ہے کہ بالتحقیق خدائے عزوجل کی کتاب میں ہے کہ لوگوں پر بارہ حاکم آئیں گے۔

﴿حدیث: ۲۳﴾

ربیعہ بن سیف سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم شفی الاصبحی کے پاس موجود تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو بن عاص یہ کہہ رہے تھے: میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ

ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے

﴿حدیث: ۲۴﴾

ابن ابی خیثمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عفان اور یحیٰ بن اسحاق سیلحینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن عثمان نے، انہوں نے نقل کیا ابوطفیل سے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن عمرو نے مجھ سے کہا: اے ابوطفیل! بنی کعب بن لوی سے بارہ امیروں کو شمار کرو۔ اس کے بعد بہت زیادہ جنگ وجدال اور قتل وغارت گری ہوگی۔

(بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۷؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۸؛ غیبت طوسی: ۹۳)

اہل سنت کے طرق سے اس معنی کی روایات بہت زیادہ ہیں۔ جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ خلفاء کا ذکر کیا ہے۔

✿✿✿✿

باب نمبر 7

امام میں شک کرنا، یا عدم معرفت یا خدا کے منتخب کردہ امام کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو امام ماننا

﴿حدیث: ۱﴾

ہم سے بیان کیا احمد بن نصر بن ہوذہ باہلی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابراہیم بن اسحاق نہاوندی نے نہاوند میں ۲۷۳ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن حماد انصاری نے ۲۲۹ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا یحیٰ بن عبداللہؒ نے، وہ کہتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے یحیٰ! جو شخص اس حال میں رات گزارے کہ اسے اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ ہو تو وہ جہالت کی موت مرا۔

(بحارالانوار: ۲۳/ ۷۸)

﴿حدیث: ۲﴾

ہم سے بیان کیا ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن مفضل بن ابراہیم اشعری، سعدان بن اسحاق بن سعید، احمد بن حسین بن عبد الملک اور محمد بن احمد بن حسن قطوانی نے، وہ سب کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حسن بن محبوب زراد نے، انہوں نے نقل کیا علی بن رئاب سے اور انہوں نے جناب محمد بن مسلم ثقفیؒ سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا کی عبادت کو دین کا حصہ سمجھے اور اس میں بہت زیادہ محنت و

ریاضت کرے، مگر اس کا کوئی امام نہ ہوں تو اس کی ساری عبادتیں بے کار اور ناقابلِ قبول ہوں گی، وہ گمراہ، اور حیران و پریشان ہوگا، خدا اس کے اعمال کو ناپسند کرے گا۔ اس کی مثال اس بکری کی سی ہے جو اپنے نگہبان یا باقی ریوڑ سے الگ ہو جائے اور جاتے یا آتے راستے سے بھٹک جائے اور سارا دن حیرت کا شکار رہے۔ پھر جب رات ہو اور اسے بکریوں کا کوئی ریوڑ دکھائی دے جس کا نگہبان بھی ساتھ ہو۔ اور فریب خوردہ اس ریوڑ کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ وہ اپنی رات اسی ریوڑ کے ساتھ اس کے باڑے میں گزارے۔

پھر جب صبح ہو اور ریوڑ کا نگہبان اپنے ریوڑ کو چرانے کے لیے لے جانے لگے تو وہ دیکھے کہ یہ ریوڑ اور نگہبان تو میرا نہیں۔ اور حیرانی و پریشانی کے عالم میں وہاں سے بھاگ کھڑی ہو اور اپنے ریوڑ اور مالک کو ڈھونڈنے لگ جائے۔ پھر اسے ایک اور ریوڑ دکھائی دے جو اپنے مالک کی نگرانی میں آرہی ہوں۔ چنانچہ وہ بھاگ کر ان کے پاس جاتی ہے مگر وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ریوڑ اور نگہبان بھی اس کا نہیں۔ اور وہ دھوکا کھا گئی ہے۔ جب اس ریوڑ کا نگہبان دیکھتا ہے تو چلاتا ہے کہ تم نے اپنا ریوڑ گم کر دیا ہے، جاؤ اپنے ریوڑ اور مالک کو ڈھونڈو۔ تو وہ ان سے بھی دور بھاگ جاتی ہے اور حیران سرگرداں رہتی ہے۔ اس کا نگہبان نہیں ہوتا جو اسے چراگاہ لے جائے یا اپنے باڑے کی طرف پلٹا دے۔ وہ اسی طرح بھٹکتی رہتی ہے، اور بالآخر بھیڑیا آ کر اسے اپنا لقمہ بنا لیتا ہے۔

اللہ کی قسم! اے ابن مسلمؓ، بالکل اسی طرح اس اُمت کا بھی جو فرد امام کے بغیر ہو حیرت و پریشانی اور ضلالت و گمراہی کا شکار ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی حالت پر مر جائے تو کفر و نفاق کی موت مرتا ہے۔ اے محمدؓ! جان لو کہ آئمہ حق اور ان کی پیروی کرنے والے ہی خدا کے دین پر ہیں۔ اور آئمہ جور خدا کے دین اور حق سے جدا ہیں۔ ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہوتے

ہیں جسے تیز آندھی والے دن ہوا اپنے ساتھ اڑا لے جاتی ہے۔ وہ جو کچھ کماتے ہیں اس پر ذرا اختیار نہیں رکھتے۔ اور پرلے درجے کی گمراہی ہے۔ [1] (بحار الانوار: ۲۳ / ۸۶)

ہم سے بیان کیا علی بن احمد نے انہوں نقل کیا عبید اللہ بن موسیٰ سے، انہوں نے محمد بن احمد قلانسی سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے عبداللہ بن بکیر، جمیل بن دراج سے، انہوں نے جناب محمد بن مسلم سے، اور انہوں نے امام محمد باقرؑ سے۔ آگے روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ (بحار الانوار: ۲۳ / ۸۷)

(حدیث: ۳)

پہلی سند کے ساتھ حسن بن محبوب سے مروی ہے، انہوں نے ابو ایوب خراز سے، انہوں نے محمد بن مسلمؓ سے روایت بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سرکار باقرؑ سے سوال کیا کہ آپ کے مطابق اس شخص کا حال کیا ہے جو آپ آئمہ اہل بیتؑ میں سے کسی امام کا انکار کرے؟ امام نے جواب دیا: جو شخص خدا کی طرف مقرر کردہ کسی امام" کا انکار کرے اور اس سے اور اس کے دین سے لاتعلق رہے تو ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔ کیونکہ امام خدا کی طرف سے ہوتا اور دین بھی خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ تو جو شخص خدا کے دین سے لاتعلقی ظاہر کرے اس حالت میں اس کا خون مباح ہے، مگر یہ کہ وہ دوبارہ حق کی طرف پلٹ آئے اور اپنے کہی ہوئی بات سے خدا کے حضور توبہ کرے۔ (بحار: ۲۳ / ۸۹)

(حدیث: ۴)

حمران بن اعینؓ سے روایت نقل ہوئی، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے آئمہ طاہرینؑ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جس نے کسی زندہ امام کا انکار کیا اس نے گویا دنیا سے پردہ فرمانے والے تمام آئمہ کا انکار کیا۔ (بحار الانوار: ۲۳ / ۹۶)

---

[1] سورہ ابراہیم کی آیت ۱۸ میں بھی بعینہٖ یہی تعبیر وارد ہوئی ہے۔

﴿حدیث:۵﴾

ابن مسکان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام صادقؑ سے آئمہ طاہرینؑ کی بابت سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جو شخص کسی زندہ امام کا انکار کرے اس نے گویا دنیا سے جانے والے تمام اماموں کا انکار کیا۔ (بحارالانوار: ۲۳/ ۹۵)

﴿حدیث:۶﴾

معاویہ بن وہب سے روایت کی گئی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی زبان مبارک سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حال میں مرے کہ اسے اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ ہو تو وہ گویا جہالت کی موت مرا۔

﴿حدیث:۷﴾

ابو نصر بزنطی سے روایت ہے، انہوں نے اس فرمان الٰہی: وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ [1] کے بارے میں امام علی رضاؑ سے نقل کیا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہاں اس شخص کا ذکر ہے کہ جو آئمہ ہدیٰ میں سے کسی امامؑ (کی ہدایت) کے بغیر اپنا دین رائے وقیاس سے اخذ کرے۔ (بحارالانوار: ۲۳/ ۷۸، حدیث: ۱۰)

﴿حدیث:۸﴾

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے مقررہ منصوص امام کے ساتھ کسی ایسے امام کو شریک بنائے جو خدا کا منصوص و مقرر کردہ نہ ہو تو وہ خدا کا شریک بنانے والا قرار پائے گا۔ (بحارالانوار: ۲۳/ ۷۸، حدیث: ۱۱)

﴿حدیث:۹﴾

جناب محمد بن مسلمؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ کی

[1] سورہ قصص: آیت ۵۰۔

خدمت میں عرض کی: ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ بس تم آخری امامؑ کی معرفت حاصل کرو۔ پھر تمہیں پہلے آئمہؑ کی معرفت نہ بھی ہو تو تمہارا کچھ نہیں جائے گا؟ یہ سن کر امام عالی مقامؑ نے ارشاد فرمایا: خدا اس پر لعنت کرے، میں ایسے شخص سے نفرت کرتا ہوں اور میرے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں۔ کیا بھلا پہلے آئمہؑ کی معرفت حاصل کیے بغیر آخری امامؑ کو پہچانا جا سکتا ہے؟! (بحارالانوار: ۳۶/ ۹۸)

﴿حدیث:۱۰﴾

محمد بن منصورؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس فرمان الٰہی: وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ ۖ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ [2] کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے مجھ سے کہا: کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ خدا نے اسے زنا، بدکاری، شراب نوشی یا کسی اور حرام کام کا حکم دیا ہے؟!

میں نے عرض کی: نہیں تو۔

امامؑ نے فرمایا: تو کچھ سمجھ میں آیا کہ وہ کون سی فاحشہ ہے جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں خدا نے اس کا حکم دیا ہے؟!

میں نے کہا: خدا اور اس کا ولی ہی بہتر جانتے ہیں۔

تب امامؑ نے فرمایا: یہ آیت آئمہ جور کے ساتھیوں کے بارے میں ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ خدا نے انہیں بعض لوگوں کو اپنا امام ماننے کا حکم دیا ہے، حالانکہ خدا نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا۔ اس لیے خدا نے یہاں ان کی بات کو رد کیا اور انہیں خبر دی کہ وہ اس پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ پھر اس نے ان کے اس

عمل کو فحاشی کا نام دیا۔[1]

(حدیث:۱۱)

محمد بن منصور سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اس فرمان الٰہی کی تفسیر کیا ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ؟

تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس میں قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ لہٰذا خدا نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ بظاہر تو ویسے ہیں جیسے قرآن میں ذکر ہوئیں۔ لیکن باطن میں ان سے آئمہ جور ہیں۔ اسی طرح اس نے جو چیزیں حلال بیان کی ہیں، وہ بھی بظاہر اسی طرح ہیں جیسے ان کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن باطن میں ان سے مراد آئمہ حقؑ ہیں۔ (بحارالانوار: ۲۴ر۱۸۹)

(حدیث:۱۲)

حضرت جابر جعفیؒ سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمان خدا: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ فلاں وفلاں کے ماننے والے ہیں۔ انہوں نے خدا کے بنائے ہوئے امام کو چھوڑ ان لوگوں کو اپنا امام بنایا۔ اسی لیے خدا ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ

[1] محولہ بالا آیت سورہ اعراف سے ہے۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے: اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں (تو) کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی (طریقہ) پر پایا اور اللہ نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے۔ فرما دیجئے کہ اللہ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ (کی ذات) پر وہ باتیں کرتے ہو جو تم خود (بھی) نہیں جانتے۔ (۲۸)

جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ
الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝
وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا
مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ
بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝

"اور اگر یہ ظالم لوگ اس وقت کو دیکھ لیں جب (اُخروی) عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے ہوگا (تو جان لیں) کہ ساری قوتوں کا مالک اللہ ہے اور بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (اور) جب وہ (پیشوایان کفر) جن کی پیروی کی گئی اپنے پیروکاروں سے بے زار ہوں گے اور (وہ سب اللہ کا) عذاب دیکھ لیں گے اور سارے اسباب ان سے منقطع ہو جائیں گے۔ اور (یہ بے زاری دیکھ کر شرک) پیروکار کہیں گے: کاش! ہمیں (دنیا میں جانے کا) ایک موقع مل جائے تو ہم (بھی) ان سے بے زاری ظاہر کر دیں جیسے انہوں نے (آج) ہم سے بے زاری ظاہر کی ہے، یوں اللہ انہیں ان کے اپنے اعمال انہی پر حسرت بنا کر دکھائے گا، اور وہ (کسی صورت بھی) دوزخ سے نکلنے نہ پائیں گے۔" (سورۃ بقرہ)

پھر امامؑ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اے جابر! خدا کی قسم! یہ آئمہ ظلم اور ان کے ماننے والے ہیں (جن کا ذکر آیات میں ہوا ہے۔) (بحارالانوار: ۳۳ر۳۵۹)

(حدیث:۱۳)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میں اسلام میں ہر اس رعیت کو عذاب دوں گا جو کسی ایسے ظالم امامؑ کی ولایت کو اپنے دین کا حصہ مانے جو خدا کی طرف سے نہ ہو۔ خواہ وہ رعایا اچھے اور نیک اعمال ہی کیوں نہ انجام دیتی ہو

۔اور میں ہر اس رعایا کو ضرور معاف کروں گا جو خدا کی طرف سے مقرر کردہ عادل امام کی ولایت پر کاربند ہے۔ خواہ وہ گناہ گار و خطا کار ہو۔ (بحار الانوار: ۶۷/ ۹۳)

﴿حدیث: ۱۴﴾

عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: میں لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھے ایسے لوگوں سے مل کر بڑی حیرت ہوتی ہے، جو آپ آل محمدؐ کی ولایت نہیں رکھتے ہیں، بلکہ فلاں وفلاں کی ولایت رکھتے ہیں۔ لیکن (میری ان سے محبت کی وجہ یہ ہے کہ) اُن میں امانت داری، راست گفتاری، اور وفاداری جیسی صفات موجود ہیں۔ مگر جو لوگ آپؑ کی ولاء رکھتے ہیں ان میں امانت، وفاداری اور سچ بولنے والی صفات موجود نہیں۔ (اسی وجہ سے میں ان پر کڑھتا ہوں)

یہ سن کر امامؑ سیدھے ہو کر بیٹھے اور غصے کی نگاہ سے میری طرف دیکھا۔ اس کے بعد فرمایا: جو کسی ظالم امام کی ولایت کا قائل ہو جو خدا کا مقرر کردہ نہ ہو اس کا کوئی دین نہیں، اور جو شخص خدا کی جانب سے مقرر کردہ عادل امام کی ولایت کا عقیدہ رکھے اس پر کوئی عتاب نہیں۔

عبداللہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ مولا کیا واقعی اُن کا کوئی دین نہیں اور ان پر کچھ عتاب نہیں؟!

امام نے فرمایا: جی ہاں اُن لوگوں کا کوئی دین نہیں اور ان لوگوں پر کچھ عتاب نہیں۔ کیا تم نے یہ فرمان الٰہی نہیں سنا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ یعنی خدا انہیں امام عادل کے ساتھ محبت و ولایت رکھنے کے سبب گناہوں کی تاریکی سے نکال کر توبہ و مغفرت کے نور کی طرف لے جائے گا۔

اس کے بعد فرمایا: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔـھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ بتاؤ کافر کے لیے کون سا نور ہوتا ہے جس سے اس کو نکالا جا

ہے؟ خدا کی اس سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے وہ پہلے اسلام کے نور میں تھے لیکن جب انہوں نے ہر ظالم امام کے ساتھ محبت و ولا رکھی جو خدا کی طرف مقرر کردہ نہ تھا تو ان کی ولایت کے سبب انہیں اسلام کے نور سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں جھونک دیا گیا۔ پھر اللہ کافروں کے ساتھ ان پر بھی جہنم واجب کردی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿﴾ (بحارالانوار: ۲۳/ ۳۲۲، ۶۸/ ۱۰۳)

﴿حدیث: ۱۵﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا اس بات سے ہرگز نہیں کہ شرماتا کہ وہ کسی جماعت پر عذاب نازل کردے کہ جو ایسے امام کی معتقد ہو جو خدا کی طرف مقرر کردہ نہ ہو، اگرچہ وہ اعمال کے اعتبار سے بہت نیک اور پاک ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک خدا اس جماعت پر عذاب نازل کرنے سے شرم نہیں کرتا کہ جو اس کی طرف سے مقرر کردہ امام کی معتقد ہو اگرچہ وہ اعمال کے اعتبار سے گناہ گار و خطا کار ہی کیوں نہ ہو۔ (بحارالانوار: ۶۸/ ۱۱۳)

﴿حدیث: ۱۶﴾

عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص آپ اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے، آپؑ کے دشمن سے اظہار لاتعلقی کرتا ہے، آپ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ امر امامت و ولایت آپ خاندان اہل بیتؑ میں ہی ہے، اس سے باہر نہیں۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ آئمہ نے آپس میں اختلاف کیا حالانکہ وہ قیادت کرنے والے آئمہ ہیں۔ لیکن جب وہ کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اسے معین کردیں تو ہم بھی اسے مان لیں گے۔

یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اگر یہ شخص مر جائے تو اس کی موت جاہلیت پر ہوگی۔

(بحارالانوار: ۲۳/ ۷۹)

﴿حدیث:۱۷﴾

جناب سلمہ بن مہرانؒ سے روایت نقل ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کی خدمت میں عرض کی: ایک شخص مولا امیر المومنینؑ کی محبت وولایت کا عقیدہ رکھتا ہے ان کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی تمام عقائد حقہ کو مانتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کا قائل ہے کہ آئمہ نے آپس میں اختلاف کیا، حالانکہ وہ امام اور قائد ہیں۔ لہٰذا اب میں نہیں جانتا کہ ان میں امام کون ہے؟ چنانچہ وہ سب مل کر کسی ایک فرد پر اتفاق کرلیں تو میں اس کے حکم پر چلنے لگ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس کے لائق فقط وہی ہیں۔

اس کے جواب میں امام معصومؑ نے فرمایا: اگر یہ شخص اس حالت میں دنیا سے چلا جائے تو اس کی موت زمانہ جاہلیت والی ہوگی۔ پھر فرمایا: بے شک قرآن کی ایک تاویل ہے جو اس طرح چلتی ہے جیسے دن ورات چلتے ہیں۔ تو جب کسی چیز کی تاویل آتی ہے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان میں کچھ ایسی ہیں کہ ان کی تاویل ظاہر ہو چکی ہے کچھ کی ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ (مصدر سابق: حدیث: ۱۳)

﴿حدیث:۱۸﴾

ہم سے بیان کیا سلامہ بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد ابن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن حسین بن بابویہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا سعد بن عبد اللہ نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے، انہوں نے نقل کیا مفضل بن زائدہ سے، اور انہوں نے جناب مفضل بن عمرؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

من دان بغير سماع من عالم صادق الزمه الله التيه من العناء. و من ادعى سماعا من غير الباب الذى فتحه الله لخلقه فهو مشرك به. و ذلك الباب هو الامين المأمون على

سر الله المكنون.

"جو عالم صادق سے سنے بغیر کسی چیز کو اپنا دین بنالے تو خدا اس پر گمراہی سے سختی تک تمام امور لازم کر دے گا۔ اور جو شخص اس دروازے کے علاوہ کہیں سے سننے کا دعویٰ کرے جسے خدا نے اپنی مخلوق کے لیے کھولا ہے، تو وہ اس کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ اور وہ باب امین مامون علی بن ابی طالبؑ ہیں جو خدا کا ایک مخفی راز ہیں۔"

ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلینی نے، انہوں نے نقل کیا کسی راوی سے، انہوں نے عبد العظیم بن عبد اللہ حسنی سے، انہوں نے مالک بن عامر سے، انہوں نے مفضل بن زائدہ سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے، وہ کہتے ہیں: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو کسی غیر صادق عالم سے سنی ہوئی بات کو اپنے دین کا حصہ بنالے۔۔۔ آگے پوری روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ (عوالم العلوم: ۳/ ۱۰۲)

﴿حدیث:۱۹﴾

حمران بن اعینؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا جو امیر المومنینؑ کے محبت وولایت رکھتا ہے، ان کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی تمام عقائد حقہ کو مانتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کا قائل ہے کہ ائمہ نے آپس میں اختلاف کیا، حالانکہ وہ امام اور قائد ہیں۔ لہٰذا اب میں نہیں جانتا کہ ان میں کون امام ہے؟ چنانچہ وہ سب مل کر کسی ایک فرد پر اتفاق کرلیں تو میں اس کے حکم پر چلنے لگ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ خدا ان پر رحم کرے! یہ امر انہی میں ہے۔
تو امامؑ نے فرمایا: اگر وہ شخص اس حالت پر مر جائے تو اس کی موت جہالت کی ہوگی۔
علی بن سیف سے روایت ہے، انہوں نے اپنے بھائی حسین سے نقل کیا ہے، انہوں نے معاذ بن مسلم اور انہوں نے بھی امام صادقؑ سے اسی کے مثل روایت نقل کی

ہے۔ (بحار الانوار: ۲۳/۸۰)

پس موالیانِ اہلِ بیتؑ کو ان روایاتِ معصومینؑ میں خوب غور و فکر کرنی چاہیے اور انہوں نے آئمہ میں سے کسی ایک امام میں بھی شک کرنے والے اور اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر رات بسر کرنے والے کے بارے میں بیان کیں اور اسے کافر، منافق اور مشرک کہا۔ اور بتایا کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ اس طرح ایک حدیث میں ارشاد کیا کہ جو زندہ آئمہ میں سے کسی کا انکار کرے تو اس نے سابقہ آئمہ کا بھی انکار کر دیا۔

اب انسان کو اس بات کی طرف مکمل طور پر متوجہ رہنا چاہیے کہ وہ اپنا امام کس کو مان رہا ہے؟ تا کہ باطل کی ظاہری خوب صورتی اسے اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسا نہ لے۔ اور وہ راہِ حق سے منحرف نہ ہو جائے۔ انسان کو یہ شعور ہونا چاہیے کہ کس کی پیروی کر رہا ہے اور اپنے اور خدا کے مابین کس کو واسطہ بنا رہا ہے؟ خدا ہمیں اور تمام اہلِ ایمان کو حق سے دوری اور ہدایت سے محرومیت سے اپنی امان میں رکھے۔ (آمین!)

باب نمبر 8

زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی

(حدیث:۱)

حضرت کمیل بن زیاد سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن امیر المومنین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے صحرا کی طرف لے گئے۔ جب آپ ایک بیابان جگہ پر پہنچے تو ٹھنڈی سانس لی اور کافی دیر کلام کیا، اس کے آخر میں آپ نے فرمایا: ہاں! اے خدا، بے شک زمین کی ایسی حجت کے وجود سے ہرگز خالی نہیں رہ سکتی کہ جو اس پر اس کی حجت (یعنی دین و شریعت) کو قائم کرنے والی ہو۔ چاہے ظاہر و معلوم ہو یا خائف و مغمور ہو۔ تا کہ اس کے پورے کلام میں اس کی حجتیں اور براہین باطل نہ ہوں۔ (معجم احادیث المہدی: ۳/۶۸)

امیر المومنین علیہ السلام کے اس کلام میں وضاحت موجود ہے کہ حجت خدا یا تو ظاہر معلوم ہوتی ہے۔ یعنی اس کی شخصیت اور مقام مشخص ہوتا ہے۔ یا خائف مستور ہوتی ہے۔ یعنی اس کی شخصیت اور مقام غائب ہوتا ہے اور کسی کو اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی۔

(حدیث:۲)

ابو اسحاق سبیعی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مولا امیر المومنین علیہ السلام کے ایک معتبر صحابی کی زبان سے سنا ہے کہ آپ نے کوفہ میں اپنے ایک طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اللهم لا بد من حجج فی ارضك حجة بعد حجة علی خلقك يهدونهم الی دينك، و يعلمونهم علمك لكيلا يتفرق اتباع

اولیائك ظاهر غیر مطاع. او مكتتم خائف یترقب. ان غاب عن الناس شخصهم فی حال هدنتهم فی دولة الباطل فلن یغیب عنهم مبثوث علمهم و آدابهم فی قلوب المؤمنین مثبتة، و هم بها عاملون، یأنسون بما یستوحش منه المكذبون، و یأباه المسرفون بالله. كلام یكال بلا ثمن لو كان من یسمعه بعقله فیعرفه و یؤمن به و یتبعه، و ینهج نهجه فیفلح به؛ ثم یقول: فمن هذا؟ و لهذا یأرز العلم اذلم یوجد حملة یحفظونه و یؤدونه كما یسمعون من العالم.

"اے اللہ! تیری زمین پر ایک ایک کر کے حجتوں کا آنا ضروری ہے جو تیری مخلوق کو دین کی طرف ہدایت دیں اور انہیں تیرا علم سکھائیں۔ تاکہ تیرے اولیاء کے ماننے والوں میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔ چاہے وہ ظاہر اور اس کی اطاعت نہ جائے یا مخفی و پوشیدہ ہو اور خطرات میں گھری ہوئی ہوں۔ اگر وہ باطل کی حکومت میں امن کے حالات میں ظاہری طور پر غائب بھی رہے تو ان کے پھیلائے ہوئے علوم و آداب اہل ایمان کے دلوں میں ثابت و محکم ہوتے ہیں۔ وہ ان تعلیمات و آداب پر عمل کرتے ہیں اور ان سے مانوس ہوتے ہیں جبکہ جھٹلانے والے ان سے وحشت محسوس کرتے ہیں اور خدا کے حق میں کوتاہی کرنے والے ان کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کلام ہوتا ہے جسے بغیر کسی قیمت کے تولا جاتا ہے۔ اگر سننے والے میں عقل ہو وہ اسے سن کر سمجھے اس پر ایمان لائے، اس کی اتباع کرے اور اس کی روشنی میں ایسی راہ پر چل پڑے کہ جو اسے کامیابی کی طرف لے جائے۔ اس کے بعد وہ پوچھے کہ یہ شخص کون ہے؟ (جس کا کلام یہ ہے۔) یہی وجہ ہے کہ جب وہ لوگ موجود نہ ہیں کہ جو علم کو حاصل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرتے ہوں اور جیسے عالم سے سنا ہو ویسے ہی آگے منتقل کرتے ہوں تو علم اُٹھ جاتا ہے۔"

اس کے بعد امامؑ نے ایک طویل کلام کیا اور آخر میں ارشاد فرمایا:

اللهم و انی لاعلم ان العلم لا یأرز كله، و لا ینقطع مواده، فانك لا تخلی ارضك من حجة علی خلقك اما ظاهر مطاع، أو خائف مغمور لیس بمطاع، لكی لا تبطل حجتك و یضل أولیاؤك بعد هدیتهم.

"اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ علم پورے کا پورا نہیں اُٹھتا اور نہ اس کا ذخیرہ ختم ہوتا ہے۔ بے شک تو اپنی زمین کو کسی حجت (ہادی) کے وجود سے خالی نہیں کرے گا۔ چاہے وہ ظاہر ہو اور اس کی اطاعت کی جائے۔ یا خائف و مستور ہو اور بظاہر اس کی اطاعت نہ کی جائے۔ یہ اس لیے تاکہ تیری حجت (دین و شریعت) باطل نہ ہو۔ اور تیرے ساتھی گمراہی سے بچے رہیں۔ بعد اس کے کہ وہ ان کی ہدایت کر چکا ہو۔"

ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کی علی بن محمد نے، انہوں نے نقل سہل بن زیاد سے، وہ کہتے ہیں: محمد بن یحیی اور دوسروں نے، انہوں نے نقل کیا احمد بن محمد سے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم نے، ان سب نے اس کے والد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے ہشام بن سالم، اس نے ابوحمزہ ثمالی سے، اس نے ابواسحاق سبیعی سے، اس نے امیر المومنینؑ کے ایک معتبر صحابی سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما کر یہ خطبہ دیا: یہ وہی روایت ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

(بحار الانوار: ۲۳/ ۵۴؛ معجم احادیث المہدی ۳/ ۶۸)

(حدیث: ۳)

اسحاق بن عمار سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک یہ زمین خالی نہیں رہے گی، مگر یہ کہ اس میں کوئی عالم موجود ہو گا، تاکہ اہل ایمان زیادہ بہتر طریقے سے کافروں کی طرف سے ڈالے جانے والے شکوک و شبہات کا رد کر سکیں۔ اور ان میں کسی چیز کی کمی ہو تو وہ اس کو پورا کر دے۔

(بصائر الدرجات: ۳۳۲؛ الکافی: ۱/ ۱۷۸؛ کمال الدین: ۲۲۱؛ علل الشرائع: ۲۲۰)

﴿حدیث:۴﴾

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ زمین میں خدا کی کوئی نہ کوئی ایسی حجت ضرور موجود ہوتی ہے جو اس کے حلال وحرام کو پہچانتی ہے۔ اور لوگوں کو راہ خدا کی طرف دعوت دیتی ہے۔ (المحاسن:۲۳۶؛بصائرالدرجات:۴۸۴؛الکافی:۱/۱۷۸)

﴿حدیث:۵﴾

حسین بن ابی العلاء سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ تو فرمایا:نہیں۔

(بصائر:۴۸۵؛الکافی:۱/۱۷۸؛الامامہ والتبصرہ:۳۷؛کمال الدین:۲۲۳)

﴿حدیث:۶﴾

حضرت ابو بصیرؓ سے روایت ہے، انہوں نے سرکار صادقؑ سے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک خدا نے کبھی بھی زمین کو عالم (یعنی امام وحجت) سے خالی نہیں چھوڑا، اگر وہ نہ ہو تو حق وباطل میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ (اصول کافی:۱/۱۷۸؛بحارالانوار:۲۳/۳۶)

﴿حدیث:۷﴾

حضرت ابو حمزہ ثمالی رضوان اللہ علیہ سے مروی ہے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب سے حضرت آدمؑ کی وفات ہوئی خدا نے زمین کو کسی ایسے امام کے وجود سے خالی نہیں چھوڑا جس کے ذریعے خدا کی طرف راہنمائی ملے۔ وہ بندگان خدا پر اس کی حجت ہوتا ہے۔ یہ زمین امام کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی کہ جو بندوں پر خدا کی حجت ہوتا ہے۔ (بصائر:۴۸۵؛کافی:۱/۱۷۸؛علل الشرائع:
۱۹۸؛بحار:۲۳/۲۲؛الامامہ والتبصرہ:۲۹)

﴿حدیث:۸﴾

حضرت ابو حمزہ ثمالیؓ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: اگر زمین امام کے بغیر ہو تو نیچے دھنس جائے۔ (حوالہ جات سابقہ)

﴿حدیث:۹﴾

محمد بن فضیل سے روایت ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا:نہیں۔ میں نے عرض کی: بلاشبہ ہم نے امام صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امامؑ کے وجود کے بغیر زمین باقی نہیں رہ سکتی اور اپنے رہنے والوں سمیت نیچے دھنس جائے۔ یا فرمایا: بندوں سے سمیت دھنس جائے۔ تو سرکار رضاؑ نے بھی فرمایا: (ہاں یہ بات حق ہے کہ) زمین امامؑ کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ بصورت دیگر یہ نیچے دھنس جائے گی۔

(بحارالانوار:۲۳/۳۳؛معجم احادیث مہدی:۳/۱۷۷)

﴿حدیث:۱۰﴾

ابو ہراسہ سے روایت نقل ہوئی ہے، اس نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اگر امام کو زمین سے ایک لمحے کے لیے بھی اٹھا لیا تو یہ اپنے اہل سمیت دھنس جائے گی۔ اور اس طرح موجیں کھائے گی جیسے سمندر اپنے اندر موجود تمام مخلوقات کے ساتھ موجیں کھاتا ہے۔ (بصائر:۴۸۸؛کافی:۱/۱۷۹؛بحار:۲۳/۲۸؛دلائل الامامہ:۲۳۰)

﴿حدیث:۱۱﴾

وشاء سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا:نہیں۔ میں نے کہا: ہم نے روایت کیا ہے کہ یہ کبھی بھی امامؑ کے وجود سے خالی نہیں رہے گی۔ ورنہ خدا اسے بندوں سمیت نیچے دھنسا دے گا۔ اس پر امامؑ نے بھی فرمایا: ہاں بالکل ایسا امامؑ کے وجود کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی، اگر رہ جائے تو دھنس جائے گی۔ (بصائرالدرجات:۴۹۸؛بحارالانوار:۲۳/۲۸)

باب نمبر 9

اگر زمین میں صرف دو بندے ہی ہوں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا

﴿حدیث:۱﴾

ابو عمارہ حمزہ بن طیار سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ اگر زمین میں صرف دو بندے رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا۔ (الکافی: ۱/ ۱۸۰)

﴿حدیث:۲﴾

اسی راوی نے انہی امام سے نقل کیا ہے کہ اگر زمین میں فقط دو افراد باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی پر حجت ہوگا۔

شیخ کلینی نے محمد بن حسن سے اس نے سہل بن زیاد سے اس نے محمد بن عیسیٰ سے بھی اسی کے مثل روایت نقل کی ہے۔ (اصول کافی: ۱/ ۱۸۹؛ اثبات الہداۃ: ۱/ ۷۹؛ بحار: ۲۳/ ۵۲)

﴿حدیث:۳﴾

کرام سے نقل ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر (اس دنیا میں) صرف دو ہی افراد ہوں تو ان میں سے ایک امام ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا: سب سے آخر میں جس کی وفات ہوگی وہ امام ہوگا۔ یہ اس لیے تاکہ کوئی شخص بارگاہ خدا میں یہ عذر نہ کر سکے کہ اس نے اسے اپنی حجت کے بغیر چھوڑ دیا تھا۔ (الکافی: ۱/ ۱۸۰؛ علل الشرائع: ۱۹۶؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۱؛ ۵/ ۱۱۳)

﴿حدیث:۴﴾

حمزہ بن طیار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے: اگر زمین میں صرف دو افراد ہی باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت ہوگا۔ (یا فرمایا: دوسرا حجت ہوگا۔) یہاں روای کا شبہ ہے۔ (بہرکیف مطلب ایک ہی بنتا ہے۔) (اصول کافی: ۱/ ۱۸۰)

﴿حدیث:۵﴾

یونس بن یعقوب سے مروی ہے کہ صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: اگر پوری زمین میں صرف دو ہی بندے ہوتے تو ان میں سے ایک امام ہوتا۔ (الکافی: ۱/ ۱۸۰؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۵۲)

✿✿✿✿

ہیں اس کی شخص کو اس وقت تک قتل نہیں مانتے جب تک کہ اس کے لیے کوئی اشارہ کیا
جائے۔ امیر المومنینؑ نے کوفے کے منبر پر خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا تھا:
[illegible] اولاد [illegible] امیر المومنینؑ [illegible] پیچھے سر اٹھائیں گے۔ جو بہت ہی
[illegible] تمہارے پیچھے ہیں ایک اور گروہ کرنے والے [illegible] ان سے صرف وہی لوگ نجات پائیں گے جو
[illegible] پرہیزگاری کرنے والے ہوں گے [illegible]
نومہ (گمنام) ہیں۔ ظاہر میں [illegible] نہ جانے والے اور برے طریقے سے ان سے بچاؤ کا سامان
کرنے والے ہوں گے۔

پوچھا گیا: یا امیر المومنینؑ! یہ نومہ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: نومہ اس شخص کو کہا
جاتا ہے جو لوگوں کو پہچانتا ہو مگر لوگ اس سے بے خبر ہوں۔

[illegible] زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی۔ البتہ ایسا ہوتا ہے خداوند
عالم [illegible] ظلم و جور اور اس کی اپنے آپ کے ساتھ زیادتی کی وجہ سے اسے اپنی حجت
سے بے خبر کر دیتا ہے۔ اگر زمین لمحہ بھر کے لیے حجت کے وجود سے خالی رہے تو اپنے
مکینوں سمیت دھنس جائے گی۔ لیکن حجت لوگوں کو پہچانتی ہے۔ جبکہ وہ اس سے ناآشنا ہو
تے ہیں۔ جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا جبکہ وہ ان سے بے
خبر تھے۔ پھر مولائے متقیانؑ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ہائے افسوس! بندوں پر کہ
جب ان کے پاس کوئی رسول آیا تو وہ اس کا مذاق بنانے لگے۔ (سورہ یٰس: ۳۰)

(حدیث:۳)

مولا امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ نے جناب حذیفہ بن یمانؓ
سے فرمایا:

یا حذیفة لا تحدث الناس بما لا یعرفون فیطغوا و یکفروا. ان من العلم صعبا شدیدا محمله لو حملته الجبال عجزت عن

باب نمبر 10

غیبت امام مہدیؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی بشارتیں

(حدیث:۱)

امام جعفر صادقؑ نے اپنے آباء و کرامؑ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ
امیر المومنینؑ کے زمانے میں فرات کا پانی زیادہ ہو گیا۔ تو آپ اپنے دونوں بیٹوں امام حسنؑ
امام حسینؑ کے ہمراہ اپنی سواری پر وہاں سے گزرے۔ جب آپ کا گزر بنی ثقیف کے پاس
سے ہوا وہ کہنے لگے: بس اب علیؑ آ گئے ہیں وہ پانی کا رخ ادھر سے موڑ دیں گے۔ تب
امیر المومنینؑ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! مجھے اور میرے دو بیٹوں کو شہید کیا جائے گا۔ پھر خدا آخری زمانے
میں میری اولاد میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو ہمارے خون کا بدلہ لے گا۔ وہ ایک
عرصے تک ان سے غیب رہے گا تا کہ گمراہوں کی گمراہی ظاہر ہو جائے۔ حتیٰ کہ جاہل
یہ کہیں گے کہ اب خدا کو آل محمدؐ سے کوئی حاجت نہیں۔" (اثبات الوصیة: ۲۲۴؛ کمال
الدین: ۳۰۲؛ دلائل الامامة: ۲۹۳؛ اعلام الوری: ۴۰۰؛ بحار الانوار ۵۱: ۱۱۲)

(حدیث:۲)

حضرت مفضل بن عمر سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے
ارشاد فرمایا: ایک خبر جسے تم سمجھ لو ان دس روایات سے بہتر ہے جنہیں تم صرف نقل کرو۔ کیونکہ
ہر حق کی ایک حقیقت اور ہر درستی کا ایک نور ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! ہم ہر

حمله، ان علمنا اهل البیت، سینکر، و یبطل، و تقتل رواته
و یساء الی من یتلوه بغیا و حسدا لما فضل الله به عترة الوصی
و صی النبی صلی الله علیه و آله و سلم
یا بن الیمان! ان النبی صلی الله علیه و آله و سلم تفل فی فمی و امر
یده علی صدری، و قال: اللهم اعط خلیفتی و وصیی و قاضی
دینی، و منجز وعدی، و اماناتی، و لی (و ولی حوضی. بروایت
البحار) وناصری علی عدوك و عدوی، و مفرج الکرب عن وجهی
ما اعطیت آدم ؑ من العلم، و ما اعطیت نوحا ؑ من الحلم
و ابراهیم ؑ من العترة و السماحة، و ما اعطیت ایوب ؑ من
الصبر عند البلاء، و ما اعطیت داود ؑ من الشدة عند منازلة
الاقران، و ما اعطیت سلیمان ؑ من الفهم، اللهم لا تخف عن
علی ؑ شیئا من الدنیا حتی تجعلها کلها بین عینیه مثل
المائدة الصغیرة بین یدیه، اللهم اعطه جلادة موسی ؑ،
و اجعل فی نسله شبیه عیسی ؑ اللهم انك خلیفتی علیه و علی
عترته و ذریته الطیبة المطهرة التی اذهبت عنهم الرجس
و النجس، و صرفت عنها ملامسة الشیاطین، اللهم ان بغت
قریش علیه، و قدمت غیره علیه فاجعله بمنزلة هارون ؑ من
موسی ؑ، اذ غاب عنه موسی ؑ،
ثم قال لی: یا علی ؑ! کم فی ولدك من ولد فاضل یقتل
و الناس قیام ینظرون لا یغیرون!! فقبحت الامة تری اولاد

نبیها یقتلون ظلما و هم لا یغیرون ان القاتل و الآمر و الشاهد
الذی لا یغیر کلهم فی الاثم و اللعان سواء مشترکون.
یا بن الیمان! ان قریشا لا تنشرح صدورها، و لا ترضی قلوبها، و
لا تجری السنتها ببیعة علی ؑ و موالاته الا علی الاکراه و
العمی الصغار.
یا بن الیمان استبایع قریش علیا ؑ، ثم تنکث علیه، و تحاربه
و تناضله و ترمیه بالعظائم، و بعد علی ؑ یلی الحسن و
سینکث علیه ثم یلی الحسین ؑ فتقتله امة جده، فلعنت
امة تقتل ابن بنت نبیها و لا تعز من امة، و العن القائد لها و
المرتب لفاسقها، فوالذی نفس علی ؑ بیده، لا تزال هذه
الامة بعد قتل الحسین ابدا فی ضلال و ظلمة و عسف و جور و
اختلاف فی الدین، و تغییر و تبدیل لما انزل الله فی کتابه و
اظهار البدع و ابطال السنن و اختلال و قیاس مشتبهات و
ترك محکمات حتی تنسلخ من الاسلام و تدخل فی العمی و
التلدد و التسکع
مالك یا بنی امیة لا هدیت یا بنی امیة، و مالك یا بنی العباس
لك الاتعاس، فما فی بنی امیة الا ظالم و لا فی بنی عباس الا
معتد متمرد علی الله بالمعاصی، قتال لولدی، هتاك لستری و
حرمتی، فلا تزال هذه الامة جبارین یتکالبون علی حرام
الدنیا منغمسین فی بحار الهلکات و فی اودیة الدماء، حتی اذا

غاب المتغیب من ولدی عن عیون الناس ، و ماج الناس بفقده ، او بقتله و بموته ، اطلعت الفتنة ، نزلت البلیة و التحمت العصبیة و غلا الناس فی دینهم و اجمعوا علی ان الحجة ذاهبة و الامامة باطلة ، و یحج حجیج الناس فی تلک السنة من شیعة علیؑ و نواصبه للتحسس و للتجسس عن خلق الخلف فلا یری له اثر و لا یعرف له خبر و لا خلف . فعند ذلک سبت شیعة علیؑ ، سبها اعداؤها و ظهرت علیها الاشرار و الفساق باحتجاجها حتی اذا بقیت الامة حیاری و تدلهت و اکثرت فی قولها ان الحجة هالکة و الامامة باطلة . فو رب علیؑ ! ان حجتها علیها قائمة ماشیة فی طرقاتها ، داخلة فی دورها و قصورها ، جوالة فی شرق هذه الارض و غربها ، تسمع الکلام و تسلم عن الجماعة ، تری و لا تری الی الوقت و الوعد ، و نداء المنادی من السماء : الا ذلک یوم فیه سرور ولد علیؑ و شیعته

”اے حذیفہ! لوگوں کے سامنے وہ باتیں مت بیان کرو جن سے وہ آشنا نہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ پہلے سرکش ہوتے ہیں، پھر بالکل ہی کافر ہو جاتے ہیں۔ بے شک نہیں کہ علم بہت مشکل ہے اور اس کا اٹھانا بہت گراں ہے۔ اگر پہاڑ بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں۔ عن قریب اہل بیتؑ کے علم کا انکار ہوگا، اسے باطل کہا جائے اس کے راویوں کو قتل کیا جائے گا، وصیٔ عترت سے بغض و حسد کی بنا پر ان روایات کو بیان کرنے والوں کے متعلق بدگمانی کی جائے گی۔“

اے فرزند یمانؓ ! رسول خدا ﷺ نے اپنا لعاب مبارک میرے منہ ڈالا اور

اپنا ہاتھ میرے سینے پہ پھیر کر یہ دعا کی :

”اے اللہ میرے خلیفہ و وصی، میرا قرض ادا اور میرے وعدے پورے کرنے والے، میری اماںتوں کے امین، میرے حوض کے مالک و نگران اور تیرے اور میرے دشمنوں کے مقابلے میں مددگار، اور میرے چہرے سے غم و پریشانی دور کرنے والے کو آدمؑ کا علم، نوحؑ کا علم، ابراہیمؑ کی نسل کی مانند نسل و سخاوت، مصیبت کے وقت ایوبؑ کا صبر، دشمنوں سے مقابلے کے دوران داؤدؑ کی قوت و جواں مردی اور سلیمانؑ کا فہم و شعور عطا فرما۔ اے اللہ! دنیا کی کسی بھی چیز کو علیؑ کی نظروں سے اوجھل نہ کر، اور تمام چیزیں ان کے اس طرح سامنے کر دے جیسے کسی کے سامنے ایک چھوٹا سا دستر خوان پڑا ہوتا ہے۔ اے اللہ! انہیں حضرت موسیٰؑ کی جرأت و بہادری عطا کر اور ان کی نسل میں عیسیٰؑ کی شبیہ (قائم آل محمدؑ) کو پیدا فرما۔ [1] اے اللہ! میں تیری ذات کو علیؑ اور ان کی پاک و پاکیزہ عترت و ذریت کا حامی و نگہبان بناتا ہوں جن سے تو نے ہر قسم کی ناپاکی و پلیدی دور اور شیاطین کی مکاریوں سے امان میں رکھا۔ اے اللہ! اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قریش ان کے مقابل بغاوت کریں گے اور غیروں کو ان پر مقدم کریں گے۔ تو اے خدا! تو انہیں مجھ سے اسی نسبت پہ فائز کرنا کہ جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی۔ کہ جب وہ انہیں اپنی قوم کے پاس (بطور خلیفہ) چھوڑ کر گئے۔

اس کے بعد رسول خدا ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یا علیؑ! آپؑ کے

---

[1] شیعہ و سنی دونوں کی روایات کے مطابق قائم آل محمدؑ اپنے نانا رسول خدا ﷺ کی شبیہ ہیں۔ تو یہاں جو آپؑ کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں اور قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے۔ اسی طرح آپؑ بھی لوگوں کی پردۂ غیبت میں ہیں اور بعد میں ظہور کریں گے۔ (از مترجم)

کتنے ہی بیٹوں کو شہید کیا جائے گا اور لوگ خاموشی سے انہیں قتل ہوتا دیکھتے رہیں گے اور اس پر کوئی ردعمل ظاہر نہ کریں گے؟!! اس امت پر لعنت ہو جو اپنے نبی ﷺ کی اولاد کو ظلم کے ساتھ شہید ہوتا دیکھے اور اُن کی مدد کے لیے کچھ نہ کرے! بلاشبہ انہیں قتل کرنے والا، اُس کا حکم دینے والا اور اس پر راضی رہنے والا سب اس گناہ اور لعنت میں برابر کے شریک ہیں۔

اے فرزند یمان! قریش کے سینے کبھی نہ کھلے گے، نہ ان کے دل مطمئن ہوں گے اور نہ ہی ان کی زبانوں پر میری بیعت و ولایت کا اقرار جاری ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ مجبور ہو جائیں، انہیں اور کوئی راہ دکھائی نہ دے اور ذلت و پستی انہیں ہر ہر طرف سے گھیر لے۔

یا ابن یمان! جلد ہی قریش مجھ علی کی بیعت کریں گے، پھر اس بیعت کو توڑ کر میرے خلاف برسر پیکار ہو جائیں گے۔ میرے بعد حسن مجتبیٰ علیہ السلام مسند خلافت پر متمکن ہوں گے اور ان کی بھی بیعت شکنی کی جائے گی۔ ان کے بعد حسینؑ رسول خدا ﷺ کے جانشین بنیں گے۔ مگر ان کے نانا کی امت انہیں شہید کر دے گی۔ اس اُمت پر لعنت و پھٹکار ہو جو اپنے ہاتھ اپنے نبی ﷺ کی صاحب زادی کے نور نظر کے خون سے سرخ کرے! خدا اس کے قاتل پر اور اس کے فاسق حکمران کے لیے اسباب پیدا کرنے والے پر لعنت کرے۔

اس ذات کردگار کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ اُمت میرے بیٹے حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد ہمیشہ گمراہی، تاریکی، ظلم و بربریت، دین میں اختلاف، خدا کی نازل کردہ کتاب میں رد و بدل، بدعات کو ظاہر کرنے، سنتوں کو باطل قرار دینے، اخلاق میں خلل ڈالنے، قیاس و مشتبہات، اور خدا کی محکم آیات کو ترک کرنے جیسے گناہوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ اسلام سے نکل کر کفر کی تاریکی، حیرت و سراسیمگی اور بے راہ روی کا شکار ہو جائے گی۔

اے بنی امیہ! کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو؟! ہدایت کی راہ کیوں نہیں اختیار کرتے؟! اے بنی عباس! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟! غرق ہو جاؤ تم لوگ! بنی امیہ میں سب کے سب ظالم ہیں (بنی میں سب بڑا ظالم فلاں (یعنی حاکم شام) ہے، بروایت بحار) اور بنی عباس میں سب کے سب حد سے تجاوز کرنے والے، خدا کی نافرمانی کر کے اس کے سامنے سرکشی کا مظاہرہ کرنے والے، میری اولاد کے قاتل اور میری عزت و حرمت کو پامال کرنے والے ہیں۔ پس یہ اُمت ہمیشہ ظلم و جبر کرتی رہے گی، دنیا کے حرام پر لوٹتی رہے گی اور ہلاکت کے سمندروں اور خون کی ندیوں میں ڈوبی رہے گی۔ حتیٰ کہ جب میری نسل سے غیب ہونے والا پردۂ غیبت میں جائے گا تو لوگ مختلف شکوک و شبہات میں پڑ جائیں گے اور ان کی حالت دگرگوں ہو جائے گی۔ کچھ کہیں گے کہ وہ کسی جگہ روپوش ہو گئے ہیں، کچھ کہیں گے کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے اور کچھ کہیں گے کہ وہ طبعی طور پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اس وقت ایک بہت بڑا فتنہ سر اٹھائے گا، لوگوں پر بلا نازل ہو گی، اُن میں بے جا تعصب ظاہر ہو گا، لوگ اپنے میں غلو کریں گے اور اس بات پر اتفاق رائے کر لیں گے کہ حجت خدا ضائع ہو گئی ہے اور امامت باطل ہو چکی ہے۔

اس سال شیعان علیؑ حج پہ جائیں گے اور ناصبی پیچھے سے لوگوں کی گھروں میں گھس کر تلاشی لے گے۔ مگر انہیں امام مہدیؑ کی نہ کوئی نشانی ملے گی، ان کے متعلق کوئی خبر اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جسے وہ اپنی جگہ چھوڑ گئے ہوں۔ اس وقت شیعان علیؑ کو سب و شتم کیا جائے گا۔ ان کے دشمن انہیں ناسزا کہیں گے۔ اور اشرار و فساق اپنی باتوں کے زور پر ان پہ غالب آ جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب امت حیرت و اضطراب کے سمندر

میں پوری طرح ڈوب جائے گی اور اسے کوئی کنارہ دکھائی نہ دے گا یہ بار بار یہی تکرار کرے گی کہ حجت ہلاک ہوگئی اور امامت باطل ہوگئی تو پروردگار علی کی قسم ① اس امت کی حجت ان پر قائم ہوگی، ان کی گلیوں میں چلے گی، ان کی آبادیوں اور گھروں میں داخل ہو جائے گی، زمین کے مشرق ومغرب میں جائے گی لوگوں کی باتیں سنے گی اور اپنی مقابل جماعت سے قبضہ چھڑائے گی۔ وہ (پوری امت کو) دیکھے گی مگر خدا کے مقرر کردہ وعدے اور وقت سے پہلے اسے کوئی نہ دیکھ پائے گا۔ چنانچہ جب وقت اور وعدے کی میعاد پوری ہو جائے گی آسمان سے ایک منادی ندا دے گا: آگاہ ہو جاؤ! یہ وہ دن ہے جس میں اولاد علی اور ان کے شیعوں کو خوشی واطمینان حاصل ہوگا۔ (بحارالانوار: ۲۸/۸۰؛ عوالم العلوم: ۳/۴۰۳؛ معجم احادیث مہدی: ۳/۴۳)

الحمد للہ! اس حدیث مبارک میں بہت عجائبات اور شیعہ امامیہ کے عقائد کی حقانیت وصداقت پر بہت سے شواہد ذکر ہوئے ہیں۔

جیسے ارشاد ہوا ہے کہ حتی اذا غاب المتغیب من ولدی عن عیون الناس (حتی کہ جب میری اولاد میں غیب ہونے والا پردۂ غیبت میں چلا جائے گا) یہاں امام زمانہ کی غیبت میں واضح ترین اشارہ اور اس عقیدے کی صحیح ہونے کا شاہد موجود ہے۔

اس سے آگے ذکر ہے:

و ماج الناس بفقده، او بقتله و بموته، اطلعت الفتنة

---

① یہ بھی انداز کلام کا ایک حسن ہے کہ متکلم اپنا نام لے کر قسم کھائے اور کسی بات کی اہمیت کو واضح کرے۔ جیسے یہاں مولائے متقیان ؑ نے فرمایا: پروردگار علی کی قسم۔ اسی طرح اس سے پہلی حدیث میں آئے گا کہ کعب الاحبار روایت بیان کرتے ہوئے کہتا: کعب کے رب کی قسم! (از مترجم)

و غلا الناس فی دینهم و نزلت البلية و التحمت العصبية و الامامة باطلة، اجمعوا على ان الحجة ذاهبة و الامامة باطلة (لوگ مختلف شکوک وشبہات میں پڑ جائیں گے اور ان کی حالت دگرگوں ہو جائے گی۔ کچھ کہیں گے کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے، کچھ کہیں گے کہ وہ کسی جگہ روپوش ہو گئے ہیں، اور کچھ کہیں گے کہ وہ طبعی طور پر اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اس وقت ایک بہت بڑا فتنہ سر اٹھائے گا، لوگوں پر بلا نازل ہوگی، ان میں بے جا تعصب ظاہر ہوگا، لوگ اپنے دین میں غلو کریں گے اور اس بات پر اتفاق رائے کر لیں گے کہ حجت خدا ضائع ہو گئی ہے اور امامت باطل ہو چکی ہے۔)

ہم اپنے قارئین سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ فرمان آج کے اس دور کے حالات کے مطابق نہیں؟! کیونکہ آج سب لوگ شیعان اہل بیتؑ کے اس عقیدے کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرمان امامؑ کے موجود ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔

اس سے آگے امام نے فرمایا: و يحج حجيج الناس فی تلك السنة من شيعة علی ؑ و نواصبه للتحسس و للتجسس (اس سال شیعان علی حج پر جائیں گے اور دشمن بھی پیچھے سے لوگوں کی گھروں میں گھس کر تلاشی لے گے۔)

اور یہ بات حق ہے کہ انہوں امام ؑ کو جگہ جگہ ڈھونڈا لیکن وہ اپنے شیطانی مقصد میں ناکام ونامراد رہے۔

اس سے آگے فرمان امیر المومنین ہے: فعند ذلك سبت شيعة علی ؑ، سبها اعداؤها و ظهرت عليها الاشرار و الفساق باحتجاجها (اس وقت شیعان علی کو سب وشتم کیا جائے گا۔ ان کے دشمن انہیں ناسزا کہیں گے۔ اور اشرار وفساق دلائل کے زور بیان پہ غالب آ جائیں گے۔)

(ظاہر بات ہے کہ وہ جانتے تھے کہ شیعہ عقائد کے مطابق خدا زمین کو حجت کے وجود سے خالی نہیں رکھتا۔ لہٰذا انہوں نے امام زمانہؑ کو ڈھونڈنے پر بھی نہ پایا تو باتوں میں ان پر تیزی دکھانے لگے اور پوچھنے لگے بتاؤ کہاں گئے تمہارے امام؟ چنانچہ جب شیعوں نے بھی اس حقیقت کو راز رکھا اور اس پر خاموشی ظاہر کی تو انہوں نے ان کو سب و شتم کیا، ان کی تحقیر و اہانت کی اور انہیں عقل سے عاری اور جاہل کہا۔ کیونکہ ان کی نظر میں شیعہ اس چیز کے قائل تھے جو سامنے موجود نہیں تھی۔ ۔ اور یہ بھی ظاہر اگر انسان حق پر ہونے کے باوجود خاموش رہے تو اہل باطل اسے مغلوب سمجھتے ہیں۔ (یہاں امیر المومنینؑ نے اس وقت کے جہال کے خیالات کا عکس پیش کیا ہے۔)

اس سے آگے فرمایا: فورب علیؑ! ان حجتها علیها قائمة ماشیة فی طرقاتها، داخلة فی دورها و قصورها، جوالة فی شرق هذه الارض و غربها، تسمع الکلام و تسلم عن الجماعة، تری و لا تری (تو پروردگار علی کی قسم اس اُمت کی حجت ان پر قائم ہوگی، ان کی گلیوں میں چلے گی، ان کی آبادیوں اور گھروں میں داخل ہو جائے گی، زمین کے مشرق و مغرب میں جائے گی، لوگوں کی باتیں سنے گی اور اپنی مقابل جماعت سے قبضہ چھڑائے گی۔ وہ (پوری اُمت کو) دیکھے گی مگر خدا کے مقرر کردہ وعدے اور وقت سے پہلے اسے کوئی نہ دیکھ پائے گا۔)

کیا یہ فرمان امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے متعلق تمام شکوک و شبہات کو زائل کرنے کے لیے کافی نہیں اور ان کے وجود کو ثابت نہیں کرتا؟؟ جیسا کہ اس سے قبل حدیث میں آیا ہے کہ زمین حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہتی۔ مگر خدا اپنی مخلوق کے ظلم و جور اور اپنے آپ کے ساتھ زیادتی کے باعث انہیں حجت کو دیکھنے سے اندھا کر دیتا ہے۔ پھر مولائے متقیانؑ نے حضرت یوسفؑ کی مثال بیان کی۔ بلاشبہ امام آنکھوں کے

سامنے موجود ہوتا ہے مگر انسان اس وقت نہ انہیں دیکھ سکتا ہے اور نہ وہ نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: یہ مقررہ دن آنے پر اور وعدے کی مدت پورا ہونے کے بعد ہوگا۔

خدایا! ہم تیری ان محت نعمتوں اور بے شمار رحمتوں پر تیری حمد کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے بس میں یہی ہے۔ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو نے جو ہدایت دی ہے اس پر ہمیں قائم رکھ (آمین بجاہ النبی و آلہ الطاهرین صلوات اللہ علیهم اجمعین)

(حدیث: ۲)

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ قیامت کے دن خلق خدا چار حالتوں میں بارگاہ الٰہی میں پیش ہوگی: (۱) بعض افراد اپنی سواریوں پہ بیٹھے ہوں گے۔ (۲) بعض پیدل چل کر آئیں گے۔ (۳) کچھ سر بالکل نیچے کر کے آئیں گے اور ان کی نظریں زمین میں گڑھی ہوں گی۔ (۴) کچھ منہ کے بل گھسیٹ کر لائے جائیں گے۔ وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہوں گے۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا ہوگا، نہ وہ کوئی بات کر سکیں اور نہ ہی انہیں اجازت ہوگی کہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کر سکیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ آتش جہنم ان کے چہروں کو جھلسائے گی اور وہ اس میں منہ بگاڑے پڑے ہوں گے۔[1]

یہاں کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہوں گے جنہیں منہ کے بل گھسیٹ کر میدان حشر میں لایا جائے گا اور ان پر ایسا سخت عذاب ہوگا ؟!

کعب نے کہا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں گمراہی، ارتداد اور وعدہ و بیعت شکنی جیسے بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آگے بہت ہی اعمال بھیجے ہوں گے۔

[1] جس کی تعبیر سورۃ المرسلات آیت ۳۶ اور سورۃ مومنون آیت ۱۰۴ میں وارد ہوئی ہے۔ (از مترجم)

کیونکہ یہ خدا سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ ان کے نامہ اعمال میں اپنے خلیفہ، وصی پیغمبرؐ، اپنے امام وسید وسردار سے افضل ہستی، لواء الحمد کو اٹھانے والے، حوض کوثر کے مالک اور اس پوری اُمت کی اُمیدوں کے مرکز کے ساتھ جنگ کا گناہ لکھا ہوگا۔ وہی جو ایسے عالم ہیں کہ ان کا علم ان سے جدا نہیں ہوتا اور وہ جو ایسا راستہ ہیں جو اس سے جدا ہو جائے وہ ہلاک ہوتا ہے اور جہنم کے آتشیں کنوے میں جا گرتا ہے۔

کعب کے رب کی قسم! وہ علی ؑ ہیں۔ وہ ان میں سب سے بڑے عالم، سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور سب سے زیادہ حلم وقوت برداشت رکھنے والے ہیں۔ مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جنہوں نے ان بہترین اوصاف کے باوجود نااہلوں کو علیؑ پر مقدم کیا۔

اسی علیؑ کی نسل میں وہ قائم مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں جو اس زمین کا نقشہ بدل کر رکھ دیں گے اور انہی کے ذریعے حضرت عیسیٰ ؑ فرزند مریم چین وروم کے نصرانیوں پر حجت پیش کریں گے۔ بے شک قائم مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف علی ابن ابی طالب ؑ کی ذریت سے ہوں گے۔ وہ اپنی صورت وسیرت اور ہیبت و وقار میں حضرت عیسیٰ ؑ کے مشابہ ہوں گے۔ خدا انہیں وہ سب کچھ دے گا جو اس نے اپنے نبیوں کو دیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی خدا انہیں بہت کچھ عطا کرے گا اور خاص مقام ومرتبے سے نوازے گا۔

بے شک اولادِ علیؑ سے قائم حضرت یوسف ؑ کی مانند غیب رہیں گے اور پھر حضرت عیسیٰ ؑ کی طرح ان کی واپسی ہوگی۔ وہ اپنی غیبت سے اس وقت ظاہر ہوں جب ایک سرخ ستارہ طلوع ہوگا تو زوراء ویران ہو جائے گا، جسے 'ری' کہا جاتا ہے۔ مزوراء یعنی بغداد کی زمین دھنس جائے گی۔ سفیانی خروج کرے گا۔ بنی عباس ارمینہ اور آذربائیجان کے لشکر کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اس جنگ میں ہزاروں کے حساب سے لوگ مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں آراستہ کی ہوئی تلوار ہوگی اور اس پر کالا پرچم لپٹا ہوگا۔ اس کے ساتھ دوسری خونی وارداتیں اور سیاہ طاعون بھی لوگوں کو اپنا شکار بنائیں گے۔

(حدیث: ۵) حصین بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے، اور اس نے اپنے دادا عمرو بن سعد سے روایت کیا ہے کہ امیرالمومنین ؑ نے ارشاد فرمایا:

لا تقوم القيامة حتى تفقأ عين الدنيا، و تظهر الحمرة في السماء، وتلك دموع حملة العرش على اهل الارض حتى يظهر فيهم عصابة لا خلاق لهم يدّعون لولدي، وهم براء من ولدي، تلك عصابة رديئة لا خلاق لهم، على الاشرار مسلطة، وللجبابرة مفتنة، و للملوك مبيرة، تظهر في سواد الكوفة، يقدمهم رجل اسود اللون و القلب، رث الدين، لا خلاق له، مهجن زنيم عتل، تداولته ايدي العواهر من الامهات من شر نسل لاسقاها الله المطر في سنة اظهار غيبة المتغيب من ولدي، صاحب الراية الحمراء و العلم الاخضر، اي يوم للمخبتين بين الانبار وهيت، ذلك يوم فيه صيلم الاكراد و الشراة و خراب دار الفراعنة و مسكن الجبابرة، و مأوى الولاة الظلمة، وام البلاء واخت العار تلك، و رب علي ؑ! يا عمرو بن سعد بغداد، الا لعنة الله على العصاة من بني امية و بني العباس الخونة الذين يقتلون الطيبين من ولدي، و لا يراقبون فيهم ذمتي، ولا يخافون الله في ما يفعلونه بحرمتي، ان لبني العباس يوم كيوم الطموح، ولهم فيه صرخة كصرخة

الحبلى . الويل لشيعة ولد عباس من الحرب التي سنح بين نهاوند و الدينور. تلك حرب صعاليك شيعة علي يقدمهم رجل من همدان اسمه على اسم النبي صلى الله عليه و آله و سلم منعوت موصوف باعتدال الخلق ، و حسن الخلق و نضارة اللون ، له في صوته ضجاج ، و في اشفاره وطف و في عنقه سطع ، افرق الشعر ، مفلج الثنايا ، على فرسه كبدر تمام اذا تجلى عنه الظلام يسير بعصابة خير عصابة آوت وتقربت ودانت لله بدين تلك الابطال من العرب الذين يلقحون حرب الكريهة و الدبرة ، يومئذ على الاعداء ، ان للعدو يومذاك الصليم و الاستئصال

"قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دنیا کی آنکھ نہ پھوڑ دی جائے اور آسمان پر سرخی ظاہر نہ ہو جائے۔ وہ سرخی حاملین عرش کے آنسوؤں کی ہوگی جو وہ اہل زمین کی حالت زار پہ بہائیں گے۔ حتیٰ کہ زمین میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ وہ یہ دعویٰ کرے گی کہ وہ میرے بیٹے کی جماعت ہے، حالانکہ اس کا میرے بیٹے سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ وہ جماعت بہت ہی گھٹیا اور پست فطرت ہوگی۔ اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ وہ اہل شر پہ مسلط ہوگی، ظالموں، جابروں کے ساتھ پنجہ آزمائی کرے گی اور بادشاہوں کو تاخت و تاراج کرے گی۔ یہ جماعت کوفہ کے اطراف میں ظاہر ہوگی اور اس کا قائد ایک سیاہ رو اور سیاہ قلب شخص ہوگا۔ وہ بد دین ہوگا اور اسے اس کی محنت کا کچھ حاصل نہ ملے گا۔ وہ بد اصل، کمینہ اور اکھڑ مزاج ہوگا۔ جس سال میں میرے غائب ہونے والے بیٹے کی غیبت ظاہر ہوگی، کہ جس کے پاس سرخ پرچم اور سبز نشان ہوگا اس سال وہ بدبخت بری

نسل کی بدکار ماں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ (خدا اس بدکار پہ غضب نازل کرے!)
وہ کون سا دن ہے جس دن انبار اور ہیت کے درمیان موجود گردوں کی آسودہ حالی کا دن ہے؟! وہ وہی دن ہے جس دن کردیوں اور خوارج کا فتنہ سر اٹھائے گا، اس دن فرعونوں کا گھر، جابر حکمرانوں کا ٹھکانہ، ظالم امراء کی جائے پناہ، مصیبتوں کی ماں اور ننگ و عار کا مرکز نیست و نابود ہو جائے گا۔

اے عمرو بن سعد! پروردگار علیؑ کی قسم! وہ جگہ بغداد ہے۔

ان لوگوں، بنی امیہ اور بنی عباس جیسے نافرمانوں پر خدا کی لعنت ہے کہ جو خیانت کار اور میری پاکیزہ نسل کے قاتل ہیں۔ وہ ان کے بارے میں نہ میرا کوئی لحاظ رکھیں گے اور نہ خدا کا خوف کریں گے کہ کس طرح میری حرمت پامال کر رہے ہیں۔ بنی عباس کے لیے ایک بڑا سخت دن آنے والا ہے جس میں وہ حمل زن حاملہ کے گریں گے۔ بنی عباس کے پیروکاروں کے لیے وہ جنگ نہایت ہولناک ہوگی جو نہاوند اور دینور کے مابین چھڑے گی۔ وہ شیعان علیؑ میں سے عظیم جنگ جوؤں کی لڑائی ہوگی۔ اس میں ان کا سپہ سالار قبیلہ ہمدان کا ایک شخص ہوگا جس کا نام نبی ﷺ کی طرح "محمد" ہوگا۔ وہ معتدل مزاجی اور حسن اخلاق سے متصف ہوگا اور اس کی رنگت بہت خوب صورت ہوگی۔ (یعنی وہ صورت و سیرت دونوں میں باکمال ہوگا۔) اس کی آواز بارعب، پلکیں گھنی اور کشادہ، گردن لمبی، سر کی مانگ نکلی ہوئی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوگا۔ وہ اپنے گھوڑے پہ یوں لگے جیسے چودھویں رات کا چاند تاریکیوں کے پردے چاک کر دیتا ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر نکلے گا۔ وہ ان بہترین جماعتوں میں سے ایک ہوگی جو اکٹھی ہوئیں، خدا کا تقرب حاصل کیا اور اس کے

دین پر قائم رہیں۔ اس جماعت میں عرب کے شہسوار و مردانِ وغا ہوں گے جو دشمن پر بڑی سخت اور شکست و ہزیمت سے دوچار کر دینے والی جنگ مسلط کریں گے۔ اس دن دشمنوں کی بڑی تباہی ہوگی۔" (بحار الانوار: ۲۲۶/۵۲)

ان دو حدیثوں میں جو امام زمانہؑ اور آپؑ کی غیبت کا ذکر ہوا ہے اس میں ہر طالب ہدایت کے راہنمائی موجود ہے۔ نیز دوسری حدیث میں ایک جماعت کا ذکر ہوا ہے جس کا اس سے پہلے کوئی تعارف نہیں موجود تھا۔ اس نے ۲۶۰ ہجری میں قیام کیا۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے بھی اس حدیث میں اس جماعت کے قیام کا وقت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کی شروعات بتایا ہے۔ صاحبانِ عقل کے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔

﴿حدیث:۶﴾

ہمیں خبر دی سلامہ بن محمد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن حسن نے، انہوں نے نقل کیا عمران بن حجاج سے، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے اُسید بن ثعلبہ سے اور انہوں نے جناب ام ہانی سے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اس فرمانِ الٰہی: فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ کا مطلب کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: امام مہدیؑ خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپالیں گے۔ حتیٰ کہ ۲۶۰ھ میں اُن کا علم لوگوں سے اٹھ جائے گا۔ [1] پھر وہ ایسے درخشاں ستارے کی مانند

---

[1] یعنی امام زمانہ غیبت میں چلے جائیں گے اور لوگوں کا اپنے زمانے کے امامؑ سے براہِ راست رابطہ منقطع ہو جائے گا۔ اور ان کے دینی امور کی انجام دہی میں اسلامی معارف میں موجود روایات سے مدد لی جائے گی۔ (از مترجم)

ظاہر ہوں گے جو شب تار میں اپنی چمک ظاہر کرتا ہے۔ اگر تو نے وہ زمانہ دیکھ لیا تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

ہمیں خبر دی محمد بن یعقوب نے، انہوں نے نقل کیا علی بن محمد سے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے، انہوں نے وہب بن شاذان سے، انہوں نے حسن بن ابی ربیع ہمدانی سے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن اسحاق نے، انہوں نے نقل کیا اُسید بن ثعلبہ سے اور انہوں نے جناب اُم ہانی سے: (آگے حدیث اسی طرح ہے جیسے اوپر گزری ہے۔) (بحار الانوار: ۱۳۷/۵۱؛ تفسیر البرہان: ۴/۴۳۳؛ المحجۃ فی نزل فی القائم الحجۃ: ۲۴۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳۸۰/۵)

﴿حدیث:۷﴾

جناب ام ہانی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اس فرمانِ الٰہی: فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۙ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ کی تفسیر کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: الخنس سے مراد امام مہدیؑ ہیں ـــــ (آگے حدیث وہی ہے جو اوپر ذکر ہوئی ہے۔)

(الکافی: ۳۴۱/۱؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۸۸؛ کمال الدین: ۲/۳۲۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳۸۰/۵)

﴿حدیث:۸﴾

عبداللہ کاہلی سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:
"باہم تعلق قائم کرو، آپس میں نیکی کرو اور ایک دوسرے پر رحم کرو۔ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگاف ڈالا اور اس میں سے سبز کونپل کو نکالا! تم پر ایسا وقت آئے گا کہ تم اپنے درہم و دینار کو خرچ کرنے کا مصرف ڈھونڈو گے۔ (یعنی جب قائم آلِ محمدؑ کا

ظہور ہوگا تو تمہیں صدقہ وصول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ کیونکہ اس وقت سب لوگ خدا
اور اس کے ولی کے فضل سے اس مال صدقہ سے بے نیاز ہو جائیں گے۔)"[1]

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی کہ ہمارے ایسے حالات کب تک رہیں گے؟

امامؑ نے فرمایا: جب تک تمہارے امام ظاہر نہیں ہوں گے تم ایسے ہی حالات میں گزارا کرو گے۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے پاس ایسے آئیں گے کہ جیسے تمہارے بالکل نا اُمید ہونے کے بعد سورج طلوع ہوتا ہے۔ لیکن خبردار! ان کے بارے میں ہرگز شک مت کرو، اپنے دلوں کو ان کے متعلق شکوک وشبہات سے پاک رکھو۔ میں نے تمہیں تنبیہ کر دی ہے، سو تم اس کا خاص خیال رکھو۔ میں خدا سے دعا گو ہوں کہ وہ تمہیں (اس پر قائم رہنے کی) توفیق عطا کرے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔ (عقد الدرر: ۱۷۱؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۳؛
بحار الانوار: ۵۱/ ۱۴۶؛ بشارۃ الاسلام: ۷ ۱۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۵۷)

قارئین محترم! توجہ فرمایئے کہ امام معصومؑ نے کس طرح سختی کے ساتھ امام زمانہؑ کی غیبت میں شک کرنے سے ممانعت فرمائی اور اپنے کلام کے آخر میں اس پر مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا: میں نے تمہیں شک کرنے سے خبردار کر دیا ہے لہٰذا اس کی طرف پوری توجہ کرو۔

ہم اس بات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی غیبت میں شک وتردد کا اظہار کریں اور ہلاکت کی راہ پہ چلیں۔ دعا ہے کہ خدا ہم لوگوں کو ہدایت پہ قائم رکھے اور اس راستے پہ چلنے میں استقامت بخشے کہ جو ہمیں اس کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ اس کی رحمت کے حصول تک پہنچا دے۔

---

[1] صدقہ سے مراد صرف وہی مال نہیں جسے کسی محتاج وضرورت مند پر خرچ کیا جائے بلکہ اس میں ہر وہ مال شامل ہے جسے کسی بھی جائز ونیک کام پر خرچ کیا جائے۔ جیسے مہمان نوازی اور اپنے اہل خانہ کے مصارف میں خرچ کرنا۔ (از مترجم)

(حدیث: ۹)

جناب مفضل بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور میرے ہمراہ ایک دوسرا شخص بھی تھا۔ امامؑ نے ہم سے فرمایا: خبردار! انہیں ان کے نام سے مت بلانا۔ (میں سمجھ رہا تھا کہ شاید امام یہ بات میرے ساتھ موجود دوسرے شخص سے کر رہے ہیں) پھر امامؑ نے دوبارہ مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! خبردار، انہیں ان کے نام سے نہ بلانا۔ اللہ کی قسم! وہ ایک طویل عرصہ غیبت میں گزاریں گے۔ اور اس قدر روپوش رہیں گے کہ بالآخر یہ باتیں زبان زد خاص و عام ہوں گی کہ وہ دنیا سے چل بسے یا کسی وادی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

پھر ان پر اہل ایمان گریہ وزاری کریں گے اور اس طرح مضطرب ہوں گے جیسے کشتی سمندر کی لہروں میں پیچ وتاب کھاتی ہے۔ حتی کہ ان میں سے صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن سے اللہ نے میثاق لے لیا، ان کے دلوں میں ایمان کو ثابت کیا اور اپنی روح سے ان کی مدد کی۔ اس وقت بارہ ایسے جھنڈوں کا اٹھنا بھی لازمی امر ہے کہ جو لوگوں کو شبہ میں ڈال دیں گے اور ان کو علیحدہ علیحدہ پہچاننا ممکن نہیں ہوگا۔

مفضل کہتے ہیں: یہ سن کر میں رو پڑا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: رو کیوں رہے ہو؟

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! میں کیوں نہ روؤں؟! جبکہ آپؑ فرما رہے ہیں کہ وہ بارہ پرچم ایک دوسرے سے اتنی شباہت رکھتے ہوں گے کہ ان میں فرق کرنا ممکن نہ ہوگا۔

اس پر امامؑ اپنی جگہ بیٹھے ہی گھر کی ایک کھڑکی کی طرف دیکھا جس سے سورج نظر آ رہا تھا، اس کی طرف دیکھ کر آپؑ نے فرمایا: کیا یہ سورج چمک رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

تو امامؑ نے فرمایا: ہمارا امر اس سے بھی زیادہ واضح و روشن ہے۔

(بحار الانوار: ۵۱/ ۱۴۷؛ بشارۃ الاسلام: ۷ ۱۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۲۹)

(حدیث: ۱۰۰)

مفضل بن عمر جعفی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: خبردار! انہیں اُن کے نام سے مت بلانا۔ اللہ کی قسم! وہ ایک طویل عرصہ غیبت میں گزاریں گے۔ اور اس قدر روپوش رہیں گے کہ بالآخر یہ باتیں زبان زد خاص و عام ہوں گی کہ وہ دنیا سے چل بسے یا کسی وادی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر ان پر اہل ایمان گریہ و زاری کریں گے اور اس طرح مضطرب ہوں گے جیسے کشتی سمندر کی لہروں میں بل کھاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن سے اللہ نے میثاق لے لیا، ان کے دلوں میں ایمان کو ثابت کیا اور اپنی روح سے ان کی مدد کی۔ اس وقت بارہ ایسے جھنڈوں کا اٹھنا بھی لازمی امر ہے کہ جو لوگوں کو شبہ میں ڈال دیں گے اور ان کو علیحدہ علیحدہ پہچاننا ممکن نہیں ہوگا۔

یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کی: پھر ہم کیا کریں گے؟

تو سورج کی طرف دیکھا اور مجھ سے کہا: یہ سورج دیکھا؟ میں نے کہا: جی۔

امام نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارا اَمر اس سے بھی زیادہ واضح و روشن ہوگا۔

شیخ کلینی نے محمد بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، اس نے احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عبدالکریم سے، اس نے عبدالرحمن بن نجران سے، اس نے محمد بن سیار سے اور اس نے جناب مفضلؒ سے۔ (اس کے بعد روایت وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔ البتہ اس میں ایک جملہ اضافی ہے اور وہ یہ ہے: وہ کئی سال تمہارے درمیان سے غائب رہیں گے۔)

(بحار الانوار: ۵۲/ ۲۸۱ ح ۲؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/ ۲۲۹)

ان روایات میں امام نے جو آپ کا نام لینے کی ممانعت فرمائی، آپ کی غیبت کا ذکر کیا اور اس اثنا میں شیعان اہل بیت کی مشکلات کو بحر متلاطم میں تہ و بالا ہونے والی کشتی سے تشبیہ

دی۔ اس کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ شیعان آل محمدؐ کو اپنے امام کی غیبت کے زمانے میں گمراہ کن فتنوں اور باطل افکار و مذاہب سے سابقہ پڑے گا۔ نیز وہ دیکھیں گے کہ ہر زمانے میں کچھ لوگ امامت کا دعویٰ کریں گے اور عامۃ الناس کو اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں گے۔ خواہ وہ آل ابوطالبؑ سے ہوں یا ان کے علاوہ کوئی۔ ان کا مقصد فقط اور فقط اقتدار اور دنیوی جاہ و منزلت حاصل کرنا ہوگا۔ یہاں جو امام عالی مقام نے یہ فرمایا ہے کہ وہ بارہ جھنڈے ایک دوسرے سے اتنی شباہت رکھتے ہوں گے کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔

اس بات کا اشارہ اس اَمر کی طرف ہے کہ وہ بارہ دعوے دار اسی خاندان اہل بیت سے ہوں گے۔ اور ان کے علویؑ و فاطمیؑ النسب ہونے کی وجہ سے لوگوں ان کی طرف بھاگا کریں گے اور بعض نادان شیعہ یہ سمجھیں گے وہ واقعا برحق ہیں، کیونکہ وہ خانوادہ رسالت سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے علاوہ ہوگی۔ [1] کیوں کہ خداوند عالم نے یہ عظیم منصب انہی افراد میں قرار دیا کہ جو صاحب حق اور معدن صدق ہیں۔ اس میں ان کا کوئی بھی شریک و حصہ دار نہیں۔ لہٰذا ان ذوات مقدسہ کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ امام ہونے کا دعویٰ کرے۔ بارگاہ ایزد متعال میں دعا ہے کہ وہ تمام اہل ایمان کو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور تک ہر اُٹھنے والے فتنے سے اپنی امان میں رکھے۔ تاکہ وہ خیر و سلامتی کے ساتھ اپنے امام کے ساتھ ملحق ہو جائیں۔

[1] امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ قائم آل محمدؐ اس وقت تک قیام نہیں کریں گے، جب تک بنی ہاشم سے بارہ افراد نکل کر لوگوں کو اپنی طرف دعوت نہ دیں (اور) امام ہونے کا دعویٰ نہ کریں۔ (غیبت طوسی: ۲۶۹) (از مترجم)

پہلی فصل

﴿حدیث:١١﴾

اصول کافی میں ہے کہ جناب علی ابن جعفرؑ نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ سے نقل کیا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب ساتویں امام کی اولاد میں سے پانچویں (امام مہدیؑ) غائب ہوں گے تو اپنے دین کے معاملے میں خدا کا خوف رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ۔ بے شک اس امر امامت کے وارث کے لیے اس قدر غیبت رہنا بہت ضروری ہے، یہاں تک کہ اس امر کے قائلین اس سے پھر جائیں گے۔ بلاشبہ یہ خدا کی طرف سے ایک آزمائش ہے جس میں خدا اپنی مخلوق کو آزمائے گا۔ اگر تمہارے باپ دادا اس سے زیادہ صحیح کوئی دین معلوم ہوتا تو وہ اس کی پیروی میں چلے جاتے۔

جناب جعفر کہتے ہیں: میں نے کہا: میرے آقا!

وہ ساتویں کی اولاد میں سے پانچواں کون ہوگا؟

تو آپؑ نے فرمایا: اے نور نظر! تمہاری عقلیں بہت چھوٹی ہیں کہ ان میں یہ امر (سما) جائے۔ تمہارے سینے تنگ ہیں اور اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ البتہ تم (شیعان آل محمدؑ) اسی طرح دنیا میں رہو اور بہت جلد انہیں پا لو گے۔

(الکافی: ١/٣٣٦؛ الہدایۃ الکبریٰ: ٣٦١؛ اثبات الوصیۃ: ٢٢٤؛ کمال الدین: ٣٥٩؛ علل الشرائع: ٢٤٤؛ کفایۃ الاثر: ٢٦٤؛ دلائل الامامۃ: ٢٩٣؛ اعلام الوریٰ: ٤٠٦؛ احادیث الامام المہدیؑ: ٤/١٣٨)

﴿حدیث:١٢﴾

ابوجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: اے ابوجارود! جب شمسی محور میں آجائے اور لوگ کہنے لگیں گے: وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے؟ یہ کس وادی میں رہ گئے؟! ان کا انتظار کرنے والا کہے: ان کا ظہور کب ہوگا؟! اب تو ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئیں ہوں گی۔ اس وقت انہیں بہت سختی کے ساتھ جھنجھوڑا جائے گا۔ پس جب تم ان کے ظہور کا سنو تو ان کے پاس چلے جانا، خواہ تمہیں پیٹھ کے بل برف پر ہی چل کر جانا پڑے۔

(کمال الدین: ٣٢٦؛ اعلام الوریٰ: ٤٠٦؛ اثبات الہداۃ: ٣/٤٦٧؛ بحار الانوار: ٥١/١٣٠؛ معجم احادیث المہدیؑ: ٣/٢٣٢)

﴿حدیث:١٣﴾

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب قائم آل محمدؑ قیام کریں گے تو لوگ کہیں گے: یہ کیسے ممکن ہے؟! اب تو ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئیں ہوں گی۔

(بحار الانوار: ٥١/١٣٨؛ غیبت طوسی: ٥٩؛ اثبات الہداۃ: ٣/٤٩٩؛ منتخب الاثر: ٢٧٢؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ٣/٣٦٩)

﴿حدیث:١٤﴾

عبدالکریم الجلاب سے روایت ہے کہ جب امام صادقؑ کے سامنے قائم آل محمدؑ کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: جب وہ قیام کریں گے تو لوگ کہیں گے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کی ہڈیوں کو بوسیدہ ہوئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ (حوالہ سابق)

﴿حدیث:١٥﴾

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے، آپؑ نے اپنے آباء کرامؑ کے واسطے سے رسول خداﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت آسمان کے

ستاروں کی مانند ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا طلوع
ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب کوئی ستارہ طلوع کرتا ہے جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اس کی طرف
اشارہ کرتے ہو اور دیتے ہو اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے
اس کے بعد تم اس دنیا میں ایک عرصے تک یونہی رہو گے اور تمام اولاد عبدالمطلب برابر
ہو جائے گی۔ یہاں کوئی بھی ہم میں سے دوسرے کو نہ پہچان سکے گا۔ جب ایسے حالات پیدا ہو
جائیں تو تمہارا ستارہ طلوع ہوگا۔ پس تم خدا کی حمد بجا لانا۔ (یعنی ان کی امامت کو قبول کرنا)
(اثبات الہداۃ: ۳، ۷ر ۵۳: بحار الانوار ۵۱: ۳۲ [illegible] معجم احادیث المہدی [illegible])

(حدیث: ۱۶)

معروف بن خربوذ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی
زبان مبارک سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا: اس امت میں میرے اہل بیت کی
مثال بالکل ویسی ہے جیسی آسمان میں ستاروں کی۔ جیسے ہی کوئی ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا
طلوع ہو جاتا ہے۔ اس پر تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور اس کی طرف اپنی انگلیوں سے
اشارہ کرتے ہو۔ پھر موت کا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔
پھر تم ایک خاص عرصے تک اسی طرح حیرانگی و پریشانی کے عالم میں رہو گے اور تم [illegible]
[illegible] کر پاؤ گے۔ اس وقت تمام بنی عبدالمطلب برابر ہو جائیں گے اسی اثنا میں
تمہارے ستارے کا ظہور ہوگا۔ پس تم خدا کی حمد کرو اور اسے قبول کر لینا۔ (حوالہ سابق)

(حدیث: ۱۷)

معروف بن خربوذ سے روایت ہے کہ سرکار باقر العلوم نے ارشاد فرمایا:
ہم آل محمد آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں۔ جب کوئی ستارہ غائب ہوتا ہے تو اس کی جگہ
دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تم اپنی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہو اور

طرح سے ستارے دیکھتے ہو اسی طرح خدا تمہارے ایک ستارے کو غائب کر دے گا تو تم اولاد عبد
المطلب برابر ہو جائیں گے اور ان میں کسی کی بھی مستقل پہچان نہ ہوگی۔ پھر جب تمہارا ستارہ
طلوع ہوگا تو اس کی حمد بجا لانا۔ (الکافی: ۱، ۳۳۸: بحار الانوار: ۵۱، ۳۸)

(حدیث: ۱۸)

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ صاحب الامر میری اولاد سے ہوں گے، اور وہ
(کی غیبت کے زمانے میں ان) کے بارے میں کہا جائے گا: وہ مر گئے یا
ہلاک ہو گئے، یا پھر کس جنگل میں رہ گئے؟؟ (غیبت طوسی: ۳۳۵: اثبات
الہداۃ ۳: ۵۰۳: بحار ۵۱: ۱۱۴، منتخب الاثر: ۲۲۳، معجم احادیث الامام المہدی ۳: ۲۶)

(حدیث: ۱۹)

جناب مفضل بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام
سے سوال کیا: قائم کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: جب کشتی بھنور میں آئے گی تو کہا جائے گا:
وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے؟؟ کس جنگل میں کھو گئے؟؟
مفضل کہتا ہے: میں نے عرض کی: اس کے بعد کیا ہوگا؟
فرمایا: وہ نور کے ساتھ ظاہر ہو جائیں گے۔ (بحار الانوار: ۵۱، ۱۴۳: معجم
احادیث الامام المہدی: ۳، ۲۵)

(حدیث: ۲۰)

عبدالکریم سے مروی ہے کہ جب امام صادق علیہ السلام کے سامنے سرکار قائم آل محمد کا
ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ابھی ان کا ظہور کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ کشتی ابھی گرداب
میں پھنسی ہوئی نہیں حتیٰ کہ ان کے متعلق کہا جائے کہ وہ دنیا سے چل بسے، یا کسی نے انہیں مار
دیا یا پھر وہ کہاں اور کس وادی میں گم ہو گئے؟؟

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا کہ یہ کشتی کے گرداب میں آنے کا کیا مطلب ہے؟
تو امامؑ نے فرمایا: شیعوں کا آپس میں اختلاف کرنا۔ (بحار الانوار ۵۲/ ۲۲۷؛ الزام الناصب: ۲/ ۱۶۱؛ معجم احادیث المہدیؑ: ۳/ ۳۲۱)

یہ احادیث اس اختلاف کو بیان کرتی ہیں جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ذات کے بارے محبان اہل بیتؑ کے ساتھ کچھ گروہوں کا ہے۔ اور وہ گروہ تشیع کی طرف منسوب ہیں۔ رہی بات اہل سنت علماء کی تو وہ اس عقیدے کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے اور اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام مہدی کہاں ہیں؟ ان کا ظہور کب ہوگا؟ وہ کب تک غائب رہیں گے اور بالفرض ان کا ظہور ہو بھی جائے تو وہ یہاں کتنا عرصہ مزید زندہ رہیں گے؟ حالانکہ انہیں غیب ہوئے ۸۰ سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے؟![1] ان میں سے بعض تو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ کی وفات ہو بھی چکی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کی ابھی ولادت ہی نہیں ہوئی اور وہ امام زمانہ کے دنیا میں آنے کے قائل شخص کو طنز و تمسخر کا نشانہ بناتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ اتنا عرصہ کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں؟ جبکہ انسانوں کی اوسط عمر اس سے بہت کم ہے؟ حالانکہ وہ اس طرف غور نہیں کرتے ہیں کہ خداوند عالم قادر مطلق ہے اور وہ یہ اختیار رکھتا ہے کہ اپنے ولی کو سب سے لمبی عمر عطا کرے۔ نیز وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اس کے ولی کے اہل زمانہ میں سے یا کسی بھی زمانے کے کسی بھی شخص کو طول عمر سے نوازے۔ اور وہ اپنے غیب رہنے کا عرصہ مکمل کر کے ظاہر ہو۔ کیونکہ ہم نے اپنے ہی زمانے کے کئی ایسے افراد دیکھے ہیں جن کی عمر ۱۰۰ سال سے اوپر ہے۔ اس کے باوجود بھی ان کے قوائے بدنی و ذہنی اپنی جگہ صحیح و سلامت ہیں۔

چنانچہ جب ایک عام بندے کو خدا اس قدر زندگی و قوت دے سکتا ہے تو جو اس کی

---

[1] یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی۔ اب تو سرکار کی غیبت کو لگ بھگ ۱۱۸۶ سال ہو چکے ہیں۔ (از مترجم)

حجت ہو اور جسے اس نے اپنی آیت کبریٰ بنایا ہو اسے طول عمر و سلامتی کیوں نہیں دے سکتا؟!
کیونکہ آپ ہی دین خدا کو تمام ادیان عالم پر غالب کریں گے ہر طرح کی کثافت و پلیدگی کا خاتمہ کریں گے۔ جو لوگ یہ اعتراضات کرتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا واقعہ نہیں پڑھا کہ جب ان کی وجہ سے بہت سے بچوں اور عورتوں کو قتل کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں بہت سی خلق خدا موت کے گھاٹ اتر گئی۔
بالآخر خداوند سبحان نے قدرت کا ایسا جلوہ دکھایا جو شخص ان کی تلاش میں تھا اور انہیں مارنا چاہتا تھا، جیسا کہ اس نے بہت سے بچوں کو فقط اسی شے کی بنا پر قتل کروا دیا کہ کہیں وہ موسیٰ نہ ہو وہی اس کا مربی و کفالت کا ذمہ دار بنا۔ اس کے بعد ان کے قصے میں ملتا ہے کہ پھر وہ اس کے پاس سے چلے گئے اور ایک لمبا عرصہ گزارنے کے بعد دوبارہ اس کے پاس آئے اور اسے خدا کا پیغام پہنچایا۔ اور یہ خدا کا ایک طریقہ ہے جو شروع سے چلا آ رہا ہے اور اس میں رد و بدل کا کوئی امکان نہیں۔

اس واقعے میں صاحبان عقل کے لیے بہت سے اشارے موجود ہیں۔ جو حقیقت کے ادراک میں ان کے لیے معاون ثابت ہوں گے۔

یہاں ہم اپنے اہل تشیع بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ خدا نے جس حقیقت کی طرف تمہاری راہنمائی کی ہے اس پر قائم رہنا اور اس کی اس نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا۔ بے شک ہر طرح کی حمد و شکر کے لائق فقط اسی کی ذات ہے۔

دوسری فصل

﴿حدیث:۱﴾

محمد بن مسلم ثقفی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کا امام غیب ہو جائے گا تو کئی سال اس طرح گزاریں گے کہ انہیں معلوم نہ ہوگا کہ ان کا امام کون ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ ان کے امام کو ظاہر کردے گا۔

(اثبات الہداۃ:۳/ ۵۵۳؛ بحار:۵۱/ ۱۳۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۳/ ۲۶۹)

﴿حدیث:۲﴾

مغیرہ سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا ایسا بھی کوئی زمانہ ہوگا جس میں مسلمانوں کو اپنے امام کی معرفت نہ ہوگی؟

امام نے فرمایا: ایسا ہی کہا جاتا ہے۔

میں نے پوچھا: جب حالات اس طرح کے ہو جائیں تو ہم کیا کریں؟ فرمایا: جب ایسی صورت حال ہو تو پہلی بات پہ قائم رہو، یہاں تک کہ دوسری بات واضح ہو جائے۔

(بحارالانوار:۵۲/ ۱۳۲)

﴿حدیث:۳﴾

منصور سے روایت ہے کہ سرکار صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: جب تیری زندگی میں ایسا دن ہے جس میں تو آل محمدؑ میں سے کسی امام کو نہ دیکھے تو پہلے جس سے محبت کرتے تھے اس کی محبت پہ قائم رہنا، جس سے نفرت کرتے تھے، اس کے ساتھ نفرت باقی رکھنا، جس سے محبت وولا رکھتے تھے، اس کی محبت وولایت پہ برقرار رہنا۔ اور صبح وشام ظہور امام کا منتظر رہنا۔

ہمیں خبر دی شیخ یعقوب کلینی نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے احمد بن

سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے حسن بن علی عطار سے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ایک شخص سے، جس نے یہ روایت ان سے نقل کی۔ اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت نقل کی ہے (جو ابھی اوپر گزری ہے۔) (حوالہ سابق)

﴿حدیث:۴﴾

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا والد امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب اپنے درمیان امام ہدایت اور راہنمائی کرنے والا نشان نہ دیکھے گا۔ [1] اس حیرت سے وہی شخص نجات پائے گا جو دعا غریق پڑھے گا۔ [2]

میرے والد نے کہا: باخدا! یہ تو بہت بڑی آزمائش ہوگی۔ قربان جاؤں! بتائیے ایسے حالات میں ہم کیا کریں؟

امام نے فرمایا: جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو جو تمہارے پاس موجود ہوں اس پر قائم رہنا یہاں تک کہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔ (کمال الدین:۳۴۸؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۳؛ بحارالانوار:۵۲/ ۱۳۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۳/ ۳۹۹)

﴿حدیث:۵﴾

حارث بن مغیرہ نضری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: "ہم نے روایت کیا ہے کہ قائم آل محمدؑ کچھ عرصے کے لیے غیب رہیں گے۔" بتائیے ان کی غیبت کے زمانے میں ہمارا فریضہ کیا ہوگا؟ فرمایا: اس وقت تم پہلی بات پر ہی قائم

---

[1] امام ہدایت سے مراد تو یقیناً امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں، اور نشان ہدایت سے مراد آپؑ کے نائبین خاص ہیں۔ جنہیں نواب اربعہ کہا جاتا ہے۔ (از مترجم)

[2] دعائے غریق یہ ہے: اللھم مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

رہنا، یہاں تک کہ حقیقت تم پہ واضح ہو جائے۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۳)

(حدیث: ۶)

محمد بن ہمام سے روایت ہے، انہوں نے مرفوعاً اپنی اسناد کے ساتھ ابان بن تغلب سے روایت نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے جس کے ایک مخصوص حصے میں علم اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چھپ جاتا ہے۔ پھر وہ ایک عرصے تک اسی حالت میں رہیں گے، اور بالآخر ان کا ستارہ طلوع ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے: میں نے سوال کیا: وہ مخصوص عرصہ کون سا ہے؟

فرمایا: غیبت کا زمانہ۔

میں نے عرض کی: اس زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ارشاد فرمایا: تم اپنے سابقہ طریقے پر قائم رہنا، یہاں تک کہ تمہارا ستارہ طلوع ہو جائے۔ (مصادر سابقہ)

(حدیث: ۷)

اسناد بالا کے ساتھ ہی ابانؒ سے روایت ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی کہ جب دو مسجدوں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی) کے درمیان سبطہ واقع ہوگا۔ اس وقت علم اس طرح اٹھ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔ شیعہ آپس میں اختلاف کریں گے، ایک دوسرے کو جھوٹا کہیں گے، ایک دوسرے کے منہ پر تھوکیں گے۔

میں نے پوچھا: اس وقت بھلائی کس چیز میں ہوگی؟

امام نے تین بار فرمایا: اس وقت سب کی سب خیر امام زمانہ کے ظہور کی تعجیل کی دعا

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے بعض راویوں سے نقل کیا، انہوں نے احمد بن ... سے، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے ابان بن تغلب سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب بطشہ واقع ہوگا۔ (اس کے بعد امام نے وہی بیان کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔)

(الکافی: ۱/ ۳۴۰؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۴؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/ ۳۳۴)

(حدیث: ۸)

ابان بن تغلب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابانؒ! اس دنیا کو سبطہ کی حالت درپیش ہوگی تو علم دونوں مسجدوں کے درمیان اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چھپتا ہے۔

میں نے پوچھا: سبطہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ فترت کے زمانے کی نسبت کم ہے۔ لوگ اسی حالت میں حیران و پریشان ہوں گے کہ اچانک ان کا ستارہ طلوع ہو جائے گا۔

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! اس وقت ہماری ذمہ داری کیا ہوگی اور اس کے امام کے ظہور کے درمیان کیا ہوگا؟ تو فرمایا: تم اسی (غیبت امامؑ کے عقیدے) پر قائم رہنا، یہاں تک کہ خدا صاحب غیبت کو تمہارے سامنے لے آئے۔ (مصادر سابقہ)

یہاں متواتر روایات میں سے ہیں جو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت اور علم کے گم ہو جانے کی شاہد ہیں۔ یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جو دنیا والوں کے لیے حجت ہوتا ہے۔ یہ آئمہ طاہرینؑ کے اس امر پر مشتمل ہے جو انہوں نے اپنے شیعوں کے لیے صادر کیا ہے کہ وہ اپنے امام کی غیبت کے زمانے میں اپنے سابقہ ایمان و عقیدے پر قائم رہیں اور امام کے ظہور کا انتظار کریں۔ چونکہ وہ اس وقت اپنے زمانے کے امام و حجت کو نہ دیکھ سکیں گے اس لیے ان کا عذر قابل قبول ہوگا۔ نیز اس سے قبل بھی ہر زمانے میں ان پر سختی کی گئی۔ لہٰذا وہ اپنے امام کو ان کے نام سے جانتے ہیں اور نہ ہی انہیں آپؑ کے بارے

میں جستجو کی اجازت دی گئی ہے۔ جیسے ارشاد ہوا کہ خبردار! ان کا نام لے کر تشہیر مت کرو جس ایمان وعقیدے پر ہو اسی پر قائم رہنا، خبردار ان کی بابت شک نہ کرنا۔

اس بیان کی روشنی میں ثابت ہوا کہ امام زمانہ کی معرفت سے جاہل وہ ہیں جن کے پاس امام زمانہ اور آپؑ کی غیبت سے متعلق صادقینؑ کی روایات موجود نہیں اور بے خبر لوگ وہ ان کی غیبت کے منکر ہیں اور ان کو ظاہر بظاہر دیکھنا چاہتے ہیں۔ جبکہ اہل معرفت کو جو کچھ بتا دیا گیا ہے، وہ اس پر قائم اور استقامت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ خدا نے انہیں اپنے علم، فقہ، اپنے اولیاء کی تصدیق، ان کے احکام کی تعمیل اور ان کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کی توفیق عطا کی ہے۔ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ آئمہ ہدیٰ کی مخالفت سے ڈرتے ہیں کہ جن کی اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح واجب ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت، خدا کی اطاعت کی مانند واجب ہے۔

سورہ نور میں ارشاد خدا ہے کہ جو لوگ حکم خدا کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی فتنے میں نہ پڑ جائیں یا کوئی دردناک عذاب انہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ (آیت ۶۳) سورۃ نساء میں ہے کہ ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صاحبانِ امر کی۔ (۵۹) سورۃ مائدہ میں آیا ہے: اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو، اور ڈرتے رہو۔ اگر تم نے روگردانی کی تو سن لو کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تو صرف واضح کر کے پیغام پہنچا دینا ہے۔ (۹۲)

اس فصل کی چوتھی حدیث میں جو آیا کہ اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی کہ جب تم نہ اپنے ہادی امام کو دیکھ سکو گے اور نہ راہنمائی کرنے والے نشان کو۔ یہ اس رابطے کو واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ سفراء اربعہ کے واسطے سے شیعوں اور امام کے درمیان قائم ہوا تھا۔ لہٰذا غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام زمانہ اور شیعوں کے درمیان نائب خاص ہی ایک نشانی تھی۔ مگر جب لوگوں پر خدا کی آزمائش مکمل ہوئی تو اس نے ان نشانیوں کو بھی اٹھا لیا اور غیبت کبریٰ کو دور شروع ہو گیا۔

تیسری فصل

(حدیث: ۱)

ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے، اس نے نقل کیا کسی راوی سے، اس نے احمد بن محمد بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ایک شخص کے واسطہ سے جناب مفضل بن عمرؒ سے، اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ جماعت اس وقت خدا سے بہت زیادہ قریب اور اس کی پسندیدہ ہو جائے گی جب خدا کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہو جائے گی۔ پس وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گی اور ان کے سامنے ظاہر نہ ہو گی۔ اور انہیں اس کے ٹھکانے کی بھی کچھ خبر نہ ہو گی۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس بات کا علم و یقین رکھیں گے کہ خدا کی حجت باطل نہیں ہوئی اور نہ اس کے وعدے کی خلاف ورزی ہوئی۔

چنانچہ وہ ان حالات میں صبح وشام اپنے امامؑ کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ بلاشبہ خدا اپنے دشمنوں پر اس وقت بہت زیادہ غضب ناک ہوتا ہے جب ان کے درمیان سے اس کی حجت غائب ہو جاتی ہے اور ظاہر نہیں ہوتی۔ (خدا نے اہل ایمان کی اس طرح آزمائش اس لیے کی ہے، کیونکہ) وہ جانتا ہے کہ اس کے اولیاء شک میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اگر اس کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ شک میں پڑ جائیں گے تو وہ گوشۂ چشم ہلنے کی دیر بھی اپنی حجت کو ان کی نظروں سے غائب نہ کرتا۔ اور یہ ہمیشہ اہل شر کے سر پہ قائم ہوتی ہے۔ (الکافی: ۱ر ۳۳۳؛ کمال الدین: ۷ ۳۳؛ تقریب المعارف: ۱۸۸؛ غیبت طوسی: ۴۵۷؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۳؛ بحار الانوار: ۵۲ر ۹۴)

(حدیث: ۲)

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن

ہاشم نے، انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن خالد سے، انہوں نے ایک شخص سے جس نے ان سے بیان کیا، اس نے جناب مفضل بن عمر سے۔ اس حدیث کی دوسری سند میں شیخ کلینی کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن یحیی نے، انہوں نے نقل کیا عبد اللہ بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ایک راوی سے، اس نے جناب مفضل بن عمرؓ سے اور آپؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

بندے اس وقت خدا سے بہت زیادہ قریب اور اس کے پسندیدہ ہو جاتے ہیں جب اُس کی حجت ان کی نظروں سے غائب ہو جائے گی۔ پھر نہ وہ ان کے سامنے ظاہر ہوتی ہے اور نہ انہیں اس کے ٹھکانے کی کچھ خبر ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ خدا کی حجت باطل نہیں ہوئی اور نہ اس کے وعدے کی خلاف ورزی ہوئی۔ چنانچہ وہ ان حالات میں صبح و شام اپنے امام کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ بلاشبہ خدا اپنے دشمنوں پر اس وقت بہت زیادہ غضب ناک ہوتا ہے جب ان کے درمیان سے اس کی حجت غائب ہو جاتی ہے اور ظاہر نہیں ہوتی۔ (خدا نے اہل ایمان کی اس طرح آزمائش اس لیے کی ہے، کیونکہ) وہ جانتا ہے کہ اس کے اولیاء شک میں مبتلا نہیں ہوتے۔

اگر اس کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ شک میں پڑ جائیں گے تو وہ پلک جھپکنے کی دیر بھی اپنی حجت کو ان کی نظروں سے غائب نہ کرتا۔ اور یہ ہمیشہ اہل شر کے سر پہ قائم ہوتی ہے۔

(الکافی: ۱/ ۳۳۳؛ کمال الدین: ۳۳۷؛ تقریب المعارف: ۱۸۸؛ غیبت طوسی: ۴۵۷؛ اعلام الوری: ۴۰۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۹۴)

ان دو احادیث میں امام نے زمانہ غیبت کے شیعان اہل بیت کی تعریف کی ہے کہ خدا انہیں اس وجہ سے پسند کرتا ہے کہ ان کے درمیان حجت خدا موجود بھی نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہ اس عقیدے پر قائم رہتے ہیں کہ خدا کی حجت باطل نہیں اور نہ اس کا وعدہ

برخلاف ہوا۔ اس کے بعد امام نے فرمایا کہ خدا نے ان سے اپنی حجت کو اس لیے غیب کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ شک میں نہیں پڑیں گے۔ اگر اسے یہ علم ہوتا کہ یہ لوگ شک میں پڑ جائیں گے تو وہ انہیں حجت کے وجود سے لمحے بھر کے لیے بھی محروم نہ کرتا۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں قائم آل محمدؑ کی امامت و غیبت پر یقین رکھنے والوں میں سے قرار دیا اور ہمارا شمار اپنی حجت میں شک کرنے والوں میں نہ کیا۔

(حدیث: ۳)

یزید الکناسی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ امام عصرؑ میں حضرت یوسفؑ تشبیہ موجود ہے۔ ایک تو وہ با عظمت و بلند شان والی بی بی کے بیٹے ہیں اور دوسرا خدا ان کے معاملے کو رات کے وقت درست کرے گا۔ [1]

(حدیث: ۴)

سدیر صیرفی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: اس امر کے مالک میں حضرت یوسفؑ کے ساتھ شباہت موجود ہے۔

یہ سن کر میں نے عرض کی: ایسا لگتا ہے کہ آپ ہمیں کسی غیبت یا حیرانگی کی خبر دے رہے ہیں؟

---

[1] قارئین کرام پہ واضح رہے کہ اس روایت میں ابن امۃ سوداء کے الفاظ وارد ہوئے جن سے اشتباہ کر کے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہاں آپ کو سوڈانی کنیز کا بیٹا کہا گیا ہے۔ لیکن میری تحقیق کے مطابق یہ لفظ یہاں سیادت و بزرگی کے معنوں میں ہے۔ کیونکہ اگر اسے سیاہ فام ہونے کے معنوں میں لیا جائے تو بہت سے تضادات لازم آتے ہیں۔ مثلاً ایک تو جناب نرجس رومیہ یا مطہرہ تھیں، نہ کہ سوڈانی سیاہ فام، ثانیاً یہ کہ حضرت یوسفؑ کی والدہ جناب راحیلؑ اپنے وقت کے گورنر کی بیٹی تھیں، نہ کہ کوئی عام کنیز۔ اسی طرح جناب نرجس بھی کوئی مجہول و گمنام خاتون نہ تھیں، بلکہ یشوعا بن قیصر روم کی بیٹی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب (از مترجم)

تو امام نے فرمایا: اس مخلوق میں سے بعض ملعون جو شکل خنزیر جیسے ہیں اسے جانے اس (غیبت) کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بڑے زیرک، دانا تھے اور انبیاءؑ کی نسل و اسباط میں سے تھے۔ لیکن جب وہ جناب یوسف علیہ السلام کے پاس گئے، ان سے باتیں کیں، ان کے ساتھ لین دین کیا، ان کے پاس ٹھہرے، وہ ان کے بھائی تھے اور جناب یوسف ان کے بھائی تھے۔ اس سب کے باوجود وہ آپ کو نہ پہچان سکے بالآخر آپؑ نے انہیں اپنا تعارف کرایا کہ میں یوسف ہوں۔ تب انہوں نے آپ کو پہچانا۔

جب خدا حضرت یوسفؑ کو اس قدر پوشیدہ رکھ سکتا ہے کہ ان کے بھائی انہیں سامنے دیکھنے کے باوجود بھی نہیں پہچان رہے تو کیا اس حیران و پریشان امت کی نظر میں وہ خدا اس بات پر قادر نہیں کہ کسی وقت لوگوں پر اپنی حجت کو ان کی نظروں سے اوجھل کر دے۔ حضرت یوسف مصر میں اعلیٰ ترین منصب پہ فائز تھے اور ان کے اور ان کے بابا کے درمیان اٹھارہ دن کی مسافت تھی۔ اگر خدا انہیں جناب یوسف کی جگہ کے بارے میں بتانا چاہتا تو کوئی اسے روکنے والا نہیں تھا۔ خدا کی قسم! جب حضرت یعقوبؑ کو جناب یوسف کی بشارت ملی تو انہوں نے وہی فاصلہ نو دنوں میں طے کیا۔

اس امت کو کیا ہو گیا ہے، یہ کیوں نہیں سمجھتی کہ خدا چاہے تو اس کی حجت کے ساتھ بھی وہی واقعہ دہرا سکتا ہے جو حضرت یوسفؑ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور پھر تمہارے امام مظلوم کہ جن کے حق کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اور جو اس امر امامت کے حقیقی وارث ہوں گے۔ وہ ان کے یہاں آمد و رفت رکھیں گے، ان کی گلی محلوں میں جائیں گے اور ان کی محفلوں میں شریک ہوں گے، مگر وہ اپنے امام کو اس وقت تک نہیں پہچان سکیں گے، جب تک کہ خدا اسے اجازت نہ دے کہ وہ خود انہیں اپنا تعارف کرائے۔ جس طرح جب برادران یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا آپؑ یوسف ہیں، تو خدا نے انہیں ان کے بارے میں بتانے کی اجازت دے دی۔

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن حسین سے، انہوں نے ابن ابی نجران سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے سدیر صیرفی سے، وہ کہتے ہیں: میں نے سرکار صادق آل محمدؑ کی زبان مبارک سے سنا (اس کے بعد راوی نے اسی کے مثل روایت نقل کی کہ جو اوپر گزری ہے۔)

(الکافی ۱/ ۳۳۶ ح ۴؛ کمال الدین: ۳۴۴ ح ۲۹؛ علل الشرائع: باب: ۱۷۹ ح ۷؛ دلائل الامامہ: ۱۹۰؛ تقریب المعارف: ۱۹۹؛ اعلام الوریٰ: ۴۰۵؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۹۳۶؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۴۴۳)

(حدیث: ۵)

حضرت ابو بصیرؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: صاحب الامر میں چار نبیوں کی سنتیں پائی جائیں گی۔ ایک سنت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، ایک حضرت یوسف علیہ السلام کی اور ایک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

ابو بصیرؒ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کون سی سنت؟

امام نے فرمایا: خائف ہونا اور حالات پہ نظر رکھنا۔

میں نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت؟

ارشاد فرمایا: ان کے بارے میں وہی بات کہی جائے گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی گئی۔ (یعنی وہ دنیا سے جا چکے ہیں۔)

میں نے کہا: حضرت یوسفؑ والی سنت؟

فرمایا: قید اور غیبت کا عرصہ گزارنا۔

میں نے کہا: اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کون سی سنت؟

تو فرمایا: جب وہ قیام کریں گے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مطابق چلیں گے اور آپؐ کے تمام آثار کو مکمل طور پہ واضح کریں گے۔ اور جنگ و جدال کی غرض

سے آٹھ ماہ تک تلوار اپنے کندھے پر رکھیں گے۔ یہاں تک کہ خدا راضی ہو جائے گا۔

میں نے سوال کیا: انہیں کس طرح معلوم ہوگا کہ اب خدا راضی ہو گیا ہے؟

فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے کہ اس وقت خدا ان کے دل میں رحم ڈال دے گا۔

(الامامۃ والتبصرۃ: ۹۳؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۶؛ کمال الدین: ۱۵۲)

قارئین کرام! صادقینؑ کے درج بالا فرامین میں خوب غور و دقت کریں۔ ان میں بیان ہوا ہے کہ قائم آل محمدؑ میں سابقہ انبیاءؑ کی سنتیں موجود ہوں گی۔ جیسے وہ ایک طویل عرصے تک دشمنوں کے شر سے بچنے کی خاطر ان کی نظروں سے غائب رہیں گے۔ انہیں اپنے ماننے والوں کے بارے میں خطرہ لاحق رہے گا۔ وہ ایک عظیم و بلند شان و شوکت والی مستور کے فرزند ہوں گے اور خدا رات کے وقت ان کا معاملہ درست کرے گا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی یقیناً قابل توجہ ہے کہ آپ ہی دنیا سے تمام گمراہیوں کا خاتمہ اور بدعات کا قلع قمع کریں گے۔ لہٰذا شیعان اہل بیت کو خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ جس نے انہیں ایسے عالی مرتبہ آئمہ طاہرینؑ کی امامت پر ثابت قدم رکھا۔ جب کہ بہت سے لوگ اس عقیدۂ حقہ سے منحرف ہو کر دائیں بائیں نکل گئے تو شیطان نے ان کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اب وہ انہیں طرح طرح کے شبہات میں ڈالتا ہے، کسی اچھائی کی طرف نہیں آنے دیتا اور نہ کسی پستی سے نکلنے دیتا ہے۔ وہ انہیں ایمان سے دور کرتا ہے اور گمراہی کو ان کی نظروں کے آگے سجا کر پیش کرتا ہے۔ تو وہ ہر اس شخص کی بات کو خوشی خوشی قبول کر لیتے ہیں جو عقل و قیاس کا سہارا لے اور ہر ایسے شخص سے دور بھاگتے ہیں جس کے پاس حق ہوتا ہے اور جو ایسی حجت کی اطاعت کا پابند ہوتا ہے جس کی اطاعت خدا نے فرض کی۔ جیسا کہ خداوند کریم نے شیطان کی باتوں کی اس طرح حکایت کی ہے: شیطان نے کہا: تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکاؤں گا، سوائے ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے (سورۃ ص: ۸۲، ۸۳) ایک دوسرے مقام پر ارشاد کیا: میں ان کو بہکانے کی غرض سے تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ (سورۃ نساء: ۱۱۹)

محترم قارئین! ذرا توجہ کیجئے! یہ ملعون فرزندان آدم کو صراط مستقیم سے دور رکھنے کی فکر میں ہے اور اس کی خاطر عملی طور پر کوشاں بھی ہے۔ اور صراط مستقیم سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ کیا مولا امیر کائناتؑ نے یہ نہیں فرمایا تھا:

انا حبل الله المتين، وانا الصراط المستقيم، وانا الحجة على خلقه اجمعين بعد رسوله الصادق الامين

"میں خدا کی محکم رسی ہوں، میں صراط مستقیم ہوں، میں رسول صادق و امین کے بعد تمام خلق خدا پر اس کی حجت ہوں۔"

پھر خداوند عالم نے ابلیس ملعون کے دل کے خیال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾

"اور ان پر ابلیس نے اپنے گمان کو سچا کر دکھایا تو مومنین کے ایک گروہ کو چھوڑ کر سب نے اس کا اتباع کر لیا۔" (سورۃ سبا)

تو اے برادران ایمانی! خدا تم پر رحم کرے! خواب غفلت سے اٹھو اور بے توجہی سے اپنا دامن بچاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم صادقینؑ کے ان فرامین کی طرف کما حقہ توجہ نہ دو اور انہیں صرف سننے پڑھنے پر ہی موقوف کر دو۔ پھر شیطان لعین تمہیں راہ حق سے ہٹا کر اپنی مرضی کی راہ پر ڈال دے۔

(حدیث ۲)

جناب زرارہؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ قائم آل محمدؑ کے قیام سے قبل ایک خاص عرصہ غیبت کا ہوگا۔

میں نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟

تو امامؑ نے اپنے بطن اطہر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اسے خدشہ لاحق ہوگا۔

پھر فرمایا: اے زرارہؓ! وہی منتظر ہوں گے اور ان کی ولادت میں شک کیا جائے گا۔ کچھ لوگ کہیں گے کہ ان کے والد بزرگوار دنیا سے چل بسے ہیں اور ان کی پیچھے کوئی وارث نہیں، کچھ کہیں گے کہ انہیں اٹھا لیا گیا ہے، کچھ کہیں گے وہ غائب ہو گئے ہیں اور کچھ کہیں گے کہ اپنے والدؑ کی وفات سے چند (بروایت بحار: دو) سال قبل دنیا میں آئے۔ درحالانکہ وہ غیبت میں ہوں گے اور) ان کا انکار کیا جا رہا ہوگا۔ اس وقت خدا شیعوں کے دلوں کا امتحان لے گا تو ان میں سے باطل کی طرف جھکاؤ رکھنے والے شک کا شکار ہو جائیں گے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں! اگر وہ زمانہ میری زندگی میں آ جائے تو کیا کروں؟

فرمایا: اگر تو اس زمانے کو پائے تو یہ دعا پڑھنا:

اللهم عرفني نفسك فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف نبيك. اللهم عرفني رسولك فانك ان لم تعرفني رسولك لم اعرف حجتك. اللهم عرفني حجتك فانك ان لم تعرفني حجتك ضللت عن ديني.

پھر فرمایا: اے زرارہؓ! ان کے ظہور سے پہلے مدینہ میں ایک لڑکے کا قتل کیا جانا ضروری ہے۔

میں نے پوچھا: کیا اسے سفیانی کا لشکر قتل کرے گا؟

فرمایا: نہیں، اسے بنی فلاں (عباس) کا لشکر قتل کرے گا۔ وہ لشکر غارت گری کرتے کرتے مدینہ کے اندر داخل ہو جائے گا۔ لوگوں کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا کہ اس لشکر نے مدینہ پر کیوں چڑھائی کی ہے؟ پھر وہ اس جوان کو گرفتار کر کے شہید کر دے گا۔ پس جب

اس جوان کو بغاوت و سرکشی اور ظلم کے ساتھ مار ڈالے گا تو خدا ان کی ڈھیل ختم کر دے گا۔ اس وقت قائم آلِ محمدؐ کے ظہور کی توقع کی جائے گی۔

شیخ کلینی کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے، انہوں نے نقل کیا حسن بن موسیٰ خشاب سے، انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے اور انہوں نے جناب زرارہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آلِ محمدؐ کی زبان سے سنا (اس کے بعد روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔)

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا حسین بن احمد سے، انہوں نے احمد بن ہلال سے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عثمان بن عیسیٰ نے، انہوں نے نقل کیا خالد بن نجیح سے اور انہوں نے جناب زرارہ بن اعینؓ سے، ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: (اس کے بعد روایت اور دعا بعینہٖ وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔)

احمد بن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ۵۶ سال پہلے سنی تھی۔

(الکافی: ۱/ ۳۳۷؛ کمال الدین: ۳۴۲؛ دلائل الامامۃ: ۲۹۳؛ تقریب المعارف: ۱۸۸)

(حدیث: ۷)

ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے، انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عطا مکی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کی کہ عراق میں آپؑ کے بہت سے شیعہ موجود ہیں۔ اللہ کی قسم! آپؑ کے خاندان میں آپؑ کے مقابل کا کوئی دوسرا فرد موجود نہیں۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی آپؑ کیوں خروج نہیں کرتے؟!

اس پر امامؑ نے فرمایا: اے عبداللہ! تو نے خواہ مخواہ احمقوں کی طرح (لوگوں کی باتوں پر) اپنے کان دھر لیے ہیں۔ خدا کی قسم! میں تمہارا حاکم نہیں۔

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: تو پھر ہمارا وہ امام کون ہے؟

فرمایا : دیکھو! جس کی ولادت کا لوگوں کو علم نہ ہو وہ تمہارا صاحب الامر
کیونکہ ہم میں سے جس کی طرف بھی انگلیوں سے اشارہ کیا جائے یا زبان سے صاحب الامر
کہا جائے وہ شہید ہو جاتا ہے یا اس کی وفات ہو جاتی ہے۔

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حسین بن محمد
راویوں نے، انہوں نے نقل کیا جعفر بن محمد سے، انہوں نے علی بن عباس بن عامر سے، انہوں
موسیٰ بن ہلال کندی سے، انہوں نے عبداللہ بن عطا مکی سے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام
(یہ وہی روایت ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔)

﴿حدیث:۸﴾

عبداللہ بن عطا مکی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں واسط سے حج کے سفر پر
امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھ سے لوگوں اور اشیاء کی قیمتوں کے
بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: لوگوں نے اپنی گردنیں آپؑ کی طرف جھکائی ہیں۔ اگر
آپ خروج کریں تو سب لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔

یہ سن کر امام نے فرمایا: اے عطا کے بیٹے! تو نے یونہی بے وقوفوں کی طرح اپنے
کان دھر لیے ہیں۔ قسم بخدا! میں تمہارا حاکم نہیں ہوں۔ ہم میں سے جس کی طرف
انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا یا آنکھیں بھر کر دیکھا جاتا ہے وہ شہید ہو جاتا ہے یا یونہی دنیا
سے چلا جاتا ہے۔

میں نے پوچھا : یونہی دنیا سے چلے کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: یعنی وہ بستر پہ دنیا سے چلا جاتا ہے حتی کہ خدا اس ہستی کو بھیج دے گا جس کی
ولادت مخفی ہوگی۔

میں نے سوال کیا : وہ ہے جس کی ولادت مخفی ہوگی؟

فرمایا: دیکھو، جس کے متعلق لوگوں کو صحیح علم نہ ہو کہ وہ پیدا ہوئے ہیں یا نہیں، تو وہی
تمہارے حاکم وصاحب الامر ہیں۔ (مصادر بالا)

﴿حدیث:۹﴾

ایوب بن نوح سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام
کی خدمت میں عرض کی: ہم امید لگائے ہوئے ہیں کہ صاحب الامر آپؑ ہوں گے۔ اور خدا
تلوار اٹھائے بغیر آپ کو اس مقام پہ فائز کرے گا، کیونکہ آپؑ کی بیعت بھی کی گئی ہے اور
آپؑ کے نام کا سکہ بھی رائج ہوا ہے۔

تو امامؑ نے فرمایا: ہم میں سے جس کے پاس بھی خطوط آتے ہیں، یا جس کی طرف
انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے، یا جس سے دینی مسائل پوچھے جاتے ہیں اور اموال شرعی
اس کے سپرد کیے جاتے ہیں اسے قید کر لیا جاتا ہے یا وہ اپنے بستر پر ہی دنیا سے رخصت ہو
جاتا ہے۔ (یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا) یہاں تک کہ خدا ہم آل محمدؐ میں سے ایک شخص کو
بھیجے جس کی ولادت اور رہنے کی جگہ مخفی ہوگی۔ لیکن اس کے نسبت میں کوئی خفا نہ ہوگا۔

(الکافی :۱/۳۴۱/۳؛ کمال الدین : ۳۷۰؛ اعلام الوری : ۴۰۸؛ کشف الغمہ
:۳/۳۱۴؛ اثبات الہداۃ: ۳/۴۳۶)

﴿حدیث:۱۰﴾

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت
میں عرض کی کہ مجھے قائم آل محمدؐ کے بارے میں کچھ بتائے تو آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ
میں نہیں۔ اور نہ وہ ہے جس کی جانب تمہاری گردنیں خم ہیں۔ اس کی ولادت مخفی ہوگی۔

میں نے سوال کیا: وہ کیا طرز عمل اپنائیں گے؟

فرمایا: جو طرز عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ جو کوئی ان کے مقابلے میں آئے گا

اسے اپنے راستے سے ہٹا کر آگے بڑھ جائیں گے۔

(عقد الدرر: ۲۶۲؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۴؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۸)

﴿حدیث: ۱۱﴾

یمان خرمہ فروش سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس امر کے مالک کے لیے ایک خاص عرصہ غیبت کا ہوگا جس میں ان کے دین پر قائم رہنے والا شخص ایسا ہوگا کہ وہ قتاد کے درخت کے کانٹے پکڑے ہوئے ہے۔ [1] پھر امام صادق علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور فرمایا: تم میں کون ہے جو قتاد کے کانٹوں کو پکڑے؟! اس کے بعد امام نے تھوڑی دیر کے لیے اپنا سر نیچے کیا، پھر فرمایا: اس امر کے مالک کے لیے غیبت کا ایک خاص عرصہ ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ خدا سے ڈرے اور ان کے دین کے ساتھ جڑا رہے

مجھ سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن یحیٰ اور حسن بن محمد دونوں سے، انہوں نے نقل کیا جعفر بن محمد کوفی سے، انہوں نے حسن بن محمد صیرفی سے، انہوں نے صالح بن خالد سے، انہوں نے یمان تمار (خرمہ فروش) سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس امر کے مالک کے لیے غیبت کی ایک خاص مدت ہے۔ (اس کے بعد حدیث بالکل اسی طرح جیسے اوپر بیان ہوئی ہے۔)

(الکافی: ۱/ ۳۳۵؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۶؛ کمال الدین: ۳۴۳؛ تقریب المعارف: ۱۹۱)

عالی قدر قارئین! توجہ کیجیے! ایسا صاحب غیبت، امام زمانہ کے علاوہ بھلا کون ہو سکتا ہے؟! ان کے سوا کون ہے جن کی ولادت کے بارے میں سنی علماء کی اکثریت شک

---

[1] قتاد ایک درخت ہوتا ہے جس کی لکڑی بڑی مضبوط اور اسکے کانٹے سوئی نما ہوتے ہیں۔ اس تعبیر سے کسی مشکل ترین کام کو کرنے کی طرف کنایہ کیا جاتا ہے۔ (از مترجم)

میں مبتلا ہے؟! دوسرا کون ہے جس کا معاملہ بہت سے لوگوں پر مخفی ہو اور وہ اس کے متعلق باتوں تصدیق اور ان پر ایمان نہ رکھتے ہوں؟ کیا امام زمانہ ہی وہ نہیں کہ جن کی غیبت کے زمانے میں ان کی ولادت کے قائل اور اس کا اعتقاد رکھنے والوں کو آئمہ طاہرینؑ نے قتاد کے کانٹے پکڑنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے؟

الغرض یہ کہ اس عقیدے پر بہت ہی تھوڑے لوگ باقی رہ جائیں گے اور باقی شیعہ ہونے کا دعوی کرنے والے ان سے بالکل کٹ جائیں گے، ان کی خواہشیں انہیں غلط راہوں پہ ڈال دیں گی، ان کے دل حق اور صبر کی تلخی کو برداشت نہ کر سکیں گے اور وہ امام کے وجود کا اقرار کرنے میں تنگی محسوس کریں گے۔ کیونکہ امام پردۂ غیبت میں ہوں گا اور عرصہ غیبت طویل ہو جائے گا۔ مگر جو شخص امیر المومنینؑ کے اس فرمان مبارک پر عمل پیرا ہو اس کے لیے اس عقیدے پر قائم رہنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: ولا تستوحشوا فی طریق الهدی لقلة من یسلکه ''ہدایت کی راہ میں ساتھیوں کی قلت سے پریشان نہ ہوا کرو!''

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم لوگوں کو حق پہ قائم رکھیں اور مضبوطی کے ساتھ اس سے متمسک رہنے کی توفیق دے۔ (آمین!)

چوتھی فصل

﴿حدیث:۱﴾

ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ نے، وہ بیان کرتے ہیں: ہم سے نقل کیا علی بن حسین تیملی نے، انہوں نے عمر بن عثمان سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے اسحاق بن عمار صیرفی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: قائم کی غیبت دو قسم کی ہوگی۔ ایک طویل اور ایک مختصر۔ پہلی غیبت میں ان کی رہائش کے بارے میں ان کے خاص شیعہ علم رکھتے ہوں گے۔ جبکہ دوسری غیبت میں ان کی جگہ کا علم صرف ان کے خاص موالیوں کو ہوگا۔

(الکافی: ۱ر۳۴۰؛ تقریب المعارف: ۱۹۰؛ اثبات الہداۃ: ۳ر۴۳۵؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۵۵)

﴿حدیث:۲﴾

ہم سے بیان کیا محمد بن یعقوب کلینی نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن یحیٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، اور انہوں نے اسحاق بن عمار صیرفیؒ سے۔ (آگے روایت وہی جو اوپر گزری ہے۔)

﴿حدیث:۳﴾

ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: صاحب الامر کی غیبت دو طرح کی ہوگی۔ نیز میں نے سنا آپ کہہ رہے تھے کہ قائم آل محمد جس وقت قیام کریں گے تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی۔ (حلیۃ الابرار: ۲ر۵۹۳؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۵۵؛ منتخب الاثر: ۲۵۱)

﴿حدیث:۴﴾

ہشام بن سالمؒ سے روایت ہے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قائم آل محمد قیام کریں گے تو ان کی گردن میں کسی کا میثاق و عہد اور بیعت نہ ہوگی۔

(الکافی: ۱ر۳۴۲؛ کمال الدین: ۴۷۹؛ اثبات الہداۃ: ۳ر۴۶۳؛ حلیۃ الابرار: ۲ر۵۹۱)

﴿حدیث:۵﴾

جناب مفضل بن عمرؒ سے روایت ہے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: صاحب امر کی غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔ ان میں ایک زمانہ اس قدر طویل ہوگا کہ بعض لوگ کہیں گے: وہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں، بعض کہیں گے: انہیں قتل کر دیا گیا ہے، اور بعض کہیں گے کہ وہ کہیں گم ہو گئے ہیں۔ اس وقت ان کے ماننے والوں میں سے بہت تھوڑے ان کے متعلق عقیدے پر قائم رہیں گے۔ ان کے ٹھکانے کی خبر اپنے یا بیگانے کسی کو نہ ہوگی۔ البتہ وہ نائب ان کی جگہ سے واقف ہوگا جو ان کی نیابت کے فرائض انجام دے گا۔ (غیبت طوسی: ۱۶۱؛ عقد الدرر: ۱۳۴؛ منتخب الانوار: ۸۱)

اگر غیبت کے موضوع پر ایک یہی حدیث ہوتی تو بھی کافی تھی۔

﴿حدیث:۶﴾

حازم بن حبیب سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کی: خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے! میرے والدین دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ مگر وہ اپنا حج ادا نہیں کر سکے۔ اب خدا نے مجھے کافی مال و دولت دیا ہے۔ کیا میں ان کی طرف حج کر سکتا ہوں؟ اس پر صادق آل محمدؑ نے فرمایا: ہاں! ان کی طرف حج کرو، یہ ان کے سکون کا باعث ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا: اے حازمؒ! صاحب الامر کی غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔ اور وہ دوسری غیبت کے زمانے میں ظہور کریں گے۔ لہٰذا اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ اس

نے ان کی قبر کی خاک سے اپنے ہاتھ جھاڑ لیے ہیں تو اس کی بات کو سچ نہ سمجھو۔

ہم سے بیان کیا عبد الواحد بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن رباح الزہری نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن علی حمیری نے، انہوں نے نقل کیا حسن بن ایوب سے، انہوں نے عبد الکریم بن عمرو سے، انہوں نے ابو حنیفہ سائق سے، انہوں نے حازم بن حبیب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور وہ نابینا تھے۔ میں ان کی طرف حج کرنا چاہتا ہوں اور ان کے پیچھے کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں! کیوں نہیں۔ یہ ان تک پہنچے گا۔ اس کے بعد مجھے دوبارہ مخاطب کیا اور فرمایا: اے حازم! صاحب الامرؑ کے لیے غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔

(آگے حدیث بالکل وہی جیسے اوپر گزری ہے۔) (دلائل الامامۃ: ۲۹۰؛ تقریب المعارف: ۱۸۷؛ اعلام الوری: ۲/ ۲۱۶؛ کشف الغمہ: ۳/ ۳۱۹؛ مختصر بصائر: ۱۹۵)

(حدیث: ۷)

حضرت ابو بصیرؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ سرکار باقر العلوم فرمایا کرتے تھے کہ قائم آل محمدؑ کی غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔ اور ایک دوسری کی نسبت طویل تر ہوگی۔ تو صادق آل محمدؑ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی اگر یہ اس وقت ہوگی جب بنی فلاں [1] کے درمیان تلوار چلے گی اور گھیرا تنگ ہو جائے گا۔ آزمائش سخت ہوگی اور طبعی طور پر جنگ و خونریزی کے ذریعے اموات کی کثرت ہوگی۔ اس وقت لوگ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے حرم کی پناہ لیں گے۔

(دلائل الامامۃ: ۲۹۰؛ تقریب المعارف: ۱۸۷؛ اعلام الوری: ۲/ ۲۱۶)

[1] بنی عباس۔ (از مترجم)

(حدیث: ۸)

محمد بن مسلم ثقفیؒ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا: قائم آل محمدؑ کی غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔ ان میں سے ایک زمانے میں ان کے بارے میں اس طرح چہ میگوئیاں کی جائیں گی: وہ ہلاک ہو گئے نہیں معلوم وہ کس جنگل میں کھو گئے۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۱۵۷؛ منتخب الاثر: ۲۵۲؛ معجم احادیث امام مہدیؑ: ۳/ ۲۳۳)

(حدیث: ۹)

جناب مفضل بن عمرؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: صاحب الامر کی دو غیبتیں ہوں گی ان میں سے ایک میں وہ اپنے عزیزوں کے پاس واپس آئیں گے اور دوسری میں ان کے بارے میں کہا جائے گا: ہلاک ہو گئے، معلوم نہیں کہاں گم ہو گئے۔ یہ سن کر میں نے عرض کی: ان حالات میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا: اگر کوئی مدعی اس مقام کا دعوی کرے تو اس سے ان مشکل چیزوں کے متعلق سوال کرنا جو وہ تمہیں ویسا ہی جواب دے گا (جس سے اس کی حقیقت تم پر واضح ہو جائے گی۔)

قارئین کرام! درج بالا احادیث میں ذکر ہوا ہے قائم آل محمدؑ کی غیبت کے دو زمانے ہوں گے۔ یہ احادیث ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔ ان میں خداوند عالم نے آئمہ طاہرینؑ کے قول کو واضح کیا اور ان کی صداقت کے برہان کو ظاہر کیا ہے۔ پہلی غیبت میں امامؑ کے کچھ سفیر تھے جو آپ کے اور خلق خدا کے مابین واسطہ تھے۔ وہ لوگوں کے درمیان معروف و مشخص تھے۔ ان کے یہاں سے بیش بہا علمی جواہرات ہدایت و نصیحت آموز حکیمانہ اقوال اور تمام تر پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات ملتے تھے۔ یہ وہ غیبت صغری کا مختصر سا زمانہ تھا جو گزر چکا ہے۔

دوسری غیبت جس میں امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے سفراء و اراکین خاص کو اٹھا لیا گیا کہ جو امام اور عوام کے مابین واسطہ تھے۔ یہ خدا کے ایک خاص

امر کے تحت تھا جس کا اُس نے ارادہ کیا اور ایک خاص تدبیر کے پیش نظر تھا جسے اُس نے اپنی مخلوق میں نافذ کیا۔ تا کہ وہ لوگوں کو آزمائے اور برے لوگوں کو اچھوں سے جدا کرے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں وہ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ

"خدا اصحابان ایمان کو یونہی نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیب کو الگ الگ نہ کر دے اور وہ تم کو غیب پر مطلع بھی نہیں کرنا چاہتا۔" (آل عمران:۱۷۹)

وہ زمانہ یہی ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس پرآشوب دور میں اپنے صحیح اور سچے عقیدے پر قائم رکھے۔

﴿حدیث:۱۰﴾

جناب مفضل بن عمرؒ سے مروی ہے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے فرمایا: ایک خاص عرصہ تک صاحب العصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت ہوگی اور اس دوران وہ اس آیت کریمہ کی تلاوت کریں گے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

"پھر میں نے تم لوگوں کے خوف سے گریز اختیار کیا تو میرے رب نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے اپنے نمائندوں میں سے قرار دے دیا۔" (سورۃ الشعراء)

(اثبات الہداۃ:۳/۵۳۵؛ حلیۃ الابرار:۲/۵۹۴؛ بحار الانوار:۵۲/۱۵۷)

﴿حدیث:۱۱﴾

اسی روای سے نقل ہوا ہے کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا: جب قائم قیام کریں گے تو

اسی آیت کی تلاوت کریں گے۔ (تاویل الآیات:۱/۳۸۸؛ حلیۃ الابرار:۲/۵۹۴)

﴿حدیث:۱۲﴾

آپؒ سے ہی مروی ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: میرے بابا سرکار باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قائم آل محمدؑ قیام کریں گے تو اس آیت کی تلاوت کریں گے۔

(کمال الدین:۳۲۸؛ اثبات الہداۃ:۳/۵۶۴؛ بحار الانوار:۵۲/۲۸۱)

﴿حدیث:۱۳﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: لوگ اپنے امام کو تلاش کریں گے۔ وہ ان کی محافل میں شریک ہو کر انہیں دیکھیں گے مگر وہ لوگ انہیں نہ دیکھ سکیں گے۔

(الکافی:۱/۳۳۷؛ کمال الدین:۳۴۶؛ دلائل الامامۃ:۲۰۹؛ تقریب المعارف:۱۹۱)

﴿حدیث:۱۴﴾

عبید بن زرارہ سے یہ مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لوگ اپنے امام کو تلاش کریں گے۔ وہ ان کے اجتماعات میں شامل ہوں گے اور انہیں دیکھیں گے، مگر وہ اپنے امام کو نہ دیکھ پائیں گے۔

(وسائل الشیعہ:۸/۹۶؛ اثبات الہداۃ:۳/۴۴۳؛ تقریب المعارف:۱۹۱)

﴿حدیث:۱۵﴾

جناب زرارہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک قائم علیہ السلام کے لیے دو غیبتیں ہوں گی۔ ان میں سے ایک میں وہ واپس آئیں گے اور دوسری میں ان کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہوگا کہ وہ کہاں ہیں۔ وہ لوگوں کے اجتماعات میں شریک ہوں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے، مگر وہ انہیں نہ دیکھ

سکیں گے۔ (مصادر سابقہ)

(حدیث:۱۶)

اسی راوی سے مروی ہے کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا: قائم عجل اللہ فرجہ الشریف
غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔ ان میں سے ایک میں وہ ہے جس میں وہ لوگوں کے
محافل میں شریک ہو کر انہیں دیکھیں گے مگر لوگ نہیں نہ دیکھ سکیں گے۔ (مصادر سابقہ)

(حدیث:۱۷)

ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن [illegible]
، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن ہلال نے، انہوں نے نقل کیا موسیٰ بن قاسم
نے معاویہ بجلی سے، انہوں نے جناب علی بن جعفرؑ سے، انہوں نے اپنے بھائی
موسیٰ کاظمؑ سے اس فرمان الٰہی (قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن
يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ) کی تاویل پوچھی تو آپؑ نے فرمایا: اس کی تاویل یہ ہے کہ اگر
تمہارا امام غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے پاس نیا امام لے کر آئے۔ (مصادر سابقہ)

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا علی بن محمد سے، انہوں نے سہل بن
الآدمی سے، انہوں نے موسیٰ بن قاسم بن معاویہ بجلی سے، انہوں نے جناب علی بن جعفر سے
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تاویل پوچھی تو آپؑ نے فرمایا:
تمہارے امام غائب ہو جائیں تو کون ہے جو تمہارے لیے نیا امام لے کر آئے۔
(الکافی: ۱/۳۳۹؛ تاویل الآیات: ۲/۷۰۸؛ اثبات الہداۃ: ۳/۴۴۳؛ تفسیر البرہان: ۴/۳۶۹)

(حدیث:۱۸)

جناب زرارہؓ سے مروی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے سرکار باقرؑ کی
زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ کی غیبت کا ایک زمانہ ہوگا جس

ان کے زمانے ان کا انکار کریں گے۔
میں نے پوچھا: وہ غائب کیوں ہوں گے؟
تو امامؑ نے اپنے بطن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: انہیں (قتل کیے جانے
کا) اندیشہ ہوگا۔
(علل الشرائع: ۱/۲۴۶؛ کمال الدین: ۱/۴۸۱؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۸۹؛ بحار الانوار: ۵۲/۹۱)

(حدیث:۱۹)

عبدالملک بن اعینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے امام محمد باقرؑ کو یہ فرماتے
ہوئے سنا: قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے ایک زمانہ غیبت کا ہوگا۔
وہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اس کی کیا علت ہے؟
تو انہوں نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: انہیں (قتل کر دیے جانے کا)
خدشہ ہوگا۔ (حوالہ جات سابقہ)

(حدیث:۲۰)

جناب زرارہؓ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا: امام محمد باقرؑ
نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس جوان (بروایت بحار قائم) کے قیام سے قبل ایک زمانہ
غیبت کا ہوگا۔ اور وہ اپنی میراث کا مطالبہ کریں گے۔
میں نے عرض کی: وہ غائب کیوں ہوں گے؟ تو امامؑ نے اپنے بطن اطہر کی جانب
اشارہ کر کے فرمایا: انہیں (قتل کیے جانے کا) خوف ہوگا۔ (تخریجات بالا)

(حدیث:۲۱)

جناب زرارہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے امام محمد باقرؑ کو یہ فرماتے ہوئے
سنا: قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے ایک زمانہ غیبت کا ہوگا۔

سکیں گے۔ (مصادر سابقہ)

(حدیث:۱۶)

اسی راوی سے مروی ہے کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا: قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کے زمانے دو ہوں گے۔ ان میں سے ایک میں وہ ہے جس میں وہ لوگوں کے محافل میں شریک ہوں گے انہیں دیکھیں گے مگر لوگ انہیں نہ دیکھ سکیں گے۔ (مصادر سابقہ)

(حدیث:۱۷)

ہم سے بیان کیا محمد بن ہمام نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن مابنداذ نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن ہلال نے، انہوں نے نقل کیا موسیٰ بن قاسم بن معاویہ بجلی سے، انہوں نے جناب علی بن جعفر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس فرمان الٰہی (قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ) کی تاویل پوچھی تو آپ نے فرمایا: اس کی تاویل یہ ہے کہ اگر تمہارا امام غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے پاس نیا امام لے کر آئے۔ (مصادر سابقہ)

ہم سے بیان کیا شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا علی بن محمد سے، انہوں نے سہل بن زیاد الآدمی سے، انہوں نے موسیٰ بن قاسم بن معاویہ بجلی سے، انہوں نے جناب علی بن جعفر سے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ سے اس آیت کی تاویل پوچھی تو آپ نے فرمایا: تمہارے امام غائب ہو جائیں تو کون ہے جو تمہارے لیے نیا امام لے کر آئے۔

(الکافی: ۱/ ۳۳۹، تاویل الآیات: ۲/ ۷۰۸، اثبات الہداۃ: ۳/ ...، تفسیر البرہان: ۴/ ۳۶۱)

(حدیث:۱۸)

جناب زرارہؓ سے مروی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے سرکار باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ کی غیبت کا ایک زمانہ ہوگا جس

... ان کا انکار کریں گے۔

میں نے پوچھا: وہ غائب کیوں ہوں گے؟

تو امام نے اپنے بطن مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: انہیں (قتل کیے جانے کا) خوف ہوگا۔

(علل الشرائع: ۱/ ۲۴۳، کمال الدین: ۱/ ۴۸۱، حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۸۹، بحار الانوار: ۵۲/ ۹۱)

(حدیث:۱۹)

عبدالملک بن اعینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے ایک زمانہ غیبت کا ہوگا۔

وہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اس کی کیا علت ہے؟

تو انہوں نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: انہیں (قتل کر دیے جانے کا) خوف ہوگا۔ (حوالہ جات سابقہ)

(حدیث:۲۰)

جناب زرارہؓ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا: امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس جوان (بروایت بحار قائم) کے قیام سے قبل ایک زمانہ غیبت کا ہوگا، اور وہ اپنی میراث کا مطالبہ کریں گے۔

میں نے عرض کی: وہ غائب کیوں ہوں گے؟ تو امام نے اپنے بطن اطہر کی جانب اشارہ کرکے فرمایا: انہیں (قتل کیے جانے کا) خوف ہوگا۔ (تخریجات بالا)

(حدیث:۲۱)

جناب زرارہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے ایک زمانہ غیبت کا ہوگا۔

وہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اس کی کیا علت ہے؟

تو انہوں نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: انہیں (قتل کر دیے جانے کا) خدشہ ہوگا۔ (حوالہ جات سابقہ)

ہمیں خبر دی شیخ کلینی نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن یحیی سے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے حسن بن معاویہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن جبلہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن بکیر سے، اور انہوں نے جناب زرارہؓ سے۔ (آگے بالکل وہی روایت ہے جو اوپر گزری ہے)

﴿حدیث: ۲۲﴾

حصین ثعلبی سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک حج یا عمرہ کے دوران امام محمد باقرؑ سے ملاقات کی۔ میں نے فرزند رسولؐ کی خدمت میں عرض کی: میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیوں میں جان نہیں رہی، نہیں معلوم کہ اس کے بعد آپ سے ملاقات ہوگی یا نہ۔ لہذا مجھے کوئی وصیت فرمائیں اور آگاہ کریں کہ قائم آل محمدؑ کا ظہور کب ہوگا؟

میرا سوال سن کر امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا: بے شک جو گھر سے دور، فراموش، نظر انداز کیا ہوا، تن تنہا، اپنے عزیزوں سے جدا، اپنے بابا کا انتقام لینے والا اور اپنے چچا کی کنیت والا ہے۔ وہ جھنڈوں والا ہے اور اُس کا نام نبی ﷺ کے نام کی طرح ہے۔

میں نے کہا: کتنا اچھا ہوتا کہ اگر اس بات کا کی تکرار کر دیتے؟

تو امامؑ نے ایک چمڑے کی لوح یا کاغذ کا ٹکڑا منگوایا اور اس پر وہ تحریر ثبت فرما دی۔

(دلائل الامامۃ: ۲۶۱؛ اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۲۳۵)

﴿حدیث: ۲۳﴾

سالم اشل بیان کرتا ہے، اس نے حصین ثعلبی سے ہی نقل کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے ملاقات کی ۔۔۔۔ جیسا کہ پوری حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

البتہ اس کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں: جب سرکار باقرؑ یہ کلام ارشاد فرما چکے تو میری طرف دیکھ کر فرمایا: تم یاد ہو گئی ہے یا لکھ دوں؟

میں نے عرض کی: اگر آپ مناسب سمجھیں تو لکھ دیجیے۔

چنانچہ امام نے چمڑے یا کاغذ کی ایک لوح منگوائی اور اس پہ وہ تحریر لکھ کر میرے حوالے کی۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بات کرنے کے بعد حصین نے امام باقرؑ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی تحریر کو باہر نکالا اور ہمیں وہ پڑھ کر سنائی۔ پھر کہا: یہ تحریر امام محمد باقرؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ (مصادر سابقہ)

﴿حدیث: ۲۴﴾

ابو الجارود نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: صاحب الامر بے وطن، گھر سے دور، اپنے بابا کا انتقام لینے والے، اپنے چچا کے ہم کنیت اور اپنے عزیزوں سے الگ ہوں گے اور ان کا نام نبی ﷺ کے نام کی مانند ہوگا۔ (دلائل الامامۃ: ۲۶۱؛ اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۲۳۵)

﴿حدیث: ۲۵﴾

ابو طفیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ عامر بن واثلہ نے مجھ سے کہا: بلاشبہ جسے تم تلاش کر رہے ہو اور جس کی اُمید لگائے بیٹھے ہو وہ مکہ سے خروج کریں گے۔ اور وہ مکہ سے اسی وقت خروج کریں گے، جب وہاں کے حالات ان کی مرضی کے مطابق ہو جائیں۔ خواہ وہ یہ چاہیں کہ درخت کی شاخیں، دوسری شاخوں کو نگل جائیں۔

(بحار: ۵۱/۳۸؛ معجم احادیث مہدیؑ: ۳/۲۹۹)

اس سے زیادہ واضح اور اس کی نسبت مزید آسان کوئی طریقہ نہیں جس کے ذریعے ائمہ اہل بیت اپنے شیعوں کی غیبت کے باب میں راہنمائی کرتے۔ لہٰذا ان ذوات مقدسہ نے اپنے شیعوں کے راستہ بالکل ہموار کر دیا ہے تا کہ وہ پورے اطمینان کے ساتھ اس پر چلیں اور شک کی نحوست کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔

﴿حدیث: ۲۶﴾

ابو الہیثم میثمی سے روایت ہے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب اماموں کے تین نام محمد، علی اور حسن ایک ساتھ آ جائیں تو ان کے بعد چوتھا قائم ہوگا۔

﴿حدیث: ۲۷﴾

محمد بن ابو یعقوب بلخی سے مروی ہے کہ انہوں امام علی رضا علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں ایک بہت بڑی اور سخت آزمائش کے ذریعے آزمایا جائے گا، تمہیں بطن مادر میں موجود ایک جنین اور شیر خوار کے بارے میں آزمائش سے الگ کیا جائے گا۔ حتی کہ کہا جائے گا: وہ غائب ہو گئے اور دنیا سے چل بسے۔ مزید لوگ یہ بھی کہیں گے کہ اب کوئی امام نہیں۔ اُن سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے دیگر افراد بھی غائب ہو چکے ہیں۔ (یعنی ان کے خیال میں جو ذات اسے غائب نہیں ہونا چاہیے۔ لہٰذا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے دیگر افراد اس وقت غائب ہیں، کیونکہ وہ دنیا سے جا چکے ہیں۔ اسی طرح امام مہدی بھی دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اس لیے وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ معاذ اللہ)

اس کے بعد امام نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا: دیکھو میں بھی کچھ عرصے کے بعد دنیا سے چلا جاؤں گا۔ (اور وہ آزمائش میرے بعد شروع ہوگی)

(بحار الانوار: ۵۱/۱۵۵؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/۱۵۹)

﴿حدیث: ۲۸﴾

حسن بن محبوب نقل کرتے ہیں کہ سرکار رضا علیہ السلام نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے حسن! کچھ عرصے کے بعد بڑا سخت اور خون ریز فتنہ سر اٹھائے گا۔ جس میں ہر دوست و ہم راز ساتھ چھوڑ جائے گا۔ یہ اس وقت ہوگا کہ جب میرا چوتھا بیٹا اپنے شیعوں کے درمیان سے غائب ہو جائے گا۔ اس کی غیبت کے سبب زمین و آسمان والے سب غم زدہ و پریشان ہو جائیں گے۔ نہ جانے کتنے ہی اہل ایمان مرد و عورتیں ان کے ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے خشم گین و پریشان ہوں گے۔

یہ کہہ کر امام عالی مقام نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر مبارک جھکا لیا۔ اس کے بعد اپنا سر اوپر کیا اور فرمایا:

بأبي و امي سمي جدي، و شبيهي و شبيه موسى بن عمران، عليه جيوب النور يتوقد من شعاع ضياء القدس كأني به آيس ما كانوا، قد نودوا نداء يسمعه من بالبعد كما يسمعه من بالقرب، يكون رحمة على المومنين و عذابا على الكافرين

"میرے ماں باپ اس پہ قربان جو میرے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم نام، میرے اور حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کے مشابہ ہیں، وہ نوری لباسوں میں ملبوس ہوں گے جو ضیاء قدس کی شعاعوں سے چمک رہے ہوں گے۔ گویا وہ منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ لوگ کس قدر نا اُمید ہو چکے ہیں۔ اس وقت انہیں ایک ندا دی جائے گی جسے دور و نزدیک کے سب لوگ سنیں گے۔ وہ ندا مومنوں کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب ہوگی۔"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پہ قربان جائیں! وہ ندا کیا ہوگی؟

فرمایا: وہ تین آوازیں ہوں گی جو رجب کے مہینے میں سنائی دیں گی۔

۱) الا لعنة الله علی الظالمین (سورۃ ہود:۱۸)،

۲) ازفت الآزفة یامعشر المومنین،

۳) لوگ سورج کے ساتھ ایک ہاتھ کو ظاہر ہوتا دیکھیں گے تو اعلان کرے گا کہ خدا نے فلاں ہستی کو ظالموں کے ہلاکت کے لیے بھیجا ہے۔ تو اس وقت اہل ایمان کی کشائش کا وقت آئے گا، اور خدا ان کے سینوں کو غم سے نجات دے گا اور ان کے دلوں میں لگی غصے کی آگ کو ٹھنڈا کر دے گا۔

(دلائل الامامۃ: ۲۳۵؛ مختصر بصائر: ۲۱۴؛ الرجعۃ لاسترآبادی: ۵۶)

﴿حدیث:۲۹﴾

داؤد بن کثیر رقیؒ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی: قربان جاؤں! یہ امر ہم پہ بہت طویل ہوگیا ہے حتی کہ ہمارے دل تنگ ہوگئے ہیں اور ہم اس غم میں جل جل کر مر رہے ہیں؟

تو آپ نے فرمایا: اس امر میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ اس سے بھی زیادہ مایوس کن اور غم واندوہ میں مبتلا کر دینے والا ہے۔ پھر ایک منادی آسمان سے قائم اور ان کے والد کا نام لے کر ندا دے گا۔

میں نے پوچھا: قربان جاؤں! ان کا نام کیا ہے؟

فرمایا: وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہم نام ہیں اور ان کے والد وصی کے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۸؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/۳۰۳)

﴿حدیث:۳۰﴾

اسماعیل بن جابر نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے (مکہ میں ایک

جگہ) ذی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: صاحب الامر ان وادیوں میں سے کسی وادی میں غیب رہیں گے۔ حتی کہ جب ان کا خروج قریب ہوگا تو ان کا ایک مصاحب خاص وہاں سے باہر آئے گا اور اس کی ملاقات بعض شیعوں سے ہوگی۔ وہ ان سے پوچھے گا: تم کتنے افراد ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم تقریباً چالیس افراد ہیں۔

وہ کہے گا: اگر تم اپنے امامؑ کو دیکھو تو کیا کرو گے؟

وہ کہیں گے: اگر وہ اس پہاڑ پر ہمیں اپنے ساتھ لے جانا چاہیں تو ہم ان کے حکم سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

پھر اس کے اگلے سال وہ دوبارہ ان (چالیس افراد) کے پاس آئے گا اور کہے گا: اپنے لوگوں میں سے دس سرکردہ افراد کو منتخب کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے دس افراد کو مشخص کر دیں گے اور وہ انہیں لے کر چلا جائے گا۔ حتی کہ وہ اپنے امام سے ملاقات کریں تو وہ ان سے اگلی رات کا وعدہ فرمائیں گے۔

بعدازاں سرکار باقر العلومؑ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! یوں لگتا ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے حجر اسود کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی ہے اور خدا سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ کہیں گے:

یا ایہا الناس! من یحاجنی فی اللہ، فانا اولی الناس باللہ۔ ایہا الناس! من یحاجنی فی آدمؑ، فانا اولی الناس بآدمؑ۔ ایہا الناس! من یحاجنی فی نوحؑ، فانا اولی الناس بنوحؑ۔ ایہا الناس! من یحاجنی فی ابراہیمؑ، فانا اولی الناس بابراہیمؑ۔ ایہا الناس! من یحاجنی فی موسیٰؑ، فانا اولی الناس بموسیٰؑ۔ ایہا الناس! من یحاجنی فی

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)، فانا اولی الناس بمحمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)، ایھا الناس! من یحاجنی فی کتاب اللہ، فانا اولی الناس بکتاب اللہ

"اے لوگو! سنو، جو شخص مجھ سے خدا کے معاملے میں نزاع کرنا چاہے تو میں تمام لوگوں کی نسبت خدا کا زیادہ مقرب ہوں۔ اے لوگو! جو شخص حضرت آدمؑ کے بارے میں میرے سامنے اپنی دلیل پیش کرنا چاہتا ہو تو وہ سن لے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ حضرت آدمؑ کے قریب ہوں۔ اے لوگو! جو شخص حضرت نوحؑ کے بارے میں میرا مقابلہ کرے تو میں سب سے زیادہ حضرت نوحؑ سے قرابت رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو شخص حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں میرے ساتھ محاذہ کرے تو میں سب سے زیادہ ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو شخص حضرت موسیٰؑ کے ساتھ قرابت کو دعویٰ کرے تو (اس کے علم میں ہونا چاہیے کہ) میں حضرت موسیٰ کا سے زیادہ قریب ہوں۔ اے لوگو! اگر کوئی شخص حضرت محمد ﷺ کے بارے میں میرے ساتھ مجادلہ کرے تو میں سب سے زیادہ اُن کے ساتھ نسبت رکھتا ہوں۔ اے لوگو! جو شخص خدا کی کتاب کے معاملے میں میرا مقابلہ کرنا چاہے تو میں اس کا وارث ہونے کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔"

اس کے بعد وہ مقام ابراہیمؑ کی طرف جائیں گے۔ وہاں دو رکعت نماز کریں گے اور خدا سے اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔

پھر امام باقرؑ نے فرمایا: اس فرمانِ الٰہی میں مضطر سے مراد وہی ہیں اور یہ ان کے حق میں نازل ہوا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ

خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۔

"بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے؟!"

[سورہ نمل: ۶۲] (تفسیر عیاشی: ۲/۹؛ تفسیر قمی: ۲/۲۰۵؛ الکافی: ۸/۳۱۳؛ مجمع البیان: ۷/۳۳۲)

(حدیث: ۳۱)

ابو الجارودؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی زبان مبارک سے سنا آپؑ نے ارشاد فرمایا: تمام شیعہ اور تم اس امر کے ساتھ پیوستہ رہو یہاں تک کہ خدا اس امر امامت کے لیے اس ہستی کو بھیجے جس کے بارے میں لوگوں کو پوری طرح معلوم نہ ہو کہ دنیا میں آئے ہیں یا نہیں؟ (اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۹)

(حدیث: ۳۲)

اسی راوی نے سرکار باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم ہمیشہ ہم آلِ محمدؑ میں سے ایک شخص کی طرف اپنی گردنیں جھکائے رہو گے اور کہو گے کہ یہی وہ امام ہے۔ (جو زمین پر عدل کامل کا قیام کرے گا خدا کے دین کو سب دینوں پر غالب کرے گا) لیکن خدا اسے دنیا سے لے جائے۔ تا آنکہ خدا اس امر کے لیے اس ہستی کو بھیجے گا جس کے متعلق تمہیں معلوم نہ ہو گا کہ وہ پیدا ہوئے ہیں یا نہیں، خلق ہوئے ہیں یا نہیں۔ (سابقہ مصادر)

(حدیث: ۳۳)

یہی شخص روایت بیان کرتا ہے: میں نے امام محمد باقرؑ کی زبان مبارک سے سنا آپؑ نے فرمایا: یہ امر ہمیشہ اسی طرح رہے گا، اور تم بھی ہم اہل بیتؑ میں ایک شخص (یعنی اپنے وقت کے امام) پر نظریں جمائے رکھو گے۔ تم یہ سمجھو گے کہ شاید یہی قائم آلِ محمدؑ ہیں۔ لیکن خدا اسے دنیا سے لے جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ اس ہستی کو دنیا میں بھیجے گا جس کے

بارے میں تمہیں صحیح طرح سے معلوم نہ ہوگا کہ وہ پیدا ہوئے ہیں یا نہیں۔ (مصادر بحار میں یہ روایت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔)

(حدیث: ۳۴)

ایک راوی کے واسطے سے جناب محمد بن سنان ؒ سے مروی ہے انھوں نے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم اور یہ امر اسی حالت میں رہو گے یہاں تک کہ خدا اس امر کے لیے اس ہستی کو بھیج دے گا جس کے بارے میں تم جان نہ سکو گے کہ وہ خلق ہوئے ہیں یا نہیں۔

ارباب دانش کی تسلی کے لیے یہی احادیث کافی ہیں۔ کیا پہلے گیارہ آئمہ میں کوئی ایسا ہے جس کی ولادت میں کسی کو شبہ ہو، یا جس کے موجود ہونے یا نہ ہونے کے متعلق کسی نے تردد کا اظہار کیا ہو یا اس کی رعایا نے غیبت کا عرصہ گزارا ہو یا اس کے دور میں دین مٹ گئے واقع ہوئے ہوں، یا اس کے بارے میں کسی کو حیرت و پریشانی لاحق ہوئی ہو؟؟ اس پر لطف یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے اپنے فرمان میں اس کی تصریح یوں فرمائی: جب ان تین اسماء والے ائمہ آ جائیں تو ان کے بعد چوتھے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف ہوں گے تو یہی امام ہیں جن کے ہاتھوں خدا نے اس دین کو کامل کیا اور ان کی غیبت کے ذریعے اچھے برے میں تمیز کی۔ زمین ان کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی، اگرچہ وہ ظاہری طور پر دکھائی نہ دیں۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کی غیبت کے زمانے میں جب بالکل ناامید ہو جائیں گے تو انہیں ان کے قیام کی بشارت دی جائے گی۔

(حدیث: ۳۵)

مکی بن سالم نے امام محمد باقر علیہ السلام نقل کیا ہے کہ قائم آل محمد ہم آئمہ میں سب سے کم سن ہوں اور ان کی شخصیت مخفی ہوگی۔

میں نے پوچھا: وہ (یعنی ان کا ظہور) کب ہوگا؟

فرمایا: جب بردہ فروشوں کے قافلے حرکت میں آ جائیں گے تو ہر صاحب قوت اپنا ایک علم بلند کرے گا۔ اس وقت تم ان کے ظہور کی اُمید رکھنا۔

(دلائل الامامۃ: ۵۸۱؛ ۲۴۴؛ اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۸)

ہمارے محترم قارئین پر یہ بات مخفی نہیں کہ جتنے بھی ائمہ طاہرین یا اس منصب کے ہونے والے دعویدار گزرے ہیں وہ سب ہمارے امام سے سن و سال کے اعتبار سے بڑے تھے۔ اور یہ حضرت عیسیٰ و زکریا علیہما السلام کی طرح سب سے کم عمری میں اپنے ظاہری منصب ہدایت پہ فائز ہوئے ہیں۔ اس پر دلیل کے طور پر پچھلے امام کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ آپ نے فرمایا: قائم آل محمد میں چار انبیاء کی سنتیں موجود ہوں گی۔ ان میں سے ایک حضرت عیسیٰ ہیں۔ اس کی علت ہمیں یہی سمجھ آتی ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت دی گئی اسی طرح آپ کو بچپن میں امامت و ہدایت کے منصب پہ فائز کیا گیا۔

(حدیث: ۳۶)

اُمیہ بن علی القیسی ؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے والی کاظمین سرکار تقی جواد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

تو امام نے فرمایا: میرا بیٹا علی نقی۔ اور پھر اس کے دو بیٹے۔ اس کے بعد میرے مولا نے اپنا سر مبارک کچھ دیر کے لیے نیچے کر لیا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا: کچھ عرصے کے بعد بڑی سخت حیرانگی و پریشانی پھیل جائے گی۔

میں نے کہا: جب ایسا ہو تو کہاں جانا چاہیے؟ اس کے جواب میں امام خاموش ہو گئے، کچھ دیر کے بعد فرمایا: کہیں نہیں۔ (امام نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا)

میں نے دوبارہ سوال کیا کہ ایسے مشکل حالات میں بندہ کہاں جائے؟ تو فرمایا: مدینہ۔

میں نے کہا: کون سا مدینہ؟

ارشاد ہوا: ہمارا یہ مدینہ! کیا اور بھی کوئی مدینہ ہے؟ [1]

یہی روایت مزید اسناد کے ساتھ بھی نقل ہوئی ہے۔

(اثبات الوصیۃ: ۲۹۳؛ کفایۃ الاثر: ۲۸۰؛ اثبات الہداۃ: ۳/۵۹۳؛ اعلام الوری: ۲/۸۷۳؛ بحار الانوار: ۵۱/۱۵۶)

(حدیث: ۳۷)

عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا: جب میرا بیٹا علی نقی علیہ السلام دنیا سے جائے گا تو ان کے بعد ایک چراغ روشن ہوگا۔ پھر چھپ جائے گا۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو (ان حالات میں) شک و تردد کا شکار ہو جائے۔ اور بشارت ہے اس شخص کے لیے جو اپنا دین بچا کر کسی دوسری جگہ چلا جائے۔ اس کے بعد ایسے ایسے فتنے رونما ہوں گے کہ جن میں سروں کے بال سفید

---

[1] اس حدیث میں بادی النظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام نے سائل کے جواب میں خاموشی اختیار کی، تین بار فرمایا: کہیں نہیں، دوسری بار پوچھنے پر فرمایا: مدینہ۔ اس کی کیا علت ہے؟

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ امام کی خاموشی اور تین بار کہیں نہیں کہنے کا مطلب غیبت میں زمانے کے حالات کے دگرگوں اور پر پیچ ہونے کو بیان کرنا ہے۔ یعنی غیبت کے زمانے میں ان کی طرف راہنمائی نہ ہو پائے گی کہ وہ کہاں ہیں اور کس مقام پر ان کے ساتھ ملاقات ہو سکتی ہے۔

پھر جو سائل کے دوسری مرتبہ سوال کرنے پر امام نے مدینہ کا نام لیا تو اس کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ غیبت کے زمانے میں امام عصر بعض اوقات مدینہ میں موجود ہوں گے۔ یا ان کے ساتھ بعض لوگوں کی ملاقات مدینہ میں ہوگی۔

مزید سائل نے جو پوچھا کہ کون سا مدینہ؟ تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس لفظ کے لغوی معنی میں لے رہا تھا۔ ورنہ مدینہ تو بہت معروف ہے۔ واللہ اعلم (از مترجم)

ہو جائیں گے اور پیروکار اپنی جگہ چھوڑ دیں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۱۵۷؛ ینابیع المودۃ: ۳/۱۵۸)

قارئین کرام! یقیناً اس سے بڑی حیرت و فتنہ انگیزی اور کیا ہو سکتی ہے جس میں بہت سے لوگ راہ راست سے منحرف ہو جائیں اور شیعہ خیر البریہ کی جماعت سے الگ ہو جائیں؟ اور حق پر بہت تھوڑے رہ جائیں۔ اس کی وجہ شک، یقین کی کمزوری اور حالات کے مقابلے میں استقامت و ثابت قدم نہ رہنا ہے کہ جنھیں آل محمد کی احادیث کے راویوں نے جرأت و جواں مردی کے ساتھ سہا اور مشکل سے مشکل مرحلے میں ان کے ایمان میں تزلزل اور عزم و ارادے میں ضعف نہ آیا۔

(حدیث: ۳۸)

شعیب بن ابی حمزہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سرکار صادق آل محمد کی خدمت کیا اور عرض کی: کیا صاحب الامر آپ ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا: نہیں۔

میں نے کہا: تو کیا آپ کا بیٹا؟ فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا: آپ کا پوتا؟ فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا: آپ کے بیٹے کا پوتا؟ فرمایا: نہیں وہ بھی نہیں۔

میں نے پوچھا: تو پھر وہ کون ہے؟

امام نے ارشاد فرمایا: وہ جو کہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔ وہ سلسلہ امامت کے وقفے میں آئے گا جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیا کا سلسلہ رکنے کے بعد تشریف لائے۔

(الکافی: ۱/۳۴۱؛ منتخب الاثر: ۱۵۸؛ اثبات الہداۃ: ۳/۴۵۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۹)

(حدیث: ۳۹)

وہب بن نوح سے روایت نقل ہوئی ہے، انھوں نے امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کیا

ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے سامنے سے علم اٹھالیا جائے تو اپنے پاؤں کے نیچے سے کشائش کی امید رکھنا۔ (الکافی: ۱/ ۳۴۱؛ اثبات الوصیہ: ۲۲۶؛ کمال الدین: ۳۸۱)

﴿حدیث: ۴۰﴾

جناب مفضلؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے اس فرمانِ خدا: (فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝) کی تفسیر معلوم کی تو آپؑ نے فرمایا: بے شک ہم آل محمدؐ میں ایک غائب امام ہے۔ جب خدا ان کے امر کو ظاہر کرنا چاہے گا تو ان کے دل میں ایک نکتہ پیدا کر دے گا۔ پھر وہ ظاہر ہوں گے اور خدائے عزوجل کے حکم سے قیام کریں گے۔ (الکافی ۱/ ۳۴۳؛ کمال الدین: ۳۴۹؛ رجال کشی: ۱۹۲)

﴿حدیث: ۴۱﴾

حضرت ابو بصیرؒ کے واسطہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اس امر کے صاحب کے لیے غیبت کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسی طرح غیبت کے عرصے میں دوسروں سے الگ اور کنارہ کش رہنا بھی۔ اور (اس وقت کے لیے) مدینہ بہترین جگہ ہے۔ اس کے باوجود کہ وہاں تیس ایسے افراد بھی موجود ہوں گے جو وحشی و بے خوف و بے رحم ہوں گے۔ (الکافی: ۱/ ۳۴۰؛ تقریب المعارف: ۱۹۰؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۴۴۵)

﴿حدیث: ۴۲﴾

جناب محمد بن مسلمؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا: امام صادق علیہ السلام فرما رہے تھے کہ اگر تمہیں اپنے امام کی غیبت کی اطلاع پہنچے تو اس کا انکار نہ کرنا۔ یہی خبر ایک دوسری سند کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے۔ (الکافی: ۱/ ۳۳۸؛ غیبت طوسی: ۱۶۰)

﴿حدیث: ۴۳﴾

علی بن ابو حمزہ سے روایت ہے، انہوں نے صادق آل محمدؐ سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: اگر قائم قیام کریں تو لازمی بات ہے کہ (بہت سے) لوگ ان کا انکار کر دیں گے۔ کیونکہ اس وقت وہ جوان اور مناسب عمر کے دکھائی دیں گے۔ ان کی امامت پر وہی ثابت رہے جس سے خدا الخلقت اولیٰ میں عہد لے چکا ہوگا۔

بروایت دیگر امامؑ نے فرمایا: لوگوں کی سب سے بڑی آزمائش یہ ہوگی کہ ان کا امام جوانی کے عالم میں پردہ غیب سے باہر آئے گا؛ جبکہ وہ ان کو بہت ہی معمر بزرگ سمجھتے ہوں گے۔

(عقد الدرر: ۱۳۴؛ منتخب الانوار: ۱۸۸؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۱۲؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۳۸)

﴿حدیث: ۴۴﴾

امام زین العابدینؑ کے پوتے جناب علی بن عمرؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؐ میری نسل سے ہوں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ایک سو بیس سال عمر گزاریں گے۔ اس عرصے میں اُن تک رسائی ممکن ہوگی۔ پھر وہ طویل مدت کے غیب ہو جائیں گے۔ اس (عرصے کے مکمل ہونے) کے بعد بتیس سالہ جوان کی طرح ظاہر ہوں گے۔ حتیٰ کہ لوگوں کا ایک گروہ ان سے منحرف ہو جائے گا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

(دلائل الامامۃ: ۲۵۸؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۱۱؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۳۷)

امام صادق علیہ السلام کے اس فرمان میں ارباب بصیرت کے لیے واضح رہنمائی موجود ہے۔ کیونکہ یہاں امام عالی مقامؑ نے امام مہدیؑ کی عمر مبارک اور ظہور کے وقت ان کی حالت کے بارے میں بتایا ہے۔ اب ہر ذی شعور انسان کو چاہیے کہ وہ اس عرصۂ غیبت کے طویل ہو جانے پر ملال نہ کرے اور امام کے ظہور کا منتظر رہے۔ کیونکہ یہ ایک امر الٰہی ہے۔ جب اس کا وقت پورا ہو جائے گا تو امام زمانہ "ظہور فرمائیں گے۔ لہٰذا امام کے ظہور کے وقت سے متعلق جو روایات نقل ہوئی ہیں تو شیعوں کی تسکین اور انہیں امر الٰہی کے قریب کرنے کے لیے ہیں۔ کیونکہ اس پر ان ذوات مقدسہ" کا واضح فرمان موجود ہے:

انا لا نوقت، و من روی لکم عنا توقیتا فلا تصدقوه، و لا تهابوا ان تکذبوه، و لا تعملوا علیه.

''ہم ظہور کا وقت مقرر نہیں بتاتے۔ اور جو شخص تمہارے سامنے بیان کرے کہ ہم نے اس کا وقت متعین کیا ہے تو اسے سچا نہ سمجھنا، اسے جھوٹا کہنے سے نہ جھجکنا، اور اس کی کہی ہوئی بات پر عمل نہ کرنا۔''

اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ آئمہ طاہرینؑ کے تمام فرامین کو دل و جان سے تسلیم کریں۔ کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ اس سے خوب واقف ہیں۔ جو شخص ان کے امر کو تسلیم کرے اور اس کے حق ہونے کا یقین رکھے وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور جو شخص ان کے قول میں شک و تردید کے در پے ہو وہ ناکام ہوتا ہے اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔

ہمارے امامؑ کو یہ مقام و مرتبہ خدا نے عطا کیا ہے۔ وہ ان کے ذریعے اپنا، اپنے دین و اولیاء کا انتقام لے گا، دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر کے اپنے رسولؐ سے کیے ہوئے وعدے کی تکمیل کرے گا۔ خواہ مشرکوں کو یہ چیز پسند نہ ہو۔ پھر پوری دنیا پر یہی دین رائج ہو گا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہر قسم کے شک و شبے سے بالا ہے کہ اگر جاہل اس مقام پر فائز ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا انجام بہت برا ہو گا اور وہ اپنے پیروکاروں سمیت جہنم کی ہوا کھائے گا۔ عیاذا باللہ

(حدیث: ۳۵)

ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت ہے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جب قائم آل محمدؐ قیام کریں گے تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو گی۔ (سابقہ حوالہ جات)

(حدیث: ۳۶)

جناب ہشام بن سالمؒ سے روایت ہے کہ صادق آل محمدؐ نے ارشاد فرمایا: جس وقت قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف قیام کریں گے تو ان کی گردن میں کوئی عہد و پیمان اور بیعت نہ ہو گی۔ (سابقہ حوالہ جات)

پانچویں فصل

بعض روایات میں غیبت کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے۔ اور وہ اس کے مبنی بر حق ہونے کی شاہد ہیں۔ ان میں بیان ہوا ہے کہ غیبت کا زمانہ حیرت کا زمانہ ہو گا۔ وہ لوگوں کے لیے بہت بڑی آزمائش ہو گی۔ اس کا واقع ناگزیر ہے۔ اس میں وہی شخص نجات پائے گا جو سخت حالات کے باوجود بھی اس عقیدے پر قائم رہے گا۔ اس سلسلے میں امیر المومنین سے جو روایات نقل ہوئیں وہ درج ذیل ہیں:

(حدیث: ۱)

جناب مصعدؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: شیعہ اس امر سے وابستہ رہیں گے یہاں تک کہ ان کی حالت بکریوں کے اس ریوڑ کی سی ہو جائے گی جس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہوتی شکاری ان میں سے کس کو اپنا لقمہ بناتا ہے۔ پھر ان کو نہیں نہ کوئی بلند جگہ ملے گی جس کی پناہ حاصل کریں اور نہ انہیں کوئی سہارا نظر آئے گا جس سے اپنے امور میں مدد لے سکیں۔ (بحار ۵۲ ر ۱۱۴؛ معجم احادیث مہدیؑ: ۳ ر ۳۳)

(حدیث: ۲)

جناب سلمان فارسیؒ سے روایت ہے کہ مولا امیر کائناتؑ نے ارشاد فرمایا: مومنین اس امر سے الگ نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ ان کی حالت بے جان بکریوں کی مانند ہو جائے۔ جن کے بارے میں کسی کو کچھ خبر نہیں کہ شکاری ان میں کس پر حملہ کر کے اسے اپنا نوالہ بنالیتا ہے۔ (آگے روایت وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔)

﴿حدیث:۳﴾

عبداللہ بن عقبہ شاعر روایت کرتا ہے کہ اس نے مولا علیؑ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اے شیعو! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم اونٹ کی طرح دوڑ دوڑ کر اپنے لیے کوئی چراگاہ ڈھونڈ رہے ہو، مگر وہ تمہیں نہیں مل رہی۔ (کمال الدین: ۲: ۳۰۲؛ اعلام الوری: ۴۰۰؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۴۶۳)

﴿حدیث:۴﴾

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب تم کہیں اوپر جاؤ تو وہاں (اپنی مدد کے لیے) کسی کو نہ پاؤ گے اور جب واپس نیچے آؤ گے تو بھی کسی کو نہ پاؤ گے۔ (بحار الانوار: ۵۱/ ۱۳۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۲۱)

﴿حدیث:۵﴾

ابو الجارود سے منقول ہے کہ اس نے سرکار باقر العلومؑ کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے فرمایا: تم ہمیشہ اس امر کے انتظار میں رہو گے یہاں تک کہ تمہاری حالت ایک دہشت زدہ بکری کی مانند ہو جائے گی، جسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ ان کا ذبح کرنے والا اسے کہاں سے ہاتھ رکھے۔ اس وقت تمہارے لیے کوئی بلند جگہ ہوگی جس کی تم پناہ لے لو اور نہ کوئی سہارا جس سے اپنے معاملات میں مدد حاصل کر سکو۔ (بحار: ۵۲/ ۱۱۰)

قارئین کرام! خدا تم لوگوں پر رحم کرے! یہ احادیث امام زمانہؑ کی غیبت پر واضح دلائل کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور امامؑ کی ذات سے شیعوں کو شرف ملتا ہے۔ ثانیاً یہ احادیث اس نکتہ کو بھی بیان کرتی ہیں کہ زمانِ غیبت میں امامؑ کے سفراء بھی نہیں رہیں گے جو آپؑ کے شیعہ عوام کے مابین واسطہ بنتے ہیں۔ کیونکہ سفراء اور بعد میں وہ ستون و ارکان تھے جن کا سہارا لے کر شیعہ اپنے معاملات کو امامؑ تک پہنچاتے تھے۔ پس جو چیز ان کے لیے

باعث شرف تھی، جب وہ ان سے دور ہو گئی تو ان کی حیثیت ایک بکری کی مانند ہو گئی ہے جسے کچھ خبر نہیں کہ اسے کب پکڑ لیا جاتا ہے؟ بہر کیف جب وہ واسطے اور سفیر موجود تھے تو امام کا پیغام اور ہدایات اپنے شیعوں تک بآسانی پہنچتی تھیں۔ لیکن اب خداوند متعال نے اپنی خاص تدبیر کے تحت ان واسطوں اور اسباب کو درمیان سے اُٹھا لیا ہے اور امامؑ کی غیبت کا زمانہ آ گیا ہے۔ تاکہ لوگوں کی آزمائش مکمل ہو جائے اور مخلص وغیر مخلص میں فرق ظاہر ہو سکے۔ پھر ایک دن ضرور آئے گا جس میں غیبت کا پردہ ہٹ جائے گا اور امام اور ان کے شیعوں کے درمیان تمام رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔ البتہ یہ اس کی مشیت پہ موقوف ہے کہ وہ کب اس دن کو لاتا ہے۔ خدا ہمیں اور آپ کو اس دور کے فتنوں اور آفتوں سے اپنی امان میں رکھے۔ کیونکہ اس دور میں جو اپنی مرضی کرے اور خدا کی رضا پر قانع نہ ہو، خدا کے امر میں جلدی چاہتا ہو اور اس کے حکم پر عمل کر کے صبر نہ کرے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کے حضور میں عرض کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ بھائیوں کو ہدایت کے بعد گمراہ ہونے سے بچائے۔ بے شک وہی مالک حقیقی ہے اور صاحب قدرت ہے۔

یہ غیبت کے موضوع پہ وہ روایات ہیں جو میرے علم و دسترس میں تھیں۔ یہ ان روایات کے مقابلے میں بہت کم ہیں جنہیں راویانِ اخبار و محدثین عظام نے نقل کیا ہے۔ خدا ان کی توفیقات میں اضافہ کرے۔ کچھ شک نہیں تمام تر توفیق کا منبع اسی کی ذات ہے۔

باب نمبر 11

انتظار سے متعلق مومنین کے لیے احکام

﴿حدیث:۱﴾

جناب ابوبصیرؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بابا نے مجھ سے کہا: آذربائیجان سے ایک آگ کا ظاہر ہونا ناگزیر ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز نہ کر سکے گی۔ جب یہ واقع رونما ہو جائے تو خاموشی کے ساتھ اپنے گھروں میں بیٹھ جانا اور جس چیز سے ہم مربوط ہوں اور اس سے مربوط ہو جانا۔ پھر جب ہم آل محمدؐ میں سے ایک حرکت کرنے والا حرکت کرے تو اس کی طرف دوڑ کر جانا، خواہ تمہیں دست و زانو کے بل سے جانا پڑے۔ (یعنی کسی صورت بھی ان کے پاس پہنچنے میں سستی نہ کرنا۔) اللہ کی قسم گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکن و مقام کے درمیان موجود ہیں اور ایک نئے علم پر لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ وہ اہل عرب (کے سرکشوں) پر بڑے سخت ہوں گے۔ پھر فرمایا: عرب کے سرکشوں کے لیے اس آفت سے ہلاکت ہو جو ان کے قریب پہنچ چکی ہے۔ (بحار الانوار: ۱۳۵/۵۲)

﴿حدیث:۲﴾

ابوالجارودؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے کوئی وصیت کریں تو آپؑ نے فرمایا:

اوصيك بتقوى الله ، و ان تلزم بيتك و تقعد في

دهماء هؤلاء الناس ، و اياك و الخوارج منا ، فانهم ليسوا على شيئ ولا الى شيئ ، واعلم ان لبني امية ملكا لا يستطيع الناس ان تردعه ، وان لاهل الحق دولة اذا جاءت ولاها الله لمن يشاء منا اهل البيت فمن ادركها منكم كان عندنا في السنام الاعلى ، وان قبضه الله قبل ذلك خار له واعلم انه لا تقوم عصابة تدفع ضيما او تعز دينا الا صرعتهم المنية و البلية حتى تقوم عصابة شهدوا بدرا مع رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم لا يوارى قتلهم ، ولا يرفع صريعهم ، ولا يداوى جريحهم

قلت : من هم ؟ قال : الملائكة

"میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرنا، خانہ نشینی اختیار کرنا اور لوگوں کی جماعت کا حصہ نہ بننا۔ خبردار ہمارے خاندان سے خروج کرنے والوں سے دور رہنا۔ کیونکہ وہ نہ حق پر ہوں گے اور نہ حق کی طرف جائیں گے۔ تمہارے علم میں ہونا چاہیے کہ بنی امیہ کو حکومت حاصل ہو گی تو لوگوں میں اس کے مقابلے کی سکت نہ ہو گی۔ (اس کے بعد) بلاشبہ جب اہل حق کی حکومت قائم ہو گی تو خدا ہم اہل بیتؑ میں سے جسے چاہے گا اس کی حکمرانی عطا کرے گا۔ تم میں سے جس نے وہ زمانہ پالیا وہ ہمارے یہاں بلند مرتبے پر فائز ہو گا۔ اور اگر خدا نے اس وقت سے پہلے اس کی روح قبض کر لی تو اسے (ہماری حکومت میں شامل ہونے کا) اختیار دے گا۔ جان لو کہ جو بھی جماعت ظلم کے خاتمے اور دین کے غلبے کے لیے اٹھے گی موت اور مصیبت اس کا خاتمہ کر دے گی۔ حتیٰ کہ ایک وہ جماعت سامنے

آئے گی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک تھی۔ جس نے شہید کو دفنایا گیا، نہ جس کے میدان میں بے ہمت ہو کر گرنے والے ساتھیوں کو اٹھایا گیا اور نہ جس کے زخمیوں کا علاج کیا گیا۔"

ابو جارودؒ کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ وہ جماعت کون سی ہے؟

تو امامؑ نے فرمایا: فرشتوں کی۔

(اثبات الہداۃ: ۳ر۵۳۹؛ بحار الانوار: ۵۲ر۳۰۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۱ر۳۵)

﴿حدیث: ۳﴾

صالح بن ابی الاسود کے واسطہ ابو الجارودؒ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا: آپؑ نے فرمایا: ہم اہل بیت میں سے ایک جماعت تمہیں کو ختم کرنے اور حق کی دعوت دینے کے لیے اٹھے گی مصیبت و آزمائش (جنگ) اس کا خاتمہ کر دے گی۔ حتی کہ ایک وہ جماعت اٹھے گی جو بدر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھی۔ جن کے شہیدوں کو دفن کیا اور نہ زخمیوں کو مرہم لگایا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو الجارودؒ سے پوچھا: اس سے امامؑ کی مراد کون سی جماعت تھی؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا: فرشتے۔

(مستدرک الوسائل: ۱۱ر۳۵؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳ر۲۶۶)

﴿حدیث: ۴﴾

جناب حارث ہمدانیؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے سر منبر ارشاد فرمایا:

اذا هلك الخطاب (الخاطب) و زاغ صاحب العصر و بقيت قلوب تتقلب من مخصب و مجدب، و قليل ما يكونون ثلاث

مائة أو يزيدون. تجاهد معهم عصابة جاهدت مع رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم يوم بدر لم تقتل و لم تمت

"جب خطاب ہلاک ہو جائے گا، صاحب العصر لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جائیں گے تو دل حیرت و پریشانی کے عالم میں پیچ و تاب کھائیں گے۔ اس وقت امر الٰہی میں تعجیل کے خواہش مند ہلاک ہوں گے اور سستی و غفلت کا مظاہرہ کرنے والے زوال کا شکار ہوں گے۔ البتہ صاحبان ایمان اپنی حالت پر باقی رہیں گے۔ وہ کم سے کم تین سو یا اس سے زیادہ ہوں گے۔ ان کے ساتھ ایک وہ جماعت بھی شریک جہاد ہوگی جس نے جنگ بدر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جہاد کیا مگر نہ اسے شہید کیا گیا اور نہ ہی وہ اپنی طبعی موت مری۔" (بحار الانوار: ۵۲ر۳۰۳؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳ر۱۰۳)

امیر المومنینؑ کے اس فرمان میں زاغ صاحب العصر سے مراد امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں جو خدا کی خاص مصلحت کے تحت لوگوں کی نظروں سے غائب ہوں گے۔ بقیت قلوب تتقلب من مخصب و مجدب سے مراد شیعوں کے دل ہیں جو امام عصرؑ کی غیبت کے اس عرصے میں حیرت کے مارے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ سو ان میں سے جو بھی اس کڑی آزمائش کے باوجود بھی حق پر قائم رہیں وہ مخصب اور جو راہ راست سے ہٹ جائیں وہ مجدب ہیں۔

اس کے بعد مولائے کائناتؑ نے امر الٰہی میں تعجیل کے خواہش مندوں کی مذمت کی۔ یہ شیعہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ امامؑ کا ظہور جلد ہو جائے خواہ خدا کی وہ مصلحتیں اور حکمتیں پوری ہوں یا نہ۔ کہ جن کے لیے اس نے ظہور امام کو موخر کیا ہے۔ ایسے خوشحالی کو دیکھنے سے قبل ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے۔ ان میں سے صرف لوگ ہدایت کی راہ پر قائم رہیں گے جن کے بارے میں خدا چاہے گا۔ یہی وہ مخلص صاحبان ایمان ہیں جن کی تعداد کم سے کم تین سو

یا اس سے زیادہ ہوگی۔ انہیں خدا قوت ایمانی اور یقین کامل کے سبب اپنے ولی کی نصرت اور اپنے دشمنوں سے جہاد کی اہلیت عطا کرے گا۔ روایات کی روشنی میں یہ افراد ان شہر امام زمانہؑ کی طرف سے مقرر حکام و ارباب اقتدار ہوں گے۔ اس وقت کہ جب زمین کے حالات اپنی صحیح نہج پر آ جائیں گے اور جنگ و جدال کا خاتمہ ہو جائے گا۔

بعد ازاں مولا امیر المومنینؑ نے فرمایا:

تجاهد معهم عصابة جاهدت مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يوم بدر

"ان کے ہمراہ ایک وہ جماعت بھی شریک جہاد ہوگی جس نے جنگ بدر میں رسول خدا ﷺ کی رکاب میں جہاد کیا۔"

یہاں امامؑ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خدا امام زمانہؑ کے ان اصحاب کی نصرت کے لیے وہ فرشتے نازل کرے گا جو اس نے نبی ﷺ کی مدد کے لیے جنگ بدر کے دن بھیجے تھے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین اور ولی کی نصرت کی توفیق عنایت کرے۔

(حدیث: ۵)

ابو المرہفؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: محاضیر ہلاک ہو گئے!

میں نے عرض کی: یہ محاضیر کا کیا مطلب ہے؟

تو آپ نے فرمایا: جلدی کے خواہش مند۔

(پھر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:) اور مقربین نجات پا گئے۔ قلعہ اپنی بنیادوں پر استوار رہتا ہے۔ تم اپنے گھروں میں ہی رہو۔ (کیونکہ) گرد و غبار اسی کے ہمراہ ہے جو اسے اڑاتا ہے۔ وہ تم پر جب بھی کوئی آفت (یا جنگ) مسلط کرنا چاہیں گے تو خدا ان کی توجہ کسی

اور جانب کر دے گا۔ مگر یہ کہ کوئی خود ہی ان سے الجھ جائے۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۸)

(حدیث: ۶)

ابوبکر حضرمیؒ سے مروی ہے وہ بیان کرتا ہے: جب خراسان میں سیاہ جھنڈے بلند ہوئے تو میں اور ابانؒ امام صادقؑ کی خدمت میں گئے اور عرض کی: ان جھنڈوں کی بابت آپ کیا حکم دیتے ہیں؟

تو امامؑ نے فرمایا: جا کر اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ۔ جب دیکھو کہ ہم آل محمدؐ اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص پر جمع ہو گئے ہیں تو اپنے جنگی ہتھیار اٹھا کر ہمارے پاس چلے آنا۔

(حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۳۴؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۸؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۶)

(حدیث: ۷)

امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنی زبانوں کو بند رکھو اور اپنے گھروں میں آرام کے ساتھ بیٹھے رہو۔ تمہیں کوئی ایسا امر درپیش نہ ہوگا جس کا تعلق فقط تم ہی سے ہو۔ بلکہ جو بھی ہو وہ سب کے لیے ہوگا۔ اور زیدیہ ہمیشہ تمہاری حفاظت کا سبب بنے رہیں گے۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۹)

(حدیث: ۸)

عبد الرحمن بن کثیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں سرکار صادقؑ کے پاس موجود تھا۔ وہاں مہزم اسدیؒ بھی تھے۔ انہوں نے امام عالی مقامؑ کی خدمت میں عرض کی: قربان جاؤں! یہ امر جس کے آپ منتظر ہیں، کب واقع ہوگا؟ ہمارے خیال میں تو یہ (انتظار) کافی طویل ہو گیا ہے!!

اس کے جواب میں امامؑ نے فرمایا: اے مہزمؒ! اس امر (کے جلد پورا ہونے) کی امید رکھنے والوں نے جھوٹ کہا، اس میں جلدی چاہنے والے ہلاک ہوئے، اس کے

اپنے دشمنوں سے کامیابی حاصل کی اور وہ ہماری طرف پلٹ کر آنے والے ہیں۔

(الکافی: ۱/ [illegible])

(حدیث:۹)

عبدالرحمن بن کثیر کے واسطے سے مروی ہے انھوں نے اس فرمانِ الٰہی: أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ، کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد ہمارا امر ہے۔ خدائے عزوجل نے حکم دیا ہے کہ اس کے بارے میں جلدی نہ کی جائے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے لشکروں (فرشتوں) [illegible] کے ذریعے اس کی مدد کرے۔ اور وہ بھی اسی طرح خروج کریں گے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ جیسا کہ ارشادِ رب العزت ہے: كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ بِالْحَقِّ۔

(تاویل الآیات: ۱/ ۲۵۴؛ اثبات الہداۃ: ۳/ [illegible]؛ حلیۃ الابرار: [illegible]؛ تفسیر البرہان؛ المحجۃ فی ما نزل فی القائم الحجۃ [illegible])

(حدیث:۱۰)

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ [illegible] تو اہلِ مکہ ہلاک ہوئے اور [illegible] نے نجات پائی۔ بے شک [illegible] ہے۔ [illegible] کے بعد [illegible] گے۔

([illegible])

(حدیث:۱۱)

ابو خالد کابلی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام نے [illegible] میں چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت مل جائے اور میں لوگوں سے تمہیں باخبر کر سکوں۔ [illegible] میرے بارے میں جو چاہے فیصلہ صادر کرے۔ لیکن خدا نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم

مقرر کریں (اور خاموشی اختیار کریں)۔ اس کے بعد امام نے یہ آیات تلاوت کیں:

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ (سورۃ ص)، وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (آل عمران)

"یقیناً تم ایک عرصہ گزرنے کے بعد اس کا حال جان لو گے۔ (سورۃ ص ۸۸) اور تمہیں اہلِ کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دل آزار باتیں سننا پڑیں گی۔ اور اگر تم صبر و پرہیزگاری اختیار کرو تو یہ بڑے حوصلے کے کام ہیں۔" (سورۃ آل عمران ۱۸۶)

(حدیث:۱۲)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب ابن عباسؓ نے ایک شخص کو امام علی زین العابدین علیہ السلام کے پاس بھیجا جس نے آپ سے اس آیت کریمہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا [1] کی تفسیر پوچھی تو آپ غضبناک ہو گئے اور سائل سے فرمایا: اے کاش کہ جس نے تجھے اس سوال کے ساتھ بھیجا ہے وہ خود یہاں میرے سامنے ہوتا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: یہ آیت کریمہ میرے بابا اور ہماری شان میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے بعد جو ہمیں رباط (جہاد کے لیے ہر وقت تیار رہنے) کا حکم دیا گیا ہے اس کا وقت ابھی نہیں آیا۔ یہ ہماری نسل ذریت میں سے ایک شخص ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا:

"جان لو کہ اس (یعنی ابن عباسؓ) کی صلب میں ایک لقطہ ہے جسے آتش جہنم

[1] اے ایمان والو صبر کرو اور دشمن سے مقابلے میں استقامت دکھاؤ اور جہاد کے لیے کمربستہ رہو (سورۃ آل عمران ۲۰۰)

کے لیے خلق کیا گیا ہے۔ عنقریب لوگ فوج در فوج خدا کے دین سے نکل جائیں گے اور زمین آلِ محمدؐ کے سروں کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ ان افراد کا خروج وقت سے پہلے ہوگا۔ اور یہ اس چیز کی توقع کریں گے جس کا ملنا ممکن نہ ہوگا۔ البتہ دوسرے اہلِ ایمان (امرِ الٰہی کے) منتظر رہیں گے، صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کو صبر و استقامت کی تلقین کریں گے۔ حتیٰ کہ خدا خود ہی فیصلہ فرما دے۔ بے شک وہ سب سے بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔"

(بحار الانوار: ۲۱۹/۲۴)

﴿حدیث: ۱۳﴾

برید عجلیؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمانِ الٰہی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۔ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

اس کی تفسیر یہ ہے کہ ادائیگیٔ فرائض کی پابندی کرو، دشمن کے مقابلے میں استقامت کا مظاہرہ کرو اور اپنے منتظر امام کا انتظار کرو۔ (بحار الانوار: ۱۳۹/۵۲)

﴿حدیث: ۱۴﴾

جناب جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے کا خروج، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خروج کی مثل ہے۔ ہمارے خاندان میں سے جو شخص قائم کے قیام سے پہلے خروج کرے اس کی مثال انڈے سے نکلے اس بچے کی سی ہے جو اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے تو گھونسلے سے نیچے گر جاتا ہے۔ پھر بچے اٹھا کر اس کے ساتھ کھیلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ (بحار الانوار: ۱۳۹/۵۲)

﴿حدیث: ۱۵﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا:

من مات منكم على هذا الامر منتظرا كان كمن هو فى الفسطاط الذى للقائم

"تم میں سے جو اس امرِ غیبت کا انتظار کرتے ہوئے دنیا سے چلا جائے وہ ایسے کہ گویا قائم آلِ محمدؐ کے خیمے میں ہو۔" (المحاسن: ۱۷۳/۳ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳۰۲/۳)

﴿حدیث: ۱۶﴾

جناب ابو بصیرؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جس کے بغیر خدا بندے کا کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتا؟

میں نے عرض کی: کیوں نہیں!

تو ارشاد فرمایا:

شهادة ان لا اله الا الله، و ان محمدا عبده، الاقرار بما امر الله، و الولاية لنا، و البراءة من اعدائنا، و التسليم لهم، والورع و الاجتهاد و الطمأنينة، والانتظار للقائم علیہ السلام۔

"یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد ہیں۔ اُن چیزوں کا اقرار کرنا جن کا حکم دیا ہے۔ ہم سے ولایت و محبت اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرنا، محمد و آلِ محمدؐ کے حکم کو تسلیم کرنا، تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنا، (خدا کے دین کو سمجھنے میں) وقت و محنت سے کام لینا، (خدا اور اس کے خاص بندوں کے ذکر سے) اطمینانِ قلب حاصل کرنا اور قائم آل

محمدؐ کا انتظار کرنا۔"

پھر فرمایا:

ان لنا دولة يجيء الله بها اذا شاء.

"بے شک حکومت ہمارا حق ہے تو جب اس کی مشیت ہوگی وہ اسے قائم کرے گا۔"

اس کے بعد فرمایا:

من سره ان يكون من اصحاب القائم ؑ فلينتظر وليعمل بالورع و محاسن الاخلاق، وهو منتظر. فان مات و قام القائم ؑ بعده كان له من الاجر مثل اجر من ادركه. فجدوا و انتظروا. هنيئاً لكم ايها العصابة المرحومة

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا شمار قائم آل محمدؐ کے اصحاب میں ہو تو اسے چاہیے کہ ان کے ظہور کا منتظر رہے، تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرے اور اپنے امام کا منتظر ہونے کے ساتھ ساتھ خود کو اچھے اخلاق سے آراستہ کرے۔ چنانچہ اگر اس طرح وہ دنیا سے چلا گیا اور قائمؑ کا قیام اس زندگی کے بعد ہوا تو اسے بھی وہی اجر ملے گا جو امام کے لشکر میں شامل ہونے والے کا ہوگا۔ لہٰذا خود کو استوار کرنے میں خوب محنت و سعی سے کام لو اور (اپنے امام کے ظہور کے) منتظر رہو۔ اے خدا کی رحمت سے سرشار جماعت! تجھے مبارک ہو۔"

(اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۶؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۴۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۴۱۷)

(حدیث: ۱۷)

امام محمد باقرؑ سے روایت ہوئی ہے، آپؑ نے فرمایا:

"جب تک زمین و آسمان ساکن ہیں، اس وقت تم بھی خاموشی اور سکون کے ساتھ رہو۔ یعنی کسی کے مقابلے میں بھی خروج نہ کرو۔ بے شک تمہارا معاملہ خدا سے مخفی

نہیں ہے مگر یہ کہ یہ خدائے عزوجل کی طرف ایک نشانی ہے، نہ کہ لوگوں کی طرف سے۔ آگاہ رہو کہ یہ (یعنی ظہور امامؑ) سورج سے بھی زیادہ واضح و روشن ہے اور کسی نیک یا بدکار سے چھپا ہوا نہیں۔ کیا تمہیں صبح کی پہچان نہیں؟! بلاشبہ یہ صبح روشن کی طرح واضح و آشکار ہے اور اس پر کوئی پردہ نہیں۔" (بحارالانوار: ۵۲/۱۳۹)

عالی قدر قارئین! توجہ فرمایئے! مذکورہ بالا فرامین میں آئمہ اطہار علیہم السلام کس قدر صاف الفاظ میں غیبت کے زمانے سے متعلقہ ہدایات اور اس دور میں اہل ایمان کی ذمہ داری بیان کی ہے۔ یہاں ان ذوات مقدسہؑ نے اس امر الٰہی کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنے اور صبر و ثابت قدمی دکھانے کی تلقین کی، اس میں جلدی چاہنے والوں کو مورد ہلاکت اور اہل اسلام کو کامیاب ہونے والا بتایا، ان میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کی تعریف و حوصلہ افزائی کی اور ان کی ثابت قدمی کو قصر کے اپنے ستونوں پر قائم و برقرار رہنے کے ساتھ تشبیہ دی۔

خدا آپ پر رحم کرے! اپنے آئمہ کی تعلیمات کو اپناؤ، ان کے احکام کی اطاعت اور ان کے حکم کی تعمیل کرو۔ ان کی بتائی ہوئی حدود سے آگے نہ جاؤ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو، جنہیں ہوائے نفس اور عجلت بازی نے بے کار کر دیا اور حرص انہیں نور ہدایت سے دور لے گئی۔ خدا سے دعا ہے کہ مجھے اور میرے تمام بھائیوں کو اپنی امان میں رکھے۔ (آمین!)

✿✿✿✿

باب نمبر 12

دورِ غیبت میں شیعوں کی تفرقہ بازی اور اہلِ حق کا کم تعداد میں ہونا

﴿حدیث:۱﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عثمان کے قتل کیے جانے کے بعد جب امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت کی گئی تو آپؑ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا:

الا ان بلیتکم قد عادت کھیئتھا یوم بعث اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ، والذی بعثہ بالحق لتبلبلن بلبلۃ ، و لتغربلن غربلۃ حتی یعود اسفلکم اعلاکم ، و اعلاکم اسفلکم ، و لیسبقن سابقون کانوا قصروا ، و لیقصرن سباقون کانوا سبقوا ، واللہ ما کتمت وسمۃ و لا کذبت کذبۃ ، ولقد نبئت بھذا المقام وھذا الیوم

"اے لوگو! سن لو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت والے دن کی مانند تمہاری آزمائش دوبارہ پلٹ کر آگئی ہے۔ اس خدا کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تمہیں ضرور ایک عظیم فتنے و اضطراب کا سامنا کرنا ہوگا۔ حتی کہ تم میں سے حقیر و بے وقعت افراد بلند مرتبہ ہو جائیں گے اور شان و شوکت والے پستی میں چلے جائیں گے۔ جو پیچھے رہ گئے وہ سبقت کر جائیں گے اور جو سبقت کرنے والے تھے وہ پیچھے رہ جائیں گے۔ اللہ کی قسم! میں نے کوئی نشانی پوشیدہ نہیں چھوڑی اور نہ ہی اس میں جھوٹ کہا ہے۔ مجھے اس مقام اور دن کے بارے میں پہلے ہی خبر دی جا چکی تھی۔" (بحار الانوار: ۳۲/۳۶)

﴿حدیث:۲﴾

معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اس آیت کریمہ:

(اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۝)

کی تلاوت کر کے فرمایا: (کچھ سمجھتے ہو کہ) فتنہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: قربان جاؤں! ہماری نظر میں تو اس سے مراد دین میں فتنہ ہے۔ اس پر امام نے فرمایا: لوگوں کو اس طرح آزمائش کی بھٹی میں ڈالا جائے گا جیسے سونے کو آگ کی بھٹی میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر فرمایا: انہیں اسی طرح خالص کیا جائے گا جیسے سونے کو آلائشوں سے پاک کیا جاتا ہے۔

(بحار الانوار: ۵۲/۱۱۵) [1]

﴿حدیث:۳﴾

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہاری اس حدیث سے لوگوں کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور وہ اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ لہذا جو تمہاری بیان کردہ حدیث کا اقرار کرے اس سے مزید بیان کرو اور جو اس کا انکار کر دے اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ بلاشبہ ایک فتنہ لازماً کھڑا ہوگا جس میں ہر دوست و ہم راز ساتھ چھوڑ جائے گا۔ حتی کہ وہ بھی چلا جائے گا جو بال کی کھال نکالتا ہے۔ بالآخر ہم اور ہمارے شیعہ ہی باقی رہ جائیں گے۔ (بحار الانوار: ۵۲/۱۱۵)

﴿حدیث:۴﴾

[1] کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اس بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور ان کا امتحان نہیں ہوگا۔ (سورہ عنکبوت: ۲)

ہم سے بیان کیا ابو سلیمان احمد بن ہوذہ باہلی نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابراہیم بن اسحاق نہاوندی نے ۲۷۳ھ میں وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن حماد انصاری نے سن ۲۲۹ھ میں۔ انہوں نے نقل کیا ایک شخص سے وہ کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں گیا اور عرض کرنے لگا: قربان جاؤں! خدا کی قسم! میں آپ اور آپ کے چاہنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ (سبحان اللہ!) میرے آقا! آپ کے شیعہ کس قدر زیادہ ہیں؟"

امام نے فرمایا: بتاؤ وہ کون ہیں؟ اس نے کہا: بہت زیادہ ہیں۔

امام نے فرمایا: کیا تم انہیں گن سکتے ہو؟ اس نے کہا: وہ شمار سے بالاتر ہیں۔

اس پر امام نے فرمایا:

اما لو كملت العدة الموصوفة ثلاث مائة و بضعة عشر كان الذي تريدون، و لكن شيعتنا من لا يعدو صوته سمعه و لا شحناؤه بدنه، و لا يمدح بنا معلنا، و لا يخاصم بنا قاليا، و لا يجالس لنا عائبا، و لا يحدث لنا ثالبا، و لا يحب لنا مبغضا، و لا يبغض لنا محبا

"سنو! اگر تین سو دس سے اوپر کی وہ تعداد پوری ہو جائے جس کی صفت بیان کی گئی ہے، تو وہ ہو جائے گا جو تم کرنا چاہتے ہو۔ مگر (یاد رکھو کہ) ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کی آواز ان کے کانوں سے آگے نہیں جاتی اور ان کا بغض ان کے بدن سے باہر نہیں نکلتا۔ وہ سب کے سامنے ہماری تعریف سے گریز کرتے ہیں اور دشمن کے ساتھ ہماری (وجہ) سے جھگڑا نہیں کرتے ہیں۔ وہ ہماری عیب جوئی کرنے والے کے پاس نہیں بیٹھتے اور ہماری برائی بیان کرنے والے سے بات نہیں کرتے،

نہ ہمارے دشمن سے دوستی رکھتے ہیں اور نہ ہمارے دوست سے دشمنی۔"

چنانچہ میں نے عرض کی: ان شیعوں کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں جن کی صفت اس سے مختلف ہے مگر اس کے باوجود بھی شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟

فرمایا:

فيهم التمييز و فيهم التمحيص و فيهم التبديل، يأتي عليهم سنون تفنيهم و سيف يقتلهم، و اختلاف يبددهم.

"ان میں امتیاز پیدا کیا جائے گا، الگ الگ کیا جائے گا اور ان میں تبدیلی کی جائے گی، اور ان میں ردوبدل واقع ہوگا۔ قحط سالی انہیں فنا کرے گی، ان پر تلوار کی کاٹ پڑے گی، اور ان کا اختلاف انہیں تباہ و برباد کرے گا۔ بے شک ہمارے شیعہ وہ ہیں جو کتے کی طرح آواز نہیں نکالتے نہ کووں کی مانند لالچی ہوتے ہیں، اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے خواہ بھوک سے مر ہی جائیں۔"

میں نے پوچھا: ایسے شیعہ میں کہاں تلاش کروں؟

امام نے فرمایا:

اطلبهم في اطراف الارض، اولئك الخفيض عيشهم المنتقلة دارهم، الذين ان شهدوا لم يعرفوا، و ان غابوا لم يفتقدوا، و ان مرضوا لم يعادوا، و ان خطبوا لم يزوجوا، و ان ماتوا لم يشهدوا، اولئك الذين في اموالهم يتواسون، و في قبورهم يتزاورون، و لا تختلف اهواؤهم و ان اختلفت بهم البلدان

"انہیں زمین کے مختلف حصوں میں تلاش کرو۔ ان لوگوں کا طرز زندگی سادہ ہوتا ہے

اور کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ یہ وہ ہوتے ہیں کہ جب کہیں موجود ہوں تو کوئی انہیں پہچانتا نہیں، اگر کہیں چلے جائیں کوئی ڈھونڈتا نہیں، بیمار ہوں تو کوئی پوچھتا نہیں، خواستگاری کریں تو کوئی رشتہ نہیں دیتا اور اگر دنیا سے چلے جائیں تو لوگ جنازے پر نہیں آتا۔ یہ اپنے اموال کے ذریعے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور اپنی قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ ان کی خواہشات مختلف نہیں ہوتیں، خواہ ان کی رہائش کے علاقے الگ الگ ہوں۔"

(بحار الانوار: ۸/ ۳۴۳، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۱۰۲)

(حدیث: ۵)

معمر اسدی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:... یہ حدیث وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ اضافی موجود ہیں:

وان رأوا مؤمنا اکرموه، وان رأوا منافقا هجروه، وعند الموت لا یجزعون، وفی قبورهم یتزاورون۔

"اگر وہ مومن کو دیکھیں تو اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اگر منافق کو دیکھیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ موت کے وقت وہ غم و اندوہ ظاہر نہیں کرتے (بلکہ بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی ملاقات کو جاتے ہیں) اور اپنی قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔" اس کے بعد حدیث وہی ہے جیسے اوپر گزر چکی ہے۔ (سابقہ حوالہ جات)

(حدیث: ۶)

جناب ابو بصیرؒ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؐ کے ساتھ اہل عرب میں سے بہت کم لوگ ہوں گے؟

اس پر کسی نے عرض کی: اس امر کی باتیں کرنے والے تو بہت ہیں!! (یعنی بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کے لشکر کا حصہ ہوں گے۔)

تو امام نے فرمایا: لوگوں کو آزمایا جاتا ہے ایک لازمی امر ہے تاکہ ان میں سے اچھے، برے میں تمیز ہو جائے اور مخلص کو غیر مخلص سے الگ کیا جائے۔ عن قریب اس امتحان میں بہت سے لوگ نکل جائیں گے۔ (بحار الانوار: ۵/ ۲۱۹، الکافی: ۱/ ۳۷۰، اعلام الوریٰ: ۴۳۲، العدد القویہ: ۷۳، اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۷)

(حدیث: ۷)

ہمیں خبر دی علی بن حسین نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن حسان رازی نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن علی الکوفی نے، انہوں نے نقل کیا حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابو المغرا سے، انہوں نے جناب عبداللہ بن جعفرؒ سے، انہوں نے سنا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عرب کے سرکشوں کے اس شر سے ہلاکت ہے جو قریب آ چکا ہے۔

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! قائم آل محمدؐ کی رکاب میں اہل عرب کس قدر ہوں گے؟ تو جواب میں فرمایا: بہت کم۔

میں نے کہا: بخدا! ان میں سے بہت سے افراد اس امر (ظہور قائم) کی باتیں کرتے ہیں؟!

اس پر امام نے فرمایا:

"لوگوں کو آزمایا جانا، ان میں اچھے و برے کا فرق کیا جانا اور صحیح کو غلط سے جدا کیا جانا لازمی ہے۔ اس چھان بین میں ان میں سے بہت سے لوگ الگ ہو جائیں گے۔"

انہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ہم سے شیخ کلینی نے بیان کی، انہوں نے محمد بن یحیٰ

اور حسن بن محمد سے نقل کیا، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے قاسم بن اسماعیل سے انہوں نے حسن بن علی سے، انہوں نے ابو المغرا سے اور انہوں ابن ابی یعفور سے انہوں نے امام صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا۔ (آگے حدیث وہی ہے جو بیان ہو چکی ہے)

﴿حدیث:۸﴾

جناب ابو بصیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! تم میں اچھے و برے کی تمیز ضرور کی جائے گی۔ اللہ کی قسم! تمہاری چھان پھٹک ضرور ہوگی۔ اللہ کی قسم! تمہیں اس طرح لازماً خالص کیا جائے گا جیسے گندم سے فاسد گھاس پھوس الگ کیا جاتا ہے۔

(بحار الانوار: ۵۲ / ۱۱۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۲۱۵)

﴿حدیث:۹﴾

عمیرہ بنت نفیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کی زبان مطہر سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا:

لا يكون الامر الذي تنتظرونه حتى يبرأ بعضكم من بعض، و يتفل بعضكم في وجوه بعض، و يشهد بعضكم على بعض بالكفر، و يلعن بعضكم بعضا.

"وہ امر واقع نہ ہوگا جس کا تمہیں انتظار ہے، حتیٰ کہ تم میں بعض، بعض سے اظہار اور بے زاری کا اظہار کریں، ایک دوسرے کے منہ پر تھوکیں، ایک دوسرے کے کافر ہونے کی گواہی دیں اور ایک دوسرے پر لعنت کریں۔"

میں نے پوچھا: اس زمانے میں بھلائی کس بات میں ہوگی؟

تو امامؑ نے فرمایا: اس زمانے میں تمام خیر اس امر میں ہوگی کہ قائم آل محمدؑ قیام

کریں اور ان سب باتوں کا خاتمہ کر دیں۔

(الخرائج والجرائح: ۳ / ۱۱۵۳؛ عقد الدرر: ۹۳؛ منتخب الانوار: ۳۰)

﴿حدیث:۱۰﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ امر اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم ایک دوسرے کے منہ پر نہ تھوکو، ایک دوسرے پر لعنت نہ کرو اور ایک دوسرے کو کذاب نہ کہو۔ (بحار الانوار: ۵۲ / ۱۳۳)

﴿حدیث:۱۱﴾

مالک بن ضمرہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم الجھا کر فرمایا:

اے مالک بن ضمرہ! اس وقت تم کیا کرو گے جب شیعہ اس طرح ایک دوسرے سے اختلاف کریں گے؟!

میں نے پوچھا: پھر اس وقت بھلائی کس بات میں ہوگی؟

فرمایا: اے مالک! ساری بھلائی اسی وقت ہی ظاہر ہوگی۔ اس وقت ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف قیام کریں گے تو ان کا مقابلہ ستر افراد کے ساتھ ہوگا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر بہتان تراشیں گے۔ چنانچہ قائم آل محمدؑ ان سب کو واصل جہنم کر دیں گے۔ اس کے بعد خداوند عالم سب کو ایک امر پا اکٹھا کر دے گا۔

(اثبات الہداۃ: ۳ / ۵۳۸؛ بحار الانوار: ۵۲ / ۱۱۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۳۰)

﴿حدیث:۱۲﴾

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

اے شیعیان آل محمدؑ! تمہیں لازماً اس طرح آزمایا جائے گا جس طرح آنکھ کو صاف

کرنے کے لیے اس میں سرمہ ڈالا جاتا ہے۔ جو شخص سرمہ ڈالتا ہے اسے یہ تو پتا ہوتا ہے کہ اس نے کب ڈالا، لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ نکلے گا کب؟ اسی طرح انسان صبح ہماری شریعت پر ہوگا تو شام کو کسی اور پر ہوگا۔ شام کو ہماری شریعت پر ہوگا تو صبح ہونے سے پہلے اس سے نکل جائے گا۔ (بحار الانوار: ۱۰۱/۵۲)

﴿حدیث: ۱۳﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

واللہ! لتکسرن تکسر الزجاج، وان الزجاج لیعاد فیعود کما کان، واللہ! لتکسرن تکسر الفخار، وان الفخار لیتکسر فلا یعود کما کان، وواللہ! لتغربلن، وواللہ لتمیزن، وواللہ! لتمحصن حتی لا یبقی منکم الا الاقل، صعر کفه

"خدا کی قسم! تم کانچ کی طرح ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جاؤ گے۔ اور کانچ جب ٹوٹتا ہے اور اسے دوبارہ اپنی حالت میں واپس لایا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی سابقہ حالت پہ آجاتا ہے۔ اللہ کی قسم! تم ٹھیکری کی مثل ٹوٹ جاؤ گے، اور ٹھیکری جب ٹوٹ جاتی ہے تو پھر اپنی پہلے والی حالت پر نہیں آتی۔ اللہ کی قسم! تمہیں آزمایا جائے گا، اللہ کی قسم! تم میں سے اچھے کو برے سے الگ کیا جائے گا، اللہ کی قسم! تمہاری جانچ و پڑتال ضرور ہوگی۔ حتی کہ تم میں بہت کم لوگ رہ جائیں گے اور ان کے ہاتھ مڑ جائیں گے۔ (یعنی وہ کمزور ہو چکے ہوں گے۔)" (بحار الانوار: ۱۰۱/۵۲؛ بشارۃ الاسلام: ۱۲۳؛ منتخب الاثر: ۳۱۵)

محترم برادران ایمانی! امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر آئمہ طاہرین کی زبان سے صادر ہونے والے ان فرامین میں خوب غور و فکر کرو اور جن چیزوں سے انہوں نے خبردار کیا ہے، ان کے بارے میں محتاط رہو۔ جیسے سرکار باقر العلوم نے فرمایا کہ ایک شخص صبح کے وقت

ہماری شریعت پہ چل رہا ہوگا تو شام ہوتے ہی اس کی شریعت بدل جائے گی، اور شام کو ہماری شریعت پہ ہوگا تو صبح ہونے سے پہلے کسی اور شریعت کو اپنا لے گا۔ یہ فرمان دلیل ہے کہ بہت سے لوگ امامت کے عقیدے سے منحرف ہو کر کوئی دوسرا عقیدہ اختیار کر لیں گے۔

صادق آل محمدؑ نے اپنے فرمان: [خدا کی قسم! تم کانچ کی طرح ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جاؤ گے۔ اور کانچ جب ٹوٹتا ہے اور اسے دوبارہ اپنی حالت میں واپس لایا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی سابقہ حالت پہ آجاتا ہے۔ اللہ کی قسم! تم ٹھیکری کی مثل ٹوٹ جاؤ گے، اور ٹھیکری جب ٹوٹ جاتی ہے تو پھر اپنی پہلے والی حالت پر نہیں آتی۔] میں شیعہ مومنین کو خبردار کیا ہے۔ کہ انہیں ایک فتنہ درپیش ہوگا جس میں وہ اس عقیدے سے پھر جائیں گے، مگر بعد میں خدا انہیں ہدایت دے گا اور وہ اپنی سابقہ حالت پہ واپس آجائیں گے۔ جس طرح شیشہ ٹوٹتا ہے، اور اسے جوڑا جاتا ہے تو وہ جڑ جاتا ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی ہوں گے جو اس عقیدے سے منحرف ہوں گے تو توبہ سے پہلے ہی انہیں موت آجائے گی۔ ان کی مثال اس ٹھیکری کی سی ہے جو ٹوٹ جائے تو اسے سابقہ حالت پر واپس نہیں لایا جا سکتا۔ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے اور ہر پیش آنے والے فتنے سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ (آمین!)

﴿حدیث: ۱۴﴾

ابراہیم بن ہلال سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: قربان جاؤں! میرے والد اس امر (انتظار قائمؑ) پر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اور اب جیسا کہ آپ کے سامنے ہے، میں بھی مرنے کے قریب پہنچ چکا ہوں۔ مگر آپ نے مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

تو امامؑ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! تو جلدی کر رہا ہے! میں نے کہا: بے شک۔ خدا کی قسم! میں جلدی کر رہا ہوں، لیکن ایسا کیوں نہ ہو، جبکہ میں اپنی عمر کے آخری حصے میں پہنچ

گیا اور آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ میں نے پیری کے عالم میں قدم رکھا ہوا ہے۔

اس پر امام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اے ابو اسحاق! یہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ تم میں اچھے و برے کی تمیز نہ ہو اور تمہارا امتحان نہ لے لیا جائے حتیٰ کہ تم میں بہت تھوڑے لوگ باقی رہ جائیں۔ اس کے بعد امام نے اپنی ہتھیلی کو سیدھا کر دیا۔

(بحار الانوار: ۵۲ / ۱۱۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۱۳۲)

﴿حدیث: ۱۵﴾

صفوان بن یحییٰ سے مروی ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! جس چیز کی طرف تم نے آنکھیں لگائی ہوئی ہیں وہ اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک تمہیں آزما نہ لیا جائے اور تم میں سے اچھے و برے کے درمیان تمیز نہ ہو۔ اور تم میں (رفتہ رفتہ) بہت کم لوگ باقی رہ جائیں۔ (بحار الانوار: ۵۲ / ۱۱۳)

﴿حدیث: ۱۶﴾

ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن سعید نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابو عبداللہ جعفر بن عبداللہ محمدی نے اپنی کتاب سے ۲۶۸ھ میں وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن منصور صیقل نے، انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس کچھ لوگ تشریف فرما تھے ان کے ساتھ میں بھی بیٹھ گیا۔

ہم ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کر رہے تھے اور امام اپنے کسی صحابی کی طرف متوجہ تھے۔ پھر امام نے اپنا رخ ہماری طرف کیا اور فرمایا: تم کس بھول میں پڑے ہوئے ہو؟ نہیں، ہرگز نہیں! جس چیز کی طرف تم اپنی گردنیں جھکائے ہوئے ہو وہ نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ تمہاری خوب آزمائش کی جائے۔ نہیں، بالکل نہیں! جس چیز کی طرف تم نے اپنی گردنیں لمبی کر رکھی ہیں وہ اس وقت تک نہیں ہوگی، جب تک کہ تم میں اچھا برے سے

الگ نہ کیا جائے، نہیں، کسی صورت نہیں! جس چیز کی طرف تم نے اپنی گردنیں پھیلا رکھی ہیں وہ اس وقت تک نہ ہوگی جب تک تمہیں معیار پر پرکھ نہ لیا جائے، نہیں، کوئی راہ نہیں! جس چیز کی طرف تم نے گردنیں لمبی کی ہوئی ہیں وہ نہ ہوگی مگر مکمل طور پر نا امید ہو جانے کے بعد۔ نہیں، بالکل بھی نہیں! جس چیز کی طرف تم نے گردنیں جھکا رکھی ہیں وہ اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ شقی، بدبختی کو نہ پالے اور سعادت مند نیکی کو نہ پالے۔

ہم سے بیان کیا محمد یعقوب نے، انہوں نے نقل کیا محمد بن حسن اور علی بن محمد سے، انہوں نے نقل کیا سہل بن زیاد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے منصور بن صیقل سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں حارث بن مغیرہ اور ہمارے کچھ دیگر ساتھی امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے۔ ہم امام کے اتنا قریب تھے کہ آپ ہماری باتوں کی آواز سن رہے تھے۔ البتہ اس میں ایک اللہ کا اضافہ ہے وہ یمین (قسم) ہے۔

﴿حدیث: ۱۷﴾

جناب اصبغ بن نباتہؒ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

كونوا كالنحل في الطير، ليس شيء من الطير إلا وهو يستضعفها، ولو علمت الطير ما في أجوافها من البركة لم تفعل بها ذلك. خالطوا الناس بألسنتكم وأبدانكم، وزايلوهم بقلوبكم وأعمالكم، فوالذي نفسي بيده ما ترون ما تحبون حتى يتفل بعضكم في وجوه بعض، وحتى يسمي بعضكم بعضا كذابين، وحتى لا يبقى منكم (أو قال: من شيعتي) إلا كالكحل في العين، والملح في الطعام، وسأضرب لكم مثلا وهو مثل رجل كان له طعام فنقاه وطيبه، ثم

ادخله بیتا و تری فیه ماشاء الله. ثم عاد الیه. فاذا هو قد اصابه السوس. فاخرجه و نقاه و طیبه. ثم اعاده الی البیت فترکه ما یشاء الله. ثم عاد الیه فاذا هو قد اصابته طائفة السوس. و کذلک انتم تمیزون حتی لا یبقی منکم الا عصابة لا تضرها الفتنة شیئا

"آپ بن جاؤ جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی ہوتی ہے۔ ہر پرندہ اسے ضعیف و بے وقعت سمجھتا ہے۔ لیکن اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کے پیٹ میں کتنی برکتیں پوشیدہ ہے تو وہ اس کے ساتھ ایسا نہ کریں۔ لوگوں کے ساتھ اپنی زبان و بدن دونوں سے میل جول رکھو اور اپنے دلوں اور بہترین اخلاق کے ساتھ ان سے جدا رہو۔ اس کی ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جو چیز دیکھنا چاہتے ہو اسے نہ دیکھ پاؤ گے اس وقت یہ کہ تم ایک دوسرے کے منہ پر نہ تھوکو اور ایک دوسرے کو کذاب نہ کہو۔ حتی کہ تم میں (یا فرمایا: میرے شیعوں میں) اتنے ہی لوگ راہ راست پہ باقی رہ جائیں گے جتنا آنکھ میں سرمہ ہوتا ہے اور جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ میں تمہارے لیے ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر ایک شخص کے پاس گندم ہو وہ اسے پاک و صاف کرے گھر میں رکھے اور یہ امید رکھے کہ خدا کرے گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لیکن جب وہ واپس آ کر دیکھے تو اس میں کیڑے پڑ گئے ہوں۔ پھر وہ ان کیڑوں کو گندم سے نکالے اور اسے دوبارہ صاف کر کے گھر میں رکھ دے۔ اور کہے کہ انشاء اللہ کرے گا اسے کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ واپس آ کر دیکھے تو اب کی بار میں اس میں پہلے کی نسبت بہت زیادہ کیڑے موجود ہوں۔ چنانچہ وہ پھر سے اسے صاف کرے اور پہلی طرح صاف کر کے دوبارہ اسی جگہ رکھ دے۔ پس وہ اس عمل کو بار بار دہرائے

یہاں تک کہ گندم کا صرف کھلیان باقی رہ جائے جسے کیڑے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح تم سے بھی کمزور افراد کو الگ کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تم میں صرف وہ جماعت باقی رہ جائے گی جسے فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن سعید نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن حسن تیملی نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا حسن کے بیٹوں محمد اور احمد نے انہوں نے نقل کیا ہے باپ سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے ابو کہمس وغیرہ سے انہوں نے مرفوعاً امیر المومنین سے۔ (آگے اسی کے مثل ہے۔ نیز یہ روایت کتاب کے شروع میں بھی ذکر ہوئی ہے۔)

(بحار الانوار: ۵۲/۱۱۵، بشارۃ الاسلام: ۵۰، معجم احادیث الامام المہدی: ۳/۳۰)

(حدیث: ۱۸)

حضرت ابو بصیرؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہمارے شیعوں کی مثال غلے کے اس کھلیان کی سی ہے۔ جسے کیڑے کھانا شروع کریں تو اسے کیڑوں سے پاک کیا جائے۔ پھر اسے کیڑا لگ جاتا ہے تو اسے دوبارہ کیڑوں سے پاک کیا جاتا ہے۔ حتی کہ اس کا وہی حصہ باقی رہ جاتا ہے جسے کیڑا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح ہمارے شیعوں میں سے بھی کمزور افراد کو الگ کیا جائے گا اور ان کی طرف آزمائش ہوگی یہاں تک کہ ان میں صرف وہی جماعت باقی بچے گی جسے فتنہ کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (بحار الانوار: ۵۲/۱۱۶)

(حدیث: ۱۹)

صادق آل محمدؑ نے اپنے والد بزرگوار سرکار باقر العلومؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مومنوں کو سخت امتحان سے گزارا جائے گا۔ پھر خدا اپنے پاس ان میں سے اچھے افراد کو بروں سے الگ کرے گا۔ بے شک خداوند عالم نے اہل ایمان کو دنیا کی

آزمائشوں اور تنگیوں سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ البتہ اس نے ان کو دنیا میں بے بصیرتی اور آخرت میں بدبختی سے امان میں رکھا۔

اس کے بعد فرمایا: امام علی زین العابدین علیہ السلام اپنے شیعوں کو ایک دوسرے سے قریب رکھتے اور فرماتے تھے کہ ہمارے شیعہ انبیاء کے شیعوں کی طرح ہیں۔

(بحارالانوار ج۵۲ ص۱۰۲)

(حدیث:۲۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے انھوں نے فرمایا:

لو قد قام القائم عليه السلام لانكره الناس، لانه يرجع اليهم شاباً موفقاً لا يثبت عليه الا مؤمن قد اخذ الله ميثاقه في الذر الاول

"اگر قائم قیام کریں تو لازمی بات ہے کہ (بہت سے) لوگ ان کا انکار کریں گے کیونکہ اس وقت وہ جوان اور مناسب عمر کے دکھائی دیں گے۔ ان کی امامت پر وہی ثابت رہے جس سے خدا خلقت اولیٰ میں عہد لے چکا ہوگا۔" (بحارالانوار ج۵۲ ص۲۸۷)

یہ حدیث ارباب فکر و نظر کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ امام زمانہ کی غیبت کو بہت طویل سمجھ کر اس کا انکار کریں گے، اور اس عقیدے سے منحرف ہو کر دائیں بائیں ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آئمہ طاہرین نے اس کے بارے میں پہلے ہی خبردار کر دیا ہے۔ ارشاد ہے:

و تتفرق بهم المذاهب، و تتشعب لهم طرق الفتن، و يغترون بلمع السراب من كلام المفتونين، فاذا ظهر لهم بعد السنين التي يوجب مثلها في من بلغه الشيخوخة و الكبر، و حنو الظهر و ضعف القوى، شاباً موفقاً انكره من

كان في قلبه مرض، و ثبت عليه من سبقت له من الله الحسنى بما وفقه عليه، و قدمه اليه من العلم بحاله، واوصله الى هذه الروايات من قول الصادقين عليهما السلام فصدقها و عمل بها و تقدم عليه بما يأتي من امر الله و تدبيره فارتقبه غير شاك و لا مرتاب و لا متحير و لا مغتر بزخارف ابليس و اشياعه.

"مختلف طرح کے نظریات انہیں جدا جدا کر ڈالیں گے اور فتنوں کی راہیں انہیں ٹولیوں میں تقسیم کر دیں گی۔ وہ فتنہ پرور لوگوں کی باتوں سے ایسے دھوکہ کھائیں گے جیسے پیاسا تیز دھوپ میں ریت کی چمک سے فریب خوردہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اتنے سالوں کے بعد بھی جوان اور مناسب عمر کے دکھائی دیں گے حالانکہ فطرت کے ظاہری تقاضے کے مطابق تو انہیں ضعیف و کمزور اور پشت میں خم ہونا چاہیے تو جس کے دل میں بیماری ہوگی وہ ان کا انکار کر دے گا۔ اور جسے خدا پہلے ہی آپ کی معرفت اور آپ کے حالات کے علم سے بہرہ ور کر چکا ہوگا وہ آپ کی امامت پر قائم رہے گا اس کی تصدیق کرے گا اور اس کے مطابق عمل کرے گا۔ وہ خدا کے نافذ ہونے والے امر کے متعلق پہلے ہی جانتا ہوگا۔ لہذا ایسا شک و تردید اور بغیر کسی حیرت میں پڑے آپ کے ظہور کا منتظر رہے گا۔ شیطان اور اس کے پیروکار اسے اپنے فریب کے جال میں نہ پھنسا پائیں گے۔"

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے انعام یافتہ بندوں میں سے قرار دیا اور ہمیں امام کے ظہور سے پہلے آثار و علامات کے متعلق رہنمائی کی۔

○○○○

باب نمبر 13

امام زمانہؑ کے اوصاف و کمالات اور ان کا قرآن میں تذکرہ

(حدیث:۱)

امام حسینؑ سے مروی ہے کہ ایک شخص مولا امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا امیر المومنینؑ! ہمیں اس مہدیؑ کے بارے میں کچھ بتائیے تو انہوں نے ارشاد فرمایا:

جس وقت جانے والے چلے جائیں گے، اہل ایمان کم رہ جائیں گے اور فتنہ پرور اپنی راہ لے لیں گے تو اس وقت ان کا ظہور ہوگا، ہاں اسی وقت!

سائل نے پوچھا: اے امیر المومنینؑ! وہ کس خاندان سے ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا:

من بني هاشم. من ذروة طود العرب و بحر مغيضها اذا وردت، و مخفر اهلها اذا اتيت، و معدن صفوتها اذا اكتدرت، ولا يجبن اذا المنايا هلعت، ولا يخور اذا المنون اكتنعت ولا ينكل اذا الكماة اصطرعت، مشمر مغلولب ظفر ضرغامة حصد مخدش ذكر، سيف من سيوف الله، رأس، قثم، نشؤ راسه في باذخ السؤدد و عازر مجده في اكرم المحتد، فلا يصرفنك عن بيعته صارف

عارض ينوص الى الفتنة كل مناص، ان قال فشر قائل و ان سكت فذو دعائر.

"وہ بنی ہاشم سے ہوگا جو کہ عرب کا بلند ترین خاندان (سخاوت و شرافت کا) بحر بیکراں، اپنے خاندان کے لوگوں کی جائے پناہ اور ان کی دھندلاہٹ کو جلا بخشنے والا ہے۔ یہ خاندان اس وقت بھی بزدل نہیں ہوتا کہ جب اموات لوگوں پر حریص ہو جاتی ہیں۔ جب اجل کے وار نزدیک آتے ہیں تو یہ بلند عزم و ہمت کے ساتھ ان کا سامنا کرتا ہے اور جب اس کے جواں مرد جام مرگ پیتے ہیں تب بھی اس کا حوصلہ برقرار رہتا ہے۔ یہ قبیلہ سب سے بڑا شمشیر زن، کثیر تعداد اور کٹنے والا، میدان کا فاتح، شجاع، بے باک، ظلم کی جڑیں اکھاڑنے والا، صاحب مجد و کرامت اور مرد رزم گاہ ہے۔ وہ (یعنی امام مہدیؑ) خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار، سیادت و بزرگی کے حامل اور تمام اچھے اوصاف و کمالات سے متصف ہیں۔ ان کا سر امامت و قیادت کی بلند ترین چوٹیوں کے مقابلے میں نمایاں ہے اور ان کی بزرگی طیب و طاہر اصل میں ثابت و برقرار ہے۔ خبردار! کوئی مانع و رکاوٹ بننے والا تمہیں ان کی بیعت سے پھیر نہ دے۔ وہ (یعنی ان کی بیعت سے پھیرنے والا) فتنے میں غرق ہوگا۔ اس کی زبان سے شر کے سوا کوئی بات نہ نکلے گی اور بالفرض وہ خاموش رہا تو بھی شر و ظلم اپنے اندر چھپائے رکھے گا (اور موقع پاتے ہی اپنا زہر اگل دے گا)۔"

اس کے بعد امامؑ نے اپنے خطاب کا رخ دوبارہ امام زمانہؑ کی صفات کی جانب موڑا اور ارشاد فرمایا:

اوسعكم كهفا، و اكثركم علما، و اوصلكم رحما. اللهم فاجعل بعثه خروجا من الغمة، واجمع به شمل الامة. فان خار

الله لك فاعزم ولا تنثن عنه ان وفقت له ولا تجوزن عنه ان هديت اليه هاه - واومأ بيده الى صدره - شوقا الى رؤيته)

"وہ تمہاری سب سے بڑی پناہ گاہ، سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اے میرے اللہ! ان کے ظہور کو پریشانیوں اور مشکلات سے نکلنے کا وسیلہ بنا اور ان کے ذریعے امت کے افتراق و انتشار کو وحدت میں تبدیل فرما۔ (پھر امامؑ نے سائل کو مخاطب کر کے فرمایا:) اگر خدا تمہاری زندگی میں انہیں لے آئے تو ان پر پورا ایمان و یقین رکھنا۔ اگر تجھے ان کی ملاقات کی سعادت نصیب ہو تو خود کو اس سے محروم نہ رکھنا، اور ان کی طرف جانے والا تمہیں جو بھی راستہ بتایا جائے اس سے منحرف نہ ہونا۔ اس کے بعد مولا امیر المومنینؑ نے آہ بھری (لمبی سانس لی) اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کی زیارت کے اشتیاق کو ظاہر کیا۔" (اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۸؛ بحار الانوار: ۵۱/۱۱۵؛ منتخب الاثر: ۳۰۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۵۹)

(حدیث:۳)

ابو وائل سے روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

ان ابني هذا سيد كما سماه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سيدا و سيخرج الله من صلبه رجلا باسم نبيكم يشبهه في الخلق و الخلق. يخرج على حين غفلة من الناس، اماتة للحق، و اظهار للجور. والله! لو لم يخرج لضربت

عنقه [1] يفرح بخروجه اهل السموات و سكانها و هو رجل اجلى الجبين، اقنى الانف، ضخم البطن، ازيل الفخذين، بفخذه اليمنى شامة افلج الثنايا، و يملأ الارض عدلا كما ملئت ظلما و جورا.

"میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے اسے سید کہا ہے۔ عنقریب اس کی صلب سے خدا ایک شخص کو پیدا کرے گا جو تمہارے نبی کا ہم نام اور صورت و سیرت میں ان کے مشابہ ہوگا۔ وہ اس وقت خروج کرے گا جب لوگ غفلت میں مبتلا ہوں گے، حق مٹ جائے گا اور ظلم و جور ہر جگہ پھیل جائے گا۔ اللہ کی قسم! اگر اس نے وقت سے پہلے خروج کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے ظہور سے آسمان اور اس کے مکین خوش ہوں گے۔ اس کی پیشانی کشادہ و نورانی، ناک بھی اور درمیان سے اٹھی ہوئی، پیٹ آگے کی طرف بڑھا ہوا، رانیں چوڑی اور دائیں ران پر تل اور سامنے والے دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔" (فتن ابن حماد: [illegible]؛ سنن ابی داؤد: ۴/۱۰۸؛ جامع الاصول: [illegible]؛ [illegible]؛ مشکوٰۃ المصابیح: [illegible]؛ [illegible]؛ ذخائر العقبیٰ: [illegible]؛ فرائد السمطین: [illegible]؛ [illegible]؛ کنز العمال: [illegible]؛ عمدۃ ابن بطریق: [illegible]؛ الملاحم والفتن لابن طاؤس: [illegible])

[1] یہاں عربی متن میں تحریف معلوم ہوتی ہے، شاید صحیح اس طرح ہے: لو خرج قبل حینہ لضربت عنقہ۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ میں احتیاط سے کام لیا ہے۔ اگر یہاں کوئی اور معنی مراد ہو تو [illegible]۔ واللہ اعلم (مترجم)

﴿حدیث:۳﴾

عمران بن اعین سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کی: قربان جاؤں! میں مدینہ میں اس حال میں داخل ہوا کہ میرے کمربند میں ایک ہزار دینار تھے۔ میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ انہیں ایک ایک کر کے آپؑ کے دروازے پر لٹادوں گا، یا پھر آپؑ میرے سوال کا جواب دیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے عمران! پوچھو، تجھے تیرے سوال کا جواب مل جائے گا، اپنے دینار خرچ نہ کرنا۔

میں نے کہا: میں آپؑ کو رسول خدا ﷺ سے قرابت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، بتائیے اس امر کے مالک اور اسے قائم کرنے والے آپؑ ہیں؟!

امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان جائیں! پھر وہ کون ہے؟

فرمایا: اس کا چہرہ سرخی مائل سفید، آنکھیں معمولی اندر کی طرف دبی ہوں گی، بھنوؤں کی درمیانی جگہ ابھری ہوئی، کندھوں کی درمیان جگہ چوڑی، ان کے سر پہ بھوسی اور چہرے پر ایک خاص طرح کی ہیبت موجود ہوگی۔ خدا موسیٰ پر رحم کرے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۸؛ بحارالانوار: ۵۱/ ۴۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۳)

﴿حدیث:۴﴾

یہ روایت بھی اسی راوی سے نقل ہوئی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ قائم آل محمدؑ آپؑ ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: میں رسول خدا ﷺ کا بیٹا ہوں اور خون ناحق کے قصاص کا مطالبہ کرنے والا ہوں۔ مگر خدا وہ کرے گا جو چاہے گا۔

میں نے دوبارہ یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تمہارا امام کیا کرے گا جس کا پیٹ آگے نکلا ہوا ہے اور سر پر بھوسی ہے۔ وہ خدا کا خوف رکھنے والوں کی اولاد ہے۔ اس کے بعد تین مرتبہ فرمایا: خدا فلاں پر رحم کرے! (سابقہ حوالہ جات)

﴿حدیث:۵﴾

جناب ابوبصیر نے وہیب بن حفص کے واسطے سے محمد بن عصام سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک ان کے سر پر خالی جگہ ہے، دوسرا ان کے سر میں خشکی کی بیماری ہے، ان کے دونوں کندھوں کے درمیان دائیں جانب ایک تل ہے۔ اور ان کے دائیں کندھے کی نچلی طرف بڑی الائچی کے پتوں کی مانند ایک پتہ بنا ہوا ہے۔

(بحارالانوار: ۵۱/ ۴۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۳۸)

امامؑ کی معرفت

﴿حدیث:۶﴾

ہمیں خبر دی محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابوالقاسم بن العلاء الہمدانی نے، انہوں نے مرفوعاً نقل کیا عبدالعزیز بن مسلم سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مرو میں امام علی رضاؑ کے پاس موجود تھے۔ اس سفر کے ابتدائی دنوں میں جمعہ کے روز ہم اور ہمارے ساتھی جامع مسجد میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ انہوں نے امامت کو اپنا موضوع گفتگو بنایا اور اس میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف رائے کا اظہار کیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں امام عالی مقامؑ کی خدمت میں گیا اور انہیں لوگوں کے اختلاف کی کیفیت کے بارے میں بتایا۔ یہ سن کر امامؑ مسکرائے اور ارشاد فرمایا:

يا عبد العزيز جهل القوم وخدعوا عن آرائهم. ان الله تبارك
اسمه لم يقبض رسوله صلى الله عليه وآله وسلم حتى اكمل له
الدين فانزل عليه القرآن فيه تفصيل كل شئ بين فيه الحلال
والحرام والحدود والاحكام وجميع ما يحتاج الناس اليه
كملا فقال عزوجل (مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ) وانزل
عليه في حجة الوداع وهي آخر عمره (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا)
وامر الامامة من تمام الدين لم يمض حتى بين لامة معالم
دينهم. واوضح لهم سبيلهم وتركهم على قول الحق. واقام
لهم عليا علما واماما. وما ترك شيئا يحتاج اليه الامة الا
بينه. فمن زعم ان الله لم يكمل دينه فقد رد كتاب الله وهو
كافر هل يعرفون قدر الامامة ومحلها من الامة فيجوز فيها
اختيارهم ان الامامة اجل قدرا. واعظم شانا. واعلى مكانا
وامنع جانبا. وابعد غورا من ان يبلغها الناس بعقولهم او
ينالوها بآرائهم. او يقيموا اماما باختيارهم. ان الامامة
منزلة خص الله بها ابراهيم الخليل بعد النبوة. والخلة مرتبة
ثالثة وفضيلة شرفه بها واشاد بها ذكره فقال عزوجل (إِنِّي
جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا) فقال الخليل سرورا بها (قَالَ وَمِن
ذُرِّيَّتِي) قال الله تعالى (لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ) فابطلت
هذه الآية امامة كل ظالم الى يوم القيامة. وصارت في صفوة

ثم اكرمه الله عزوجل بان جعلها في ذريته اهل الصفوة
والطهارة. فقال: (وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا
جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ
فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا
عَابِدِينَ) فلم تزل في ذريته يرثها بعض عن بعض قرنا فقرنا
حتى ورثها النبي فقال عزوجل (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ
لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ)
فكانت له خاصة. فقلدها عليا بامر الله عز اسمه على رسم ما
فرضه الله فصارت في ذريته الاصفياء الذين آتاهم الله العلم
والايمان بقوله عزوجل: (وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ
لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ
وَلَٰكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ) فهي في ولد علي خاصة الى يوم
القيامة اذ لا نبي بعد محمد فمن اين يختار هؤلاء الجهال الامام.
ان الامامة هي منزلة الانبياء وارث الاوصياء. ان
الامامة خلافة الله وخلافة الرسول الله. ومقام امير
المؤمنين. وميراث الحسن والحسين. ان الامامة زمام
الدين. ونظام امور مسلمين. وصلاح الدنيا. وعز
المؤمنين ان الامامة هي اس الاسلام النامي. وفرعه
السامي. بالامام تمام الصلاة والزكاة والصيام والحج
والجهاد. وتوفير الفي. والصدقات وامضاء الحدود

والاحكام، ومنع الثغور والاطراف.

الامام يحل حلال الله، ويحرم حرام الله ويقيم حدود الله ويذب عن دين الله، ويدعو الى سبيل ربه بالحكمة والموعظة الحسنة والحجة البالغة.

الامام الشمس الطالعة المجللة بنورها العالم وهي في الافق بحيث لا تنالها الايدي والابصار.

الامام البدر المنير، والسراج الزاهر، والنور الساطع والنجم الهادي في غياهب الدجى، واجواز البلدان والقفار، ولجج البحار.

الامام: الماء العذب على الظما، والنور الدال على الهدى والمنجي من الردى.

الامام: النار على اليفاع الحار لمن اصطلى به، والدليل في المهالك، من فارقه فهالك.

الامام: السحاب الماطر، والغيث الهاطل، والشمس مضيئة، والسماء ظليلة، والارض البسيطة، والعين الغزيرة والغدير الروضة.

الامام: الانيس الرفيق، والوالد الشفيق، والاخ الشقيق، والام البرة بالولد الصغير، ومفزع العباد في الداهية النآد.

الامام امين الله في خلقه، وحجته على عباده، وخليفته في

بلاده، والداعي الى والذاب عن حرم الله.

الامام: المطهر من الذنوب، والمبرا عن العيوب المخصوص بالعلم، والموسوم بالحلم، نظام الدين، وعز المسلمين وغيظ المنافقين، وبوار الكافرين.

الامام: واحد دهره لا يدانيه احد، ولا يعادله عالم، ولا يوجد منه بدل ولا له مثل وولا نظير. مخصوص الفضل كله من غير طلب منه له ولا اكتساب، بل اختصاص من المفضل الوهاب.

فمن ذا الذي يبلغ معرفة الامام او يمكنه اختياره؟ هيهات هيهات ضلت العقول وتاهت الحكماء، وتقاصرت الحلماء وحصرت الخطباء، وجهلت العقول، وكلت الشعراء، وعجزت فاقرت بالعجز والتقصير. وكيف يوصف بكله، او ينعت بكنهه، او يفهم شيء من امره، او يوجد من يقوم مقامه ويغني غناه، لا كيف واني وهو بحيث النجم من يد المتناولين ووصف الواصفين. فاين الاختيار من هذا؟ واين يوجد مثل هذا؟

اتظنون ان ذلك يوجد في غير آل الرسول محمد، كذبتهم والله انفسهم ومنتهم الاباطيل. فارتقوا مرتقى صعبا دحضا تزل عنه الى الحضيض اقدامهم. راموا اقامة الامام بعقول حائرة بائرة ناقصة، وآراء مضلة فلم

يزدادوا منه الا بعداً . لقد راموا صعباً ، وقالوا افكاً و ضلوا ضلالاً بعيداً ، ووقعوا في الحيرة اذ تركوا الامام عن بصيرة ، وزين لهم الشيطان اعمالهم فصدهم عن السبيل وكانوا مستبصرين .

رغبوا عن اختيار الله واختيار رسول الله واهل بيته الى اختيارهم . والقرآن يناديهم : (وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ) و يقول عز وجل : (وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ .. الآية) و قال : (مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ) وقال : (أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا) ام طبع الله على قلوبهم فهم لا يفقهون ام (قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ) ام (قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا) بل هو (ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

الْعَظِيمِ)

فكيف لهم باختيار الامام ، والامام عالم لا يجهل وراع لا ينكل ، معدن القدس والطهارة والنسك والزهادة والعلم والعبادة ، مخصوص بدعوة الرسول ، ونسل المطهرة البتول ، لا مغمز فيه في نسب ولا يدانيه ذو حسب في البيت من قريش ، والذروة من هاشم ، والعترة من الرسول ، والرضا من الله عز وجل ، شرف الاشراف ، والفرع من عبد مناف ، نامي العلم ، كامل الحلم ، مضطلع بالامامة ، عالم بالسياسة ، مفروض الطاعة ، قائم بأمر الله ، ناصح لعباد الله ، حافظ لدين الله .

ان الانبياء والائمة صلوات الله عليهم يوفقهم من مخزون علمه وحكمه ما لا يؤتيه غيرهم . فيكون علمهم فوق علم اهل كل زمان في قوله عز وجل : (أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ) و قوله : (وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا) و قوله في طالوت (قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ) وقال لنبيه (وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا)

وقال في الائمة من اهل بيت نبيه وعترته وذريته صلوات

الله عليهم اجمعين: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ
مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿﴾ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ
عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿﴾﴾.

وان العبد اذا اختار الله عزوجل لامور عباده شرح صدره لذالك، واودع قلبه ينابيع الحكمة، والهمه العلم الهاما فلم يعي بعدها بجواب، ولا يحيد معه عن صواب فهو معصوم مويد، موفق مسدد، قد امن من الخطايا والزلل والعثار يخصه الله بذالك ليكون حجته على عباده وشاهده على خلقه و﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿﴾﴾.

فهل يقدرون على مثل هذا فيختارونه او يكون مختارهم هذه الصفة فيقدمونه. تعدوا وبيت الله الحق، ونبذوا كتاب الله وراء ظهورهم كانهم لا يعلمون، وفي كتاب الله الشفاء والهدى، فنبذوه واتبعوا اهواءهم، فذمهم الله تعالى ومقتهم واتعسهم، فقال جل وعز: ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿﴾﴾ و قال: ﴿فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿﴾﴾ و قال: ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿﴾﴾.

اے عبدالعزیز! یہ لوگ جاہل ہیں اور اپنی آراء کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔

چنانچہ اس بیعت میں کوئی شک نہیں کہ خدا نے اپنے رسول ﷺ کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جب تک ان کا دین کامل نہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے آپ پر قرآن جیسی کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کی تفصیل ذکر ہے۔ اس میں حلال و حرام، حدود و احکام اور ان تمام چیزوں کا بیان ہے جن کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ﴾ (ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کے بیان کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ الانعام: ۳۸) اور پھر اس نے آپ کی زندگی کے آخری حصے میں حجۃ الوداع میں یہ وحی نازل کی:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین پسند کیا۔" (المائدہ: ۳)

اور امامت دین کی تکمیل ہے۔ رسول خدا ﷺ دنیا سے اس وقت گئے جب آپ نے امت کے لیے دین کی تعلیمات کو بخوبی واضح کر کے بیان کیا، ان کے لیے واضح شکل کی، انہیں حق بات پر چھوڑا اور علی امیر المومنین کو ان کے لیے (ہدایت کا) علم اور امام مقرر کیا اور ہر اس چیز کی پوری پوری وضاحت کر دی جس کی امت کو احتیاج تھی۔ لہٰذا جو شخص یہ سمجھے کہ خدا نے اپنے دین کو کامل نہیں کیا تو اس نے کتاب خدا کی رد کی اور جو کتاب خدا کی رد کرنے والا ہو وہ کافر ہے۔ کیا یہ لوگ منصب امامت کی قدر و منزلت کا کوئی اندازہ رکھتے ہیں کیا انہیں خبر بھی ہے کہ امت میں امامت کا مرتبہ کیا ہے کہ اس میں ان کی رائے اور انتخاب کی کوئی حیثیت ہو؟ امامت کی قدر و منزلت اس سے کہیں بالاتر ہے کہ لوگوں کی عقلیں اس تک پہنچ سکیں۔ یا وہ اپنی آراء سے اس کا ادراک کر سکیں۔ یا اپنی مرضی سے کسی کو امام بنا سکیں۔ کیونکہ امامت وہ منصب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو نبوت کے بعد عطا فرمایا

جبکہ ان کا خلیل خدا ہونا ایک تیسرا مرتبہ ہے۔ یہ (منصب امامت) ان کے لیے ایک فضیلت وشرف تھا، جس سے خدا نے ان کو مشرف کیا اور ایک ذکر کو بلندی عطا کی۔ چنانچہ اس نے جناب ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: میں آپؑ کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ یہ سن کر خلیل خدا خوش ہو گئے اور عرض کی کہ کیا میری اولاد میں سے بھی کسی کو اس مرتبے پر فائز کرے گا؟ تو ارشاد قدرت ہوا: میرا یہ عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا۔ سو اس آیت کریمہ نے تاقیامت ہر ظالم کی امامت کو باطل قرار دیا اور خدا کے خاص بندوں کا حصہ ٹھہرایا۔ پھر خدائے عزوجل نے ان پر مہربانی کرتے ہوئے ان کی ذریت میں برگزیدہ اور باطہارت افراد کو اس مرتبے سے نوازا۔ جیسا کہ وہ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ ۚ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۚ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِينَ ۝
وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ
وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِينَ ۝

"اور ہم نے انہیں اسحاق علیہ السلام جیسا فرزند عطا کیا، اور یعقوبؑ، جو ان کی مانگی دعا کے علاوہ تھا۔ اور ان سب کو ہم نے نیک وکار بنایا۔ ہم نے انہیں (لوگوں کا) امام بنایا۔ سو یہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے، اور ہم نے ان پر اعمال خیر بجالانے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کی بابت وحی کی۔ اور وہ سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔" (سورۃ الانبیاء: ۷۲، ۷۳)

پھر یہ منصب ان کی ذریت میں وراثت کے طور پر جاری رہا، اور یکے بعد دیگرے اس منصب پر فائز ہوتے رہے، یہاں تک کہ رسول خدا ﷺ نے اسے میراث میں پایا۔ اس وقت ارشاد رب العزت ہوا:

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ

اٰمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝

"بے شک سب لوگوں سے زیادہ حضرت ابراہیمؑ کے قریب وہ ہے جو ان کی اتباع کرے، اور یہ نبی ﷺ اور ایمان لانے والے، اور اللہ مومنوں کا ولی ہے۔"
(آل عمران)

یہ عہدہ بطور میراث رسول خدا ﷺ کے لیے خاص تھا، پھر آپؐ نے بامر خدا مولا علی امیر المومنینؑ کو اس منصب پر فائز کیا، جیسا کہ خدا نے اسے پہلے ہی سے ان کے لیے لکھ دیا تھا۔ ان کے بعد یہ جلیل القدر عہدہ ان کی ذریت میں سے ان برگزیدہ وستودہ صفات ہستیوں کو منتقل ہوتا رہا جنہیں خدا نے علم وایمان کی نعمت سے نوازا تھا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتٰبِ اللّٰهِ
إِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ

"اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ تم لوگ کتاب خدا کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے۔" (سورۃ روم: ۵۶)

اس فرمان خدا کی روشنی میں یہ عہدہ تا قیامت اولاد علیؑ میں ہی رہے گا۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ بنابریں ان جاہلوں کو کیا حق حاصل ہے کہ اپنا امام خود ہی بنا لیں؟!

کچھ شک نہیں کہ امامت انبیاءؑ کا عہدہ اور اوصیاءؑ کی میراث ہے۔ امامت، اللہ و رسولؐ کی خلافت، امیر المومنینؑ کا مقام اور حسنین کریمینؑ کی میراث ہے۔ یہ دین کا سررشتہ، مسلمانوں کے امور کو منظم کرنے کا ذریعہ، دنیا کی خوشحالی اور اہل ایمان کی عزت وسرفرازی کا ذریعہ ہے۔ یہ اسلام کی محکم ترین اساسوں اور بلند پایہ فروعات میں سے ایک ہے۔ امام کے وجود کی برکت سے ہی نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور جہاد کی تکمیل ہوتی ہے، غنائم وصدقات

وافر مقدار میں اکٹھے ہوتے ہیں، حدود و احکام کو نافذ ہوتا ہے اور اسلامی مملکت کی سرحدوں اور اس کی مختلف اطراف کی حفاظت کی جاتی ہے۔

امام خدا کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام کرتا ہے، حدود الٰہیہ کو قائم کرتا ہے، دین خدا کا دفاع کرتا ہے، حکمت، اچھی نصیحت اور مضبوط دلیل سے اپنے پروردگار کی جانب دعوت دیتا ہے۔

امام ایک طلوع کرنے والے آفتاب کی مثل ہے کہ جس کی روشنی سے پورا عالم روشن ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ افق میں ایک ایسے مقام پر موجود ہوتا ہے کہ ہاتھوں اور آنکھوں کی اس تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

امام ایک پرنور چاند، روشن چراغ، فضا، محیط میں پھیلنے والی روشنی اور ہدایت کرنے والا ستارہ ہے جو تاریکیوں کے پردوں، آبادیوں اور ویرانوں کے راستوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں صحیح سمت دکھاتا ہے۔

امام، پیاس کی شدت میں مثل آب شیریں ہے۔ یہ ایسا نور ہے جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور ہلاکت میں امان عطا کرتا ہے۔

امام بمقام بلند پر شعلہ ور آتش کی طرح ہے، تاپنے والے کے لیے ذریعہ تپش اور ہلاکتوں سے بچنے میں راہنمائی کرنے والا ہے۔ جو اسے چھوڑ دے وہ ہلاکت میں پڑنے والا ہوتا ہے۔

امام ابر رحمت، تیز برسنے والی بارش، شمس تاباں، سایہ دار آسمان، پھیلی ہوئی زمین، چھلکتا ہوا چشمہ، خوبصورت نہر اور حسین باغ کی مانند ہوتا ہے۔

امام، ایک مونس و مہربان دوست، شفیق والد، چاہنے والے بھائی اور چھوٹے بچے سے پیار کرنے والی ماں کی طرح ہوتا ہے۔ اور ہولناک خطروں میں بندوں کے لیے جائے امان ہے

امام، خدا کی مخلوق میں اس کا امین، بندوں پر اس کی حجت، اس کے شہروں میں خلیفہ

نگران، اس کی طرف بلانے والا اور اس کے حرم کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔

امام، گناہوں سے پاک اور عیوب سے مبرا ہوتا ہے۔ وہ علم کے ساتھ مخصوص، حلم سے موسوم ہوتا ہے۔[1] وہ دین کے نظام کو چلانے والا، مسلمانوں کو غلبہ و طاقت عطا کرنے والا، منافقوں کو غضب کا نشانہ بنانے والا اور کافروں کو نابود کرنے والا ہوتا ہے۔

امام، یکتائے روزگار ہوتا ہے۔ اس کی نہ کوئی برابری کر سکتا ہے، نہ کوئی علم میں اس کا ثانی ہوتا ہے اور نہ اس جیسا کوئی اور ہوتا ہے۔ اس میں بے مثل و بے نظیر ہوتا ہے۔ وہ تمام تر فضیلت و برتری کا حامل ہوتا ہے۔ حالانکہ اس نے اسے کسی سے طلب کیا ہوتا ہے اور نہ اس کے لیے کوئی محنت و مشقت کی ہوتی ہے۔ بلکہ اس پر یہ خداوند سبحان کی عنایت ہوتی ہے۔

اب بتاؤ کس میں اتنا دم خم ہے کہ وہ امام کی معرفت حاصل کر سکے یا کسی کو امام بنا سکے؟! نہیں، ہرگز نہیں۔ یہاں عقلاء و زمانہ انگشت بدنداں ہیں، صاحبان حکمت ورطۂ حیرت میں پڑے ہوئے ہیں، اہل حلم کی بصیرت نارسا ہے، خطباء کی زبانیں گنگ ہیں، ارباب شعور کا ادراکات بے بہرہ ہیں، شعراء کے تخیل بے بس ہیں، ادیبوں کے افکار عاجز ہیں، بولنے والوں کی زبانیں مقفل ہیں کہ اس کی شان کے کسی پہلو یا فضیلت کے کسی گوشے کو بیان کر سکیں! البتہ یہ سب اس کے بارے میں اپنی عاجزی و درماندگی کا اقرار کرتے ہیں۔ سو جب اس کے ایک نکتے کو بھی سمجھنا ناممکن ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے مکمل طور پر سمجھ لیا جائے، یا اس کی حقیقت بیان کی جائے، یا اس کی تہ تک رسائی ہو، یا اس کی جگہ کسی کو بٹھایا جائے جو اس کا قائم مقام ہو اور اس کی ضرورت کو پورا کر دے؟! آخری

[1] امام کے علم کے ساتھ مخصوص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی سائل کے جواب میں لاعلمی کا اظہار نہیں کرتا۔ اور حلم سے موسوم ہونے کا مطلب یہ کہ وہ اپنے صبر و تحمل کے ذریعے پہچانا جاتا ہے۔

کیوں اور کیسے۔۔۔ وہ دامن پکڑنے والوں اور بولنے والوں کے بیان کے متاثر ہونے
کی سی نسبت رکھتا ہے۔ اس بنا پر لوگوں کے لیے کیسے ممکن ہے کہ اس کا انتخاب کر سکیں یا
شعور و ادراک میں اتنی سکت کہاں کہ اسے سمجھ سکیں؟! اس کی مثال کیسے مل سکتی ہے؟!

کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ عظیم الشان منصب آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے علاوہ
لوگوں کا حصہ ہے۔ خدا کی قسم! ایسا کہنے والوں نے اپنے آپ کو جھٹلایا اور ان کی باطل
خرافات نے انہیں اپنے جال میں پھنسا لیا۔ چنانچہ وہ ایسی بلند چوٹی پر چڑھ گئے کہ
جہاں ان کے قدم اکھڑ رہے ہیں اور وہ گرنے والے ہیں۔ انہوں نے اپنی حیران و پریشان
اور ناقص عقلوں اور گمراہ کن آراء کے بل بوتے پر امام مقرر کرنے کی کوشش کی۔ اس نتیجے
میں انہیں حق سے دوری کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ یہ اقدام اٹھا کر وہ بری طرح پھنسے
سراسر جھوٹ اور خلاف حق بات کی اور کھلم کھلا گمراہی اور حیرت و سراسیمگی میں مبتلا ہوئے۔
یہ اس کی سزا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر امام حق سے روگردانی کی اور شیطان نے ان کی
کارستانیوں کو ان کی نظروں میں سجایا اور انہیں راہ راست سے منحرف کر دیا۔ حالانکہ وہ حقیقت
حال سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔

انہوں نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کے اہل بیت کے انتخاب کو چھوڑ کر خود
امت کا امام منتخب کیا۔ حالانکہ قرآن بالکل واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ ہدایت کے
منصب پر فائز کرنے کا اختیار کسی کے پاس نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

"اور آپ کا پروردگار جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ ان لوگوں کو کسی
کا انتخاب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ خدا ان کے شرک سے پاک اور بلند و برتر

ہے۔" (القصص:٦٨)

سورۂ احزاب میں آیا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ

"اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا و رسول کسی امر کے
بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن
جائے۔" (٣٦)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری ہوتا ہے:

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔ یا تمہاری کوئی کتاب ہے جس میں یہ
سب پڑھا کرتے ہو۔ کہ وہاں تمہاری پسند کی ساری چیزیں حاضر ملیں گی۔ یا تم نے
ہم سے روز قیامت تک کی قسمیں لے رکھی ہیں کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جس کا تم
فیصلہ کرو گے۔ ان سے پوچھئے کہ ان سب باتوں کا ذمہ دار کون ہے۔ یا ان کے لئے
شرکاء ہیں تو اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شرکاء کو لے آئیں۔" (سورۂ القلم ٣٦ تا ٤١)

سورۂ محمد میں خدا فرماتا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝

"تو کیا یہ لوگ قرآن میں ذرا بھی غور نہیں کرتے ہیں یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔"

بلکہ کیا خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے کہ انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا؟! یا وہ یہ کہتے ہیں: "ہم نے سن لیا، حالانکہ وہ سنتے نہیں، بلاشبہ خدا کے نزدیک سب سے بدترین جانور وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ اگر خدا کو ان کے کچھ اچھا کرنے کا علم ہوتا تو وہ ضرور انہیں (حق بات) سننے کی توفیق دیتا۔ لیکن اب اگر وہ ان کو حق بات سنوا دے تو وہ منہ دوسری طرف کرلیں گے اور صرف نظر کرلیں گے۔" یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم نہیں کیا؟! جبکہ حقیقت میں امام برحق کی امامت کا اقرار خدا کا خاص فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے بہرہ مند کرتا ہے۔ [1]

لوگوں کو کیونکر حق پہنچتا ہے کہ وہ امام کا انتخاب کرلیں، جبکہ امام ایسا عالم ہوتا ہے کہ وہ کسی چیز سے جاہل و لاعلم نہیں ہوتا اور ایسا ولی و نگہبان ہوتا ہے کہ سستی و غفلت کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ وہ تقدیس و طہارت، عبادت و زہادت اور علم و عبادت کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ وہ رسول خدا ﷺ کی دعا کو پانے والا اور بتول مطہرہ کی ذریت سے ہوتا ہے۔ اس کے نسب میں کوئی خفاء ہوتا ہے اور نہ اس کے خاندان قریش میں کوئی صاحب حسب اس کی برابری کرسکتا ہے۔ وہ بنی ہاشم میں سب سے بلند مرتبہ، رسول خدا ﷺ کی عترت، خدائے عزوجل کی رضا، اشراف کا شرف، عبد مناف کی شاخ، تمام چیزوں کا علم رکھنے والا، سب سے بڑا بردبار، منصب امامت سے اچھی طرح عہدہ برآ ہونے والا، تدبیر و سیاست کا علم رکھنے والا، واجب الاطاعت، امر الٰہی کو قائم کرنے والا، بندگان خدا کی خیر خواہی کرنے

[1] یہ اقتباسات درج ذیل سورتوں سے لیے گئے ہیں: سورۃ الانفال: ۲۱، ۲۲، ۲۳؛ سورۃ البقرہ، آیت: ۹۳؛ اور سورۃ الحدید: ۲۱۔

والا اور دین خدا کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔

بے شک اللہ تعالی انبیاء کرام اور آئمہ طاہرین کو خاص توفیق سے نوازتا ہے اور انہیں اپنے مخزون علم و حکمتوں سے وہ چیزیں عنایت کرتا ہے جو دوسرے لوگوں کے حصے میں نہیں آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا علم تمام اہل زمانہ کے علم سے اوپر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس نے حسب ذیل آیات میں اس کا بیان کیا ہے:

أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

"تو جو حق کی ہدایت کرتا ہے وہ واقعا قابل اتباع ہے یا جو ہدایت کرنے کے قابل بھی نہیں ہے مگر یہ کہ خود اس کی ہدایت کی جائے تو آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیسے فیصلے کر رہے ہو۔" (سورۃ یونس)

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

"اور جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دے دی گئی۔" (سورۃ البقرۃ: ۲۶۹)

اسی سورت میں حضرت طالوت کے واقعہ میں آیا ہے:

قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

"نبی نے جواب دیا کہ انہیں اللہ نے تمہارے لیے منتخب کیا ہے اور علم و جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے دیتا ہے کہ وہ صاحب وسعت بھی ہے اور صاحب علم بھی۔"

سورۃ النساء میں خداوند متعال نے اپنے حبیب سرور کائنات ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

"اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم دے دیا ہے جن کا علم نہ تھا اور آپ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔"

اسی سورت میں ایک مقام پر وہ اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت اطہار اور ان کی ذریت سے ہونے والے آئمہ علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ﴿٥٥﴾

"کیا وہ لوگوں سے اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ جو خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا۔ تو بلاشبہ ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب و حکمت دی اور انہیں ملک عظیم عطا کیا۔ پھر ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لائے اور کچھ نے دوسروں کو اس سے روکا۔ اور ایسا کرنے والوں کے لیے دہکتی ہوئی جہنم کافی ہے۔" (اس کی تفسیر میں حکمت کے بعد نبوت کا بھی تذکرہ ہے۔)

یقیناً خدا جب کسی شخص کو اپنے بندوں کے امور کے لیے منتخب کر لیتا ہے تو اس کا سینہ ان کاموں کے لیے کھول دیتا ہے۔ اس کے دل میں حکمت کے چشمے پیدا کر دیتا ہے اور اسے علم اس طرح الہام کرتا ہے کہ وہ کسی بھی سوال کے جواب میں خاموش نہیں رہتا۔ اور نہ ہی درست جواب کے بارے میں کسی الجھن میں پڑتا۔ وہ معصوم ہوتا ہے اور اسے خدا کی خاص تائید اور استحکام حاصل ہوتی ہے۔ وہ خطاؤں، لغزشوں اور لرزشوں سے امان میں رہتا ہے۔

اسے اس خاص عنایت سے اس لیے بہرہ ور کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر حجت اور اس کی مخلوق پر شاہد ہو۔ اور یہ خدا کا ایک خصوصی فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے نواز دیتا ہے۔ بے شک وہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

کیا لوگ یہ اختیار رکھتے ہیں کہ وہ ایسی جلیل القدر صفات کی حامل شخصیت کو ڈھونڈ کر اپنا امام بنا لیں؟ یا اس کا منتخب کردہ شخص ان صفات سے متصف ہو سکتا ہے؟! خدا کے گھر کی قسم ان لوگوں نے حق سے تجاوز کیا اور اللہ کی کتاب کو یوں پس پشت ڈال دیا کہ گویا جانتے ہی نہیں۔ کتاب خدا میں (جسمانی و روحانی بیماریوں کی) شفا اور ہدایت کا سامان موجود ہے۔ مگر انہوں نے اسے نظر انداز کر دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے۔ اس پر خدا نے ان کی مذمت کی، ان سے نفرت کا اظہار کیا، ان کی ہلاکت و بربادی کا اعلان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾

"کون اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو خدائی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کا اتباع کرے۔ بے شک اللہ ظالم قوم کی ہدایت کرنے والا نہیں ہے۔" (القصص)

سورۂ محمد میں اس کا ارشاد ہے:

فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿٨﴾

"ان کے لیے ہلاکت ہے اور خدا نے ان کے اعمال برباد کر دیے تھے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾

"وہ اللہ اور صاحبان ایمان کے نزدیک سخت نفرت کے حقدار ہیں اور اللہ اسی طرح

ہر مغرور اور سرکش انسان کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (سورۃ غافر)"

(اکمال الدین: ۶۷۵؛ معانی الاخبار: ۹۶؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲۱۶؛ امالی شیخ صدوق: ۵۳۶؛ ینابیع المعاجز: ۳۲۹)

﴿حدیث: ۷﴾

اسحاق بن غالب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے آئمہ طاہرینؑ کے احوال وصفات کے بارے میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

ان الله تعالى اوضح بائمة الهدى من اهل بيت نبيه عن دينه، وابلج بهم عن سبيل منهاجه، وفتح لهم عن باطن ينابيع علمه، فمن عرف من امة محمد واجب حق امامه وجد حلاوة ايمانه، وعلم فضل طلاوة اسلامه، ان الله تعالى نصب الامام علما لخلقه، وجعله حجة على اهل طاعته، البسه الله تاج الوقار، وغشاه من نور الجبار، يمد بسبب الى السماء لا ينقطع عنه مواده، ولا ينال ما عند الله الا بجهة اسبابه، ولا يقبل الله الاعمال للعباد الا بمعرفته، فهو عالم بما يرد عليه من مشكلات الدجى، ومعميات السنن، ومشتبهات الفتن، فلم يزل الله يختارهم لخلقه من ولد الحسين، من عقب كل امام، فيصطفيهم كذلك ويجتبيهم، ويرضى بهم لخلقه ويرتضيهم لنفسه، كلما مضى منهم امام نصب عزوجل لخلقه اماما علما بينا، وهاديا منيرا، واماما قيما، وحجة وعالما، ائمة من الله يهدون بالحق وبه يعدلون، حجج الله ودعاته ورعاته

على خلقه يدين بهديهم العباد، وتستهل نورهم البلاد، ويمنو بركتهم التلاد، جعلهم الله حياة للانام، ومصابيح لظلام، ومفاتيح للكلام، ودعائم للاسلام، جرت بذلك فيهم مقادير الله على محتومها.

فالامام هو المنتخب المرتضى، والهادي المجتبى، والقائم المرتجى، اصطفاه الله بذلك واصطنعه على عينه في الذر حين ذرأه، وفي البرية حين براه ظلا قبل خلقه نسمة عن يمين عرشه محبوا بالحكمة في علم الغيب عنده اختاره بعلمه، وانتجبه لطهره بقية من آدم، وخيرة من ذرية نوح، ومصطفى من آل ابراهيم، وسلالة من اسماعيل، وصفوة من عترة محمد، لم يزل مرعيا بعين الله يحفظه بملائكته، مدفوعا عنه وقوب الغواسق، ونفوث كل فاسق، مصروفا عنه قوارف السوء، مبرا من العاهات، محجوبا عن الآفات، معصوما مصونا من الفواحش كلها، معروفا بالحلم والبر في يفاعه، منسوب الى العفاف والعلم والفضل عند انتهائه، مسندا اليه امر والده، صامتا عن المنطق في حياته، فاذا انقضت مدة والده وانتهت به مقادير الله الى مشيئته، وجاءت الارادة من عند الله فيه الى محبته، وبلغ منتهى والده، فمضى وصار امر الله اليه من بعده، وقلده الله دينه، وجعله الحجة على عباده، وقيمه في بلاده، وايده بروحه واعطاه علمه واستودعه سره، وانتدبه

لعظيم امره، وابانه فضل بيان علمه ونصبه علما لخلقه وجعله
حجة على اهل عالمه، وضياء لاهل دينه، واسترعاه لدينه
واحيى به مناهج سبيله، وفرائضه وحدوده، فقام بالعدل عند
تحير اهل الجهل، وتحيير اهل الجدل بالنور الساطع، والشفاء
النافع، بالحق الابلج، والبيان اللائح من كل مخرج على طريق
المنهج، الذي مضى عليه الصادقون من آبائه فليس يجهل حق
هذا العالم الا شقي ولا يجحده الا غوي ولا يدعه الا جري على الله

"بے شک خداوند متعال نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے اہل بیت سے ہونے والے ائمہ کے
ذریعے اپنے دین کو واضح اور اپنی شریعت کی راہوں کو نمایاں کیا، اس نے ان کے لیے
اپنے علم کے چشموں سے پردہ ہٹا کر ان کی حقیقت ظاہر کر دی۔ لہٰذا امت محمد میں سے
جو شخص اپنے امام کے واجب حق کی معرفت حاصل کرے وہ ایمان کی مٹھاس کو پا لیتا ہے
اور اسلام کے حسن کی فضیلت کا ادراک کر لیتا ہے۔ کیونکہ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام
کو اپنی مخلوق کے لیے ہدایت کا ایک نشان اور اپنے اطاعت گزاروں پر حجت بنایا ہے۔ اسے
وقار کا تاج پہنایا اور اسے جبار کے نور سے ڈھانپ دیا۔ وہ اسے ایک سبب کے
ذریعے آسمان کی طرف پھیلائے رکھتا ہے اور اس کا علم اس سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ خدا کے
پاس جو کچھ ہے اسے اس کے وسیلے کے بغیر حاصل کرنا ممکن ہے اور نہ اس کی معرفت کے
بغیر خدا لوگوں کے اعمال قبول کرتا ہے۔ وہ ان تمام مشکلات، گنجلک و پیچیدہ مسائل اور فتنوں
سے اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے جو اس کو درپیش آتے ہیں۔ چنانچہ خداوند متعال انہیں
امام حسین کی ذریت سے ہونے والے ہر امام کی نسل سے منتخب کرتا رہا۔ اس کے بعد بھی
انہیں کو ہی مقرر کرے گا اور ان کا انتخاب جاری رکھے گا۔ وہ انہیں اپنی مخلوق کی ہدایت

کے لیے اہل و موزوں رہتا ہے اور انہیں اپنے لیے منتخب کرتا ہے۔ جب بھی ان میں سے
کوئی امام دنیا سے جاتا ہے تو وہ اپنی مخلوق کے لیے اس کی جگہ کسی اور کو امام مقرر کرتا ہے جو
واضح نشان، پرنور ہادی، نگہبانی کرنے والا امام اور صاحب علم حجت ہوتا ہے۔ یہ آئمہ از
جانب خدا حق کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے مطابق عادلانہ فیصلے کرتے ہیں۔ یہ
خدا کی حجتیں، اس کی طرف دعوت دینے والے اور اس کی مخلوق کی نگرانی کرنے والے
ہیں۔ ان کی ہدایت کی بدولت لوگ دین دار ہوتے ہیں۔ ان کے نور سے شہر روشن ہوتے
ہیں۔ ان کی برکت سے دیرینہ اور قدیم چیزوں کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ خدا
نے انہیں لوگوں کی زندگی (کا باعث)، تاریکیوں کے لیے چراغ، گفتار کی کلید اور اسلام کا
ستون بنایا۔ اس کے ساتھ ان میں خدا کی حتمی تقدیریں نافذ ہوتی ہیں۔

الغرض امام سب سے برتر و پسندیدہ ترین ہوتا ہے۔ وہ ہادی و چنا ہوا امر خدا کو قائم کرنے والا
اور سب کی امید و آرزو کا مرکز ہوتا ہے۔ خدا اسے اس منصب کے لیے منتخب کرتا ہے اور دنیوی
خلقت سے پہلے عالم ذر، عالم خلق میں اس کی تربیت کرتا ہے اور اسے اپنا علم غیب سکھاتا
ہے۔ پھر وہ اس کے علم کی وجہ سے اس کا انتخاب کرتا ہے اور اس کے پاکیزہ ہونے کے سبب
طہارت و شرافت عطا کرتا ہے۔ وہ حضرت آدم کا بقیہ، آل نوح کا برگزیدہ، آل ابراہیم میں سے
چنا ہوا، حضرت اسماعیل کی نسل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی عترت کا پاکیزہ فرد ہوتا ہے۔ وہ
ہمیشہ خدا کی نگاہ میں ہوتا ہے اور فرشتے اس کی حفاظت کے لیے مقرر ہوتے ہیں۔
ہر کینے کے پردے اور ہر منافق کی پھونکیں اس سے پرے رہتی ہیں، برائی کی جھٹیں اس
سے کٹی ہیں اور وہ ہر بیماری سے مبرا اور ہر آفت سے محفوظ و مامون ہوتا ہے۔ وہ معصوم اور ہر
لغزش سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ وہ حلم سے پہچانا جاتا ہے اور ابتدائے عمر سے ہی نیک ہوتا ہے۔ اور
جب اس کی عمر تمام ہوتی ہے تو اس کی طرف پاکدامنی اور علم و فضل کی نسبت دی جاتی ہے۔ اس

کے والد کے امر کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ اس کے حسن حیات میں خاموش رہتا ہے۔ لہٰذا جب اس کے والد کی مقررہ مدت پوری ہو جاتی ہے اور خدا کی تقدیرات اس کی مشیت کی طرف لے جاتی ہے تو وہ خدا کے ارادے سے مطلع ہوتا ہے جس میں اس کے لیے خدا کی جانب سے میراث اور حجت کا پیغام ہو اور اس کے والد کی زندگی تمام ہونے کی خبر ہوتی ہے۔ جو اس کا والد دنیا سے چلا جاتا ہے اور خدا کا امر (منصب امامت) اس کے پاس چلا جاتا ہے۔ خدا اسے اپنے دین کی سرپرستی عطا کرتا ہے اور اپنے بندوں پر حجت اور اپنے شہروں کا حاکم بناتا ہے۔ وہ اپنی ایک خاص روح کے ذریعے اس کی تائید کرتا ہے۔ اسے اپنے علم سے نوازتا ہے۔ اسے اپنے اسرار ودیعت کرتا ہے۔ اسے اپنے ایک عظیم ترین امر کی ذمہ داری سونپتا ہے۔ اسے اپنے علم کو بیان کرنے کا سلیقہ عطا کرتا ہے۔ اسے اپنی مخلوق کے لیے نشان ہدایت اور اہل عالم پر حجت اور اہل دین کے لیے سب ضیا کا وسیلہ اور اپنے بندوں کے امور کی سرپرستی کرنے والا اور لوگوں کا امام منتخب کرتا ہے۔ وہ اپنے علم کے ذریعے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی حکمت کے تحت اسے اہل شر کے مکر و حیلے سے بچاتا ہے۔ وہ اس کو اپنے دین کا نگہبان بناتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے تنگ و تاریک راہوں کو عیاں اور فرائض و حدود کا احیا کرتا ہے۔ لہٰذا جس وقت جاہل لوگ حیران و بے بس ہو جاتے اور اہل جدل متضاد باتیں کرتے ہیں تو وہ روشن شفا ... پر تجلی حق اور ہر حوالے سے واضح و روشن بیان کے ذریعے عدل قائم کرتا ہے۔ وہ اسی طریقے پر عمل پیرا ہوتا ہے جس پر اس کے آبا و کرام میں سے اہل صداقت دنیا سے جا چکے ہوتے ہیں۔ تو اس عالم کے حق سے وہی بے خبر ہوگا جو شقی و بداطوار ہو اور اس کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہو اور اس سے اختلاف وہی اختیار کرے گا جو علم خدا کے مقابلے میں جسارت کرنے والا ہو۔" (بحار الانوار: ۲۵/۱۵۰، ...: ۳۳۵)

oooo

ایک ایسی کنیز کے فرزند جو تمام کنیزوں سے افضل ہے

(حدیث: ۸)

یزید الکناسی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ امام عصرؑ میں حضرت یوسفؑ کی شبیہ موجود ہے۔ ایک تو وہ با عظمت و بلند شان والی بی بی کے بیٹے ہیں اور دوسرا خدا ان کے معاملے کو رات کے وقت درست کرے گا۔

(حدیث: ۹)

عبدالرحیم بن قصیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے امیر المومنینؑ کے اس فرمان: (سب سے بہترین کنیز کے بیٹے پر میرے ماں باپ قربان جائیں!) کی بابت پوچھا کہ کیا اس سے مراد جناب سیدہ کونین ہیں؟

تو انہوں نے جواب میں فرمایا: نہیں وہ آزاد عورتوں میں سب سے افضل ہیں۔ یہاں ان کی مراد وہ ہستی ہے جس کا بطن مبارک آگے کی طرف بڑھا ہو اور رنگت سرخی مائل ہو گی۔ خدا فلاں پر رحمت نازل کرے۔ (اثبات الہداۃ: ۳/۸۰؛ بحار الانوار: ۵۱/۴۲؛ منتخب الاثر: ۳۰۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۳۲)

(حدیث: ۱۰)

ابو صباح سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں پیش ہوا تو آپؑ نے فرمایا: سناؤ، پیچھے کی کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کی: آپؑ کے چچا زید بن علیؑ کے بارے میں ایک اچھی خبر ہے۔ وہ یہ کہ انہوں نے خروج کا ارادہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک قیدی ہو کر آنے والی مستور کے بیٹے، اس امت کے قائم اور امام کا ان سے زیادہ فضیلت رکھنے والی کنیز کے بیٹے ہیں۔

پھر امامؑ نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتا ہے اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اگر اس نے خروج کیا تو قتل ہو جائے گا۔ ①

(حدیث:۱۱)

جناب حارث ہمدانی سے روایت ہے کہ مولا امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل کنیز کے بیٹے پر میرے ماں باپ قربان! (اس سے ان کی مراد سرکار قائم عجل اللہ فرجہ الشریف تھے کہ جو انہی کی ذریت سے ہیں۔) وہ اپنے دشمنوں کو ذلت میں دھنسا دے گا، انہیں موت کے کڑوے گھونٹ پلائے گا اور انہیں قتل کرنے کے لیے بڑی شمشیر زنی کرے گا۔ اس وقت قریش کے فاجر لوگ یہ حسرت کریں گے کہ کاش ان کے اختیار میں دنیا اور اس کی تمام چیزیں ہوتیں اور وہ ان کے بدلے میں اپنے جرائم کی معافی حاصل کر لیتے۔ اور جب تک خدا انہیں چاہے گا وہ ان سے اپنی تلوار نہیں روکیں گے۔

(نقض ابن حماد ۱: ۵۰۳، عرف السیوطی ۲: ۸۳، الملاحم والفتن لابن طاؤس ۳۲)

(حدیث:۱۲)

جریر بن ابی حازم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں کوفے سے سفر پر نکلا۔ جب مدینہ آیا اور امام صادقؑ کے حضور میں پہنچ کر سلام عرض کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: اس سفر میں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تم ایک دوسرے سے بحث مباحثہ کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ اس سفر میں میرے ساتھ ایک شخص

① واضح رہے کہ روایات صحیحہ میں جناب زید کی مدح و تعریف موجود ہے۔ لہٰذا ان کا تذکرہ حقیر، رکیک جائز نہیں۔ جو شخص تفصیل و تحقیق چاہتا ہو وہ آقائے کاظم قزوینی کی کتاب الامام الصادقؑ من المھد الی اللحد کی طرف مراجعت کرے۔ اس کے ترجمے کی سعادت بھی اسی حقیر کو نصیب ہوئی ہے۔ (از مترجم)

بھی ساتھ ہوتا تھا۔ ①

امامؑ نے فرمایا: وہ کیا کہتا تھا؟

میں نے بتایا: اس کا گمان ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن ہی قائم ہیں۔ وہ اس پر دلیل پیش کرتا ہے کہ وہ رسول خداﷺ کا ہم نام ہے اور اس کے والد آپؐ کے والد کے ہم نام ہیں۔ اس کے جواب میں میں نے کہا: اگر تم ناموں کی بات کرتے ہو تو پھر امام حسینؑ کی اولاد میں سے ایک شخص کا بھی ہے۔ اور وہ محمد بن عبد اللہ بن علی ہے۔

اس نے کہا: یہ تو ایک کنیز کا بیٹا ہے۔ جبکہ میں جس کی بات کر رہا ہوں وہ ایک آزاد عورت کا فرزند ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تو تم نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ میں نے عرض کی: میرے پاس اس کا کوئی جواب تھا ہی نہیں؟

تو امامؑ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ (یعنی قائم آل محمدؑ) ایک کنیز کے بیٹے ہوں گے۔ (اثبات الہداۃ ۳: ۵۳۹، بحار الانوار ۵۱: ۴۲)

① یہ مغیرہ بن سعید کذاب کے پیروکار ہیں کہ جو امام محمد باقرؑ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کیا کرتا تھا۔

امام زمانہؑ کی سیرت

(حدیث:۱۳)

عبداللہ بن عطا کی بیان کرتا ہے کہ میں نے سرکار صادق علیہ السلام سے امام مہدیؑ کی سیرت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ وہی کچھ کریں گے جو رسول خدا ﷺ نے کیا تھا۔ وہ اپنے پہلے کی تمام چیزوں کو منہدم کر دیں گے جیسے رسول خدا ﷺ نے اپنے ماقبل تمام آثار جاہلیت کو ختم کر دیا تھا۔ پھر اسلام ایک نئی صورت اختیار کرے گا۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۹؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۲۷؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۲)

(حدیث:۱۴)

جناب زرارہؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے اپنے صالحین میں سے ایک صالحؑ کا نام بتائیے (میری مراد قائم آل محمدؑ تھے) تو انہوں نے جواب دیا: وہ میرا ہم نام ہے۔ میں نے پوچھا: کیا وہ رسول خدا ﷺ والی سیرت اختیار کریں گے؟ امام نے فرمایا: نہیں اے زرارہؒ! نہیں۔ وہ ان کی سیرت پر نہ چلیں گے۔

میں نے کہا: قربان جاؤں! اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول خدا ﷺ نے اپنی اُمت کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا تھا اور ان کے ساتھ دل جوئی سے پیش آتے تھے۔ جبکہ قائمؑ ان کے قتل کا طریقہ اپنائیں گے۔ کیونکہ ان کے پاس جو ہدایت نامہ ہوگا اس میں انہیں حکم دیا گیا ہوگا کہ قتل کے مستحق کسی بھی شخص کو چھوٹ نہ دیں اور کسی کی بھی توبہ قبول نہ کریں۔ بربادی ہو اس کے لیے جو ان کے ساتھ دشمنی کرے۔

(عقد الدرر: ۲۲۶؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۹؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۲۸)

(حدیث:۱۵)

ابو خدیجہ نے صادق آل محمدؑ سے نقل کیا ہے کہ مولا امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: میں یہ کر سکتا تھا کہ میدان جنگ سے فرار ہونے والوں کو مار دوں اور زخمیوں کا کام تمام کر دوں۔ مگر میں نے اپنے ساتھیوں کے فائدے کی خاطر ایسا نہیں کیا تاکہ اگر وہ میدان میں زخمی ہو کر گر پڑیں تو انہیں قتل نہ کیا جائے۔ جبکہ قائمؑ (اس کے برعکس) میدان سے فرار کرنے والوں کا پیچھا کر کے انہیں مار دیں گے اور دشمن کا جو سپاہی زخمی حالت میں پڑا ہوگا اسے بھی واصل جہنم کر دیں گے۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۵۴)

(حدیث:۱۶)

حسن بن ہارون قالین فروش سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی محفل میں موجود تھا۔ وہاں معلی بن خنیسؒ نے سوال کیا:

جب قائمؑ قیام کریں گے تو کیا امیر المومنینؑ کی سیرت کے خلاف عمل کریں گے؟

تو امامؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مولا امیرؑ نے لوگوں کے ساتھ احسان و شفقت کا برتاؤ کیا اور ان سے اپنا غضب روکے رکھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کچھ اُن کے بعد ان کے شیعہ ان لوگوں پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ اور قائم آل محمدؑ جس وقت قیام کریں گے تو ان کے ساتھ قتل کرنے یا قید کر لینے کا معاملہ کریں گے۔ اس کی علت یہ ہے کہ انہیں معلوم ہوگا کہ ان کے شیعوں کو اس کے بعد دنیا میں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۳؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۲۸)

(حدیث:۱۷)

عبداللہ بن عطا سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب قائمؑ قیام کریں گے تو کون سا طرز عمل اختیار کریں گے؟ فرمایا: وہ اپنے ظہور سے پہلے

کی چیزوں کو منہدم کردیں گے۔ جس طرح رسول خدا ﷺ نے کیا تھا۔ پھر اسلام ایک نئی نہج پر آجائے گا۔ (عقد الدرر: ۲۲۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۲۹؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۲۹)

(حدیث:۱۸)

جناب محمد بن مسلمؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سرکار باقر العلومؑ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ قائم آل محمدؑ اپنے قیام میں کس قدر لوگوں کو قتل کریں گے تو اکثر لوگ انہیں دیکھنا بھی گوارہ نہ کریں۔ البتہ سب کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اس کی ابتداء قریش سے کریں گے۔ پھر وہ ان کے سوائے تلوار کے کسی چیز کا تبادلہ نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ بہت سے ظاہر بین یہ کہنا شروع کردیں گے کہ یہ آل محمدؐ سے نہیں، اگر ہوتے تو ان میں رحم نام کی بھی کوئی چیز ہوتی۔

(حدیث:۱۹)

حضرت ابو بصیرؓ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ ایک نئے حکم، ایک نئے معاہدے اور ایک نئے فیصلے کے مطابق قیام کریں گے۔ وہ اہل عرب پر بہت زیادہ سختی کریں گے۔ تلوار چلانے کے علاوہ ان کا کوئی کام نہ ہوگا۔ وہ کسی کو توبہ کی مہلت دیں گے اور نہ انہیں خدا کے حکم کو پورا کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی باتوں کی کوئی پرواہ ہوگی۔

(اثبات الہداۃ: ۳/۵۴۰؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۳۹؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۲۹)

(حدیث:۲۰)

حضرت ابو بصیرؓ سے ہی مروی ہے کہ صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: تم کس قدر قائم کے خروج میں جلدی چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم! ان کا لباس موٹا اور کھردرا اور ان کا کھانا بے الذائقہ ہوگا۔ اس میں تلوار کے سوا کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور موت تلوار کے سائے میں ہوگی۔

(الخرائج والجرائح: ۳/۱۱۵۵؛ عقد الدرر: ۲۲۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۳۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۷)

(حدیث:۲۱)

انہی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: جب قائم خروج کریں گے تو ان کے اور عرب و (بالخصوص) قریش کے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ وہ ان سے تلوار کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں گے۔ (یعنی چونکہ ان کا مقصد انتقام ہوگا اور اس وقت توبہ کی مہلت ختم ہوجائے گا، اس لیے قائم آل محمدؑ انہیں اپنے مقابل میدان میں آنے کی دعوت دیں گے۔) انہیں اس کی جلدی کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! ان کا لباس زاہدانہ اور کھردرا جبکہ ان کی غذا معمولی قسم کے جو ہوں گے (یا ان کا کھانا جو کا ہوگا اور وہ سالن کے بغیر کھائیں گے۔) ان کا قیام تلوار کے ساتھ ہی ہوگا۔ اور موت تلوار کے سائے میں ہوگی۔ (تخریجات سابقہ)

(حدیث:۲۲)

جناب ابو حمزہ ثمالیؓ سے مروی ہے، انہوں نے سنا امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا:

لو قد خرج قائم آل محمد ﷺ لنصره الله بالملائكة المسومين والمردفين والمنزلين والكروبيين. يكون جبرائيل امامه، وميكائيل عن يمينه، واسرافيل عن يساره، والرعب يسير مسيرة شهر امامه وخلفه و عن يمينه وعن شماله، والملائكة المقربون حذاه اول من يتبعه محمد وعلي الثاني. ومعه سيف مخترط. يفتح الله له الروم والديلم والسند والهند و كابل شاه والخزر.

يا ابا حمزة لا يقوم القائم الا على خوف شديد وزلازل

وفتنة وبلاء يصيب الناس وطاعون قبل ذلك، وسيف قاطع بين العرب، واختلاف شديد بين الناس، وتشتت في دينهم، وتغير من حالهم حتى يتمنى المتمني الموت صباحا ومساء من عظم ما يرى من كلب الناس، وأكل بعضهم بعضا، وخروجه إذا خرج عند الإياس والقنوط. فيا طوبى لمن أدركه وكان من أنصاره، والويل كل الويل لمن خالفه وخالف أمره وكان من أعدائه. ثم قال: يقوم بأمر جديد وسنة جديدة وقضاء جديد، على العرب شديد، ليس شأنه إلا القتل، ولا يستتيب أحدا، ولا تأخذه في الله لومة لائم.

"جب قائم آل محمدؑ خروج کریں گے تو اللہ ملائکہ مسومین، مردفین، منزلین اور کروبین کے ذریعے ان کی مدد کرے گا۔ [1] حضرت جبرئیل امامؑ کے آگے آگے، حضرت میکائیل دائیں اور حضرت اسرافیل بائیں جانب ہوں گے۔ پھر رعب ان کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں طرف رعب چلے گا۔ اور ملائکہ مقربین ان کے روبرو چلیں گے۔ سب سے پہلے جو ان کے ساتھ ملیں گے وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔ اور علی ابن ابی طالبؑ ان کے ساتھ بیعت ہونے والے دوسرے ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں صاف اور نیام سے نکلی ہوئی تلوار ہوگی۔ ...

[1] مسومین: نشان زدہ (انہوں نے سفید رنگ کے عمامے پہنے ہوئے تھے جن کے شملے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ مردفین: ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے۔ کروبین: مقرب۔ (از مترجم)

پہلے ہندوستان، کابل شاہ اور خزر کی فتح حکایت کرے گا۔ [1]

... امام قائم آل محمدؑ اس وقت قیام کریں گے جب لوگوں میں شدید قسم کا خوف ہوگا اور اس سے پہلے زمین پر زلزلے آئیں گے، فتنہ و فساد پھیل جائے گا اور لوگوں کو سخت آزمائش کا سامنا ہوگا۔ اس سے قبل طاعون کی موت کو دیکھ چکے ہوں گے۔ مزید یہ کہ اس دور میں اہل عرب کے مابین تلوار کا سخت ترین مقابلہ ہوگا۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ حد سے زیادہ اختلاف کریں گے، دین میں فرقہ بندی کریں گے اور ان کی حالت اس قدر متغیر ہو جائے گی کہ وہ لوگوں کے وحشیانہ رویوں کو دیکھ کر صبح و شام موت کی تمنا کریں گے۔ اور بعض، بعض کا گوشت کھائیں گے۔ مگر جب وہ خروج کریں گے تو ان کا خروج لوگوں کو مایوسی و ناامیدی سے نکال دے گا۔

مبارک ہو اس شخص کو جو انہیں پائے اور ان کے انصار میں شامل ہو جائے۔ اور ہلاکت ہی ہلاکت ہو اس کے لیے جو ان کی مخالفت کرے، ان کے حکم کو تسلیم نہ کرے اور ان کے دشمنوں میں سے ہو۔

اس کے بعد فرمایا: وہ ایک جدید حکم، نئے طریقے اور نئے فیصلے کے مطابق قیام کریں گے۔ وہ اہل عرب کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے اور ان کا کام دشمنان خدا کو قتل کرنا ہی ہوگا۔ وہ کسی کو توبہ کا موقع نہیں دیں گے اور خدا کے حکم کے معاملے میں کسی کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کریں گے۔" (اثبات الہداۃ: ج۳، ص۵۴۰؛ بحار الانوار: ج۵۲، ص۲۳۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ج۳، ص۱۸۳)

[1] بحار الانوار کی روایت میں روم، چین، ترک، دیلم اور خزر کا ذکر ہے۔

(حدیث:۲۳)

بشر بن غالب اسدیؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب مہدیؑ آجائیں گے تو قریش کی بقاء کا کوئی امکان نہ رہے گا۔ ان میں سے پانچ سو افراد سامنے آئیں گے تو قائمؑ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے، پھر پانچ سو آئیں گے تو ان کی گردنیں بھی اڑا دیں گے، پھر پانچ سو آئیں گے تو انہیں جہنم واصل کریں گے۔

بشر کہتا ہے، میں نے پوچھا: خدا آپ کا بھلا کرے! کیا وہ اتنے ہوں گے؟

تو امامؑ نے فرمایا: جو جس قوم سے عقیدت رکھے اسے اسی میں گنا جاتا ہے۔

اس راوی کا بھائی بشیر بن غالب بیان کرتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ امام عالی مقام نے میرے بھائی کے سامنے اس پانچ سو کی تعداد کا چھ مرتبہ تکرار کیا۔

(اثبات الہداۃ : ۳/۵۴۰؛ بحار الانوار : ۵۲/۳۴۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۱۸۳)

(حدیث:۲۴)

حارث بن مغیرہ اور ذریح محاربی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے گلے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ہمارے اور عرب کے درمیان صرف گردنیں اُڑانا ہی باقی رہ جائے گا۔ (بحار الانوار: ۵۲/۳۴۹)

(حدیث:۲۵)

سدیر صیرفی نے اہل جزیرہ کے ایک شخص سے نقل کیا ہے۔ اس نے ایک کنیز کی نذر مانی تھی کہ اسے خانہ کعبہ میں ہدیہ کرے گا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے کر مکہ آیا ہوا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں بیت اللہ کے خادمین سے ملا اور اُن سے اس کے بارے میں بات کی تو اُن میں سے ہر ایک نے یہی کہا: اسے میرے پاس لے آؤ، خدا نے تمہاری نذر پوری کر

دی ہے۔ اس پر مجھے وحشت سی محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ میں نے وہاں موجود اپنے ایک ساتھی سے اس کا ذکر کیا تو اس نے مجھ سے کہا: میری بات مانو گے؟

میں نے کہا: کیوں نہیں۔

اس نے ایک شخصیت کی طرف اشارہ کر کے کہا: انہیں دیکھا ہے جو حجر اسود کے سامنے بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس لوگ جمع ہیں۔ وہ امام محمد باقر علیہ السلام ہیں۔ ان کے پاس جا کر اپنے مسئلے کا حل معلوم کرو۔ پھر وہ جو کہیں اس پر عمل کرنا۔

وہ کہتا ہے: اس کی بات سن کر میں اس شخصیت کی طرف چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے عرض کی: خدا آپ پر رحمت نازل کرے! میں اہل جزیرہ میں سے ایک شخص ہوں۔ میں اپنے ساتھ ایک کنیز لے کر آیا ہوں۔ میں نے نذر مانی ہے کہ اسے خانہ خدا میں ہدیہ کروں گا۔ یہ نذر ایک قسم کے سلسلے میں مجھ پر واجب ہوئی ہے۔ جب میں نے یہاں کے خادموں سے اس کا ذکر کیا تو ان میں سے ہر ایک نے کہا: وہ مجھے دے دو، خدا نے تمہاری نذر پوری کر دی ہے۔ یہ سن کر مجھے بڑی وحشت محسوس ہوئی۔

اس پر امامؑ نے فرمایا: اے بندۂ خدا! بیت اللہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کنیز کو فروخت کر کے اپنے علاقے کے کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو یہاں حج پر آیا ہوا ہو اور اس کا زادِ راہ کم پڑ گیا ہو۔ تمہیں اس کنیز کے بدلے جو رقم ملے اسے اس شخص کو دے دو تا کہ وہ آسانی کے ساتھ اپنے گھر پہنچ جائے۔

چنانچہ جس طرح امامؑ نے فرمایا تھا میں نے ویسے ہی کیا۔ اس کے بعد مجھے حرم کا جو بھی خادم ملا اور مجھ سے اس کنیز کی بابت سوال کیا۔ تو میں نے اسے امام محمد باقر علیہ السلام کا بتایا ہوا جواب سنا دیا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: وہ جھوٹا اور جاہل ہے۔ اسے خود بھی پتہ نہیں کہ وہ اپنی زبان سے کیا بات کر رہا ہے؟!

پھر امامؑ سے ملا اور آپؑ کو ان کی اس طرح زبان درازی کے بارے میں بتایا۔ تو امام نے فرمایا: تو نے ان کی بات تو مجھے بتادی ہے، کیا اب میرا پیغام بھی ان تک پہنچا دو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

امام نے فرمایا: ان سے کہنا کہ اس وقت تم کیا کرو گے کہ جب میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تمہیں کعبہ کے ساتھ لٹکا دوں اور پھر تم سے کہا جائے کہ بلند آواز کے ساتھ یہ اعلان کرو کہ ہم کعبہ کے چور ہیں؟!

جب میں اٹھ کر جانے لگا تو امام نے مجھ سے فرمایا: میں ایسا نہیں کروں گا، بلکہ ایک شخص ایسا کرے گا کہ جو مجھ سے ہے۔

(بحارالانوار: ۹۲، ۳۴۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۰۲)

٭٭٭٭

طرزِ حکومت

(حدیث:۲۶)

جناب جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: خدا آپؑ کو عافیت سے نوازے! یہ پانچ سو درہم وصول فرمائیے، یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے۔

اس کی بات سن کر امامؑ نے فرمایا: یہ تم ہی لے لو اور اپنے اہل اسلام ہمسایوں اور مسلمان بھائیوں پر صرف کر دو۔ [1] پھر فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو محصولات کو برابر تقسیم کرے گا اور اپنی رعایا میں عدل قائم کرے گا۔ تو جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ ان کے اسم گرامی "مہدیؑ" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ایک مخفی امر کی طرف ہدایت کریں گے، تورات اور تمام الٰہی کتابوں کو (شام کے شہر) انطاکیہ کے ایک غار سے برآمد کریں گے، اہل تورات کا فیصلہ تورات سے، انجیل والوں کا انجیل سے، زبور والوں کا زبور سے اور قرآن والوں کا قرآن سے کریں گے۔ ان کے لیے زمین کے ظاہر و باطن سے اموال جمع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہیں گے: آؤ اس کی طرف جو تم نے قطع رحمی کی، ناحق خون بہایا اور خدا کی حرام کردہ امور کا ارتکاب کیا۔ پھر ان کو ایک ایسی چیز عطا کی جائے گی جو ان سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف اور نور سے اس

[1] غیبت طوسی میں یہاں مسلمان کی جگہ مومن لکھا ہوا ہے۔

طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور اور شر سے بھر چکی ہوگی۔ (حلیۃ الابرار: ۲/۶۹۹؛ بحار الانوار: ۵۱/۲۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۲۰)

(حدیث: ۲۷)

حضرت عبداللہ بن سنانؒ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا آپؑ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جنت کے ایک درخت آس کی ٹہنی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین جانے لگے تو جناب جبرائیل امینؑ اسے لے کر آئے تھے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے تابوت کے ساتھ بحیرہ طبریہ میں موجود ہیں۔ یہ بوسیدہ نہ ہوں گے اور نہ ہی ان کی حالت بدلے گی۔ حتیٰ کہ قائم آل محمدؑ جس وقت قیام کریں گے تو انہیں وہاں سے باہر نکال لیں گے۔ (اثبات الہداۃ: ۳/۵۳۰؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۷۹؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۵۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۹۲)

❁❁❁❁

افعال و کرامات

(حدیث: ۲۸)

ابو الجارود روایت کرتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب قائم آل محمدؑ کا ظہور ہوگا تو ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم، حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور پتھر ہوگا۔ وہ اپنے منادی سے کہیں گے کہ یہ اعلان کرو کہ کوئی بھی شخص اپنے ہمراہ کھانا، پانی یا جانوروں کا چارہ نہ اٹھائے۔ یہ اعلان سن کر ان کے ساتھی کہیں گے کہ وہ ہمیں اور ہمارے مال مویشیوں کو بھوکا پیاسا مارنا چاہتے ہیں۔ پھر وہ (مکہ) سے چلیں گے اور ان کے ساتھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ جب پہلی منزل پر رکیں گے تو وہ پتھر پر عصا ماریں گے تو اس سے کھانا، پانی اور جانوروں کا چارہ نکل آئے گا۔ وہ وہ کھائیں پئیں گے اور ان کے جانور بھی اپنا پیٹ بھریں گے۔ حتیٰ کہ وہ اسی طرح منازل طے کرتے کرتے کوفہ کے پشت کی جانب نجف اشرف میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ (بصائر الدرجات: ۱۸۸؛ الکافی: ۱/۲۳۱؛ کمال الدین: ۶۷۰؛ الخرائج والجرائح: منتخب الانوار المضیئہ: ۱۹۹؛ اثبات الہداۃ: ۳/۴۴۰)

(حدیث: ۲۹)

اسی راوی نے انہی جناب علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

جب قائم آل محمدؑ مکہ سے خروج کریں گے تو اپنے منادی سے کہیں گے کہ یہ اعلان کرو کہ کوئی بھی شخص اپنے ساتھ کھانا اور پانی اٹھا کر نہ لائے۔ ان کے قافلے میں حضرت موسیٰؑ کا پتھر ہوگا جس کا وزن اونٹ کے ایک بار جتنا ہے۔ تو وہ جہاں بھی ٹھہریں گے اس پتھر سے چشمے نکل آئیں گے۔ جو شخص بھوکا ہوگا وہ سیر ہو جائے گا اور جو پیاسا ہوگا اس کی پیاس دور ہو

جائے گی۔ اسی طرح ان کے جانور بھی اس پتھر کی برکات سے استفادہ کریں گے حتیٰ کہ وہ پتھر کوفہ یعنی نجف اشرف میں مستقل قیام کریں گے۔ (سابقہ حوالہ جات)

﴿حدیث:۳۰﴾

حمران بن اعین سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: یوں لگتا ہے کہ میں تمہارے اس دین کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہمیشہ اپنے خون میں لت پت رہے گا۔ پھر اسے ہمارے اہل بیتؑ میں سے ہی ایک شخص اصل حالت پر لائے گا۔ وہ تمہیں ایک سال میں دو عطائیں اور ایک مہینے میں دو طرح کا رزق عطا کرے گا۔ ان کے زمانے میں تمہیں اس قدر حکمت و دانائی عطا کی جائے گی کہ ایک گھر میں بیٹھی عورت بھی اللہ کی کتاب اور پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ (حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۳۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۲۲)

﴿حدیث:۳۱﴾

جناب مفضل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی زبان مبارک سے سنا کہ صاحب الامرؑ کا ایک گھر ہے جس کا نام بیت الحمد ہے۔ اس میں ایک چراغ ہے جو ان کی ولادت سے روشن ہے اور اس وقت تک روشن رہے گا کہ جب تک وہ تلوار سے قیام نہیں کریں گے۔ وہ چراغ کبھی خاموش نہ ہوگا۔ (حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۸۴؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۵۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۸۰)

﴿حدیث:۳۱﴾

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص قائم آل محمدؑ کی بالین پر کھڑا ہوگا اور امام اسے امر و نہی کریں گے۔ پھر اچانک حکم صادر کریں گے کہ اسے گھما دو۔ تو وہ اسے گھما کر آپؑ کے سامنے لے آئیں گے۔ اس کے بعد امام اس کی گردن زنی کا حکم دیں گے

تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ اس واقعے کے بعد دنیا کے تمام لوگ ان سے خوف کھائیں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۳۱؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۱۰)

﴿حدیث:۳۲﴾

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص قائمؑ کے سر کی طرف کھڑا ہوگا۔ اور وہ امر و نہی کر رہے ہوں گے۔ اچانک حکم دیں گے کہ اسے قتل کر دیا جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ پھر دنیا کی ہر چیز ان سے ڈرے گی۔

(سابقہ حوالہ جات)

مقام ومرتبہ

(حدیث:۳۴)

سالم بن اشل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے سفر اول میں قائم آل محمدؑ کو دیے جانے والے غلبے وفضیلت کے بارے میں پڑھا تو عرض کی: اے پروردگار! مجھے قائم بنا۔ انہیں جواب ملا: وہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت سے ہوگا۔ پھر انہوں نے سفر ثانی میں یہی دیکھا اور یہی دعا کی تو انہیں ایسا ہی جواب دیا گیا۔ پھر انہوں نے سفر ثالث میں بھی یہی لکھا ہوا پایا تو حسب سابق خواہش ظاہر کی۔ اس پر بھی انہیں وہی جواب ملا، جو پہلے مل چکا تھا۔ (عقد الدرر: ۳۶؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۵۷؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۱؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۷۷)

❁❁❁❁

قرآن کریم میں تذکرہ

(حدیث:۳۵)

جناب ابوبصیرؒ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کریمہ: (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ) کا مطلب پوچھا تو امام نے فرمایا:

یہ قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف اور ان کے انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/ ۵۹۴؛ المحجہ: ۱۴۸؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۵۸؛ ینابیع المودۃ: ۴۲۵؛ منتخب الاثر: ۱۹۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۲۸۴) [1]

(حدیث:۳۶)

اسحاق بن عبدالعزیز نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، انہوں نے اس آیت کریمہ: وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا

[1] اللہ نے تم میں سے کچھ خاص اہل ایمان اور اعمال صالح انجام دینے والوں سے وعدہ فرمایا کہ انہیں زمین پر ایسے ہی خلافت عطا کرے گا جیسے اُن سے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی، ان کے لیے اس دین کو غالب کردے گا جسے ان کے لیے منتخب کیا ہوگا۔ اور ان کو خوف کی حالت سے نکال کر امن کی طرف لے آئے گا۔ پھر سب لوگوں کو میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (سورۂ نور: ۵۵)

: یہاں خدا کے عذاب سے مراد قائم آلِ محمدؑ اور امت معدودۃ سے جنگ بدر میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تعداد کے برابر ایک جماعت ہے۔ اور وہ آپؑ کے اصحاب ہیں۔

(تاویل الآیات: ۱/ ۲۲۳؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۱؛ المحجہ: ۱۰۲؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۲۰۸؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۵۸) ①

(حدیث: ۳۷)

جناب ابو بصیرؓ نے صادق آلِ محمدؑ سے اس آیت کریمہ: (فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا) کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ قائم اور ان کے اصحاب کی شان میں ہے۔ وہ سب ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۱؛ المحجہ: ۲۰؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۱۶۲؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۵۸) ②

(حدیث: ۳۸)

اسی راوی نے انہی جناب علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ: أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ قائم آلِ محمدؑ اور ان کے اصحابؓ کی شان میں اتری ہے۔

(معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۲۶۳؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۵۸) ③

---

① یعنی اگر ہم ان سے قائم کے ظہور کو اصحاب کی تعداد کے پورا ہونے تک موخر کر دیں تو ضرور طنز کرتے ہوئے کہیں گے: اس میں کون سی چیز مانع ہے؟! (سورۃ ہود: ۸)

② ہر شخص کے لیے ایک سمت معین ہے۔ لہذا تم نیکی کے کاموں میں سبقت کرو۔ اور تم جہاں جہاں بھی ہو گے، خدا تم سب کو ایک ساتھ جمع کر دے گا۔ (سورۃ بقرہ: ۱۴۸)

③ جن لوگوں سے مسلسل جنگ کی جا رہی ہے انہیں ان کی مظلومیت کی بناء پر جہاد کی اجازت دے دی گئی ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (سورۃ حج: ۳۹)

(حدیث: ۳۹)

سابقہ اسناد کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے کہ آپؑ نے اس آیت کریمہ: (يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا مجرموں کو ان کے چہروں سے پہچان لے گا۔

مگر یہ آیت قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ وہ مجرموں کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے۔ پھر اپنے اصحاب کے ہمراہ ان کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کریں گے۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۶۳۹؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۲؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۲۶۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۴۳۶) ①

❁❁❁❁

---

① مجرم اپنے چہروں سے ہی پہچان لیے جائیں گے۔ (سورۃ الرحمن: ۴۱)

امامؑ کی نشانی

﴿حدیث: ۳۰﴾

حارث بن مغیرہ نصری سے روایت ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ہے کہ امام کو کیسے پہچانا جائے گا؟

تو انہوں نے جواب دیا: اطمینان و وقار سے۔

میں نے عرض کی: اس کے علاوہ؟

فرمایا:

تعرفه بالحلال و الحرام، و بحاجة الناس اليه، و لا يحتاج الى احد، و يكون عنده سلاح رسول الله (صلى الله عليه واله وسلم)

"تم اسے حلال و حرام کا پورا پورا علم رکھنے، لوگوں کا اس کا محتاج ہونے اور اس کا لوگوں سے بے نیاز ہونے سے پہچانتا۔ مزید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگی ہتھیار بھی اسی کے پاس ہوں گے۔"

میں نے پوچھا: کیا وصی، ایک وصی کا بیٹا ہو سکتا ہے؟

انہوں نے کہا: وصی کا بیٹا ہی وصی ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں۔

(بحارالانوار: ۵۲/۱۵۶)

﴿حدیث: ۳۱﴾

ابوالجارودؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا: اہل بیتؑ میں سے قائم علیہ السلام پردہ غیبت میں جائیں گے اور پھر جب واپس آئیں گے تو

انہیں کیسے پہچانا جائے گا؟

امامؑ نے فرمایا:

بالهدى و الاطراق، و اقرار آل محمد له بالفضل، و لا يسئل عن شيئ بين صدفيها الا اجاب

"ہدایت اور سکون و وقار کے ذریعے۔ مزید یہ کہ آل محمدؐ اس کی فضیلت کا اقرار کریں گے اور ان سے مشرق و مغرب کے درمیان جس چیز کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔"

پیراہن مبارک

(حدیث:۳۲)

یعقوب بن شعیبؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن صادق آل محمدؑ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ قمیص نہ دکھاؤں جسے پہن کر قائم قیام کریں گے؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں!

تو امام نے کتابیں رکھنے والا ایک بیگ منگوایا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک سوتی کپڑے کی بنی ہوئی قمیص نکالی۔ اور اسے میرے سامنے پھیلا دیا۔ اس کے دامن پر خون لگا ہوا تھا۔

امام نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص ہے۔ اس پر اس دن کا خون لگا ہوا ہے جس دن آپؐ کے دندان مبارک پر ضرب لگی تھی۔

اسی میں قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف قیام کریں گے۔

پھر میں نے اس خون کو چوما اور اپنے چہرے کے ساتھ مس کیا۔ پھر امام نے اسے تہہ کر کے میرے سامنے سے اٹھا لیا۔ (اثبات الہداۃ: ۳ص ۵۳۲؛ حلیۃ الابرار ۲: ۵۷۵؛ بحار الانوار: ۵۲ / ۳۵۵؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳ص ۳۹۰)

امامؑ کا لشکر اور اُن کے گھوڑے

(حدیث:۳۳)

عبدالرحمن بن کثیر نے اس آیت کریمہ (اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد ہمارا امر ہے۔ خدا نے حکم دیا ہے کہ اس میں جلدی نہ کی جائے، یہاں تک کہ وہ اس کی مدد تین لشکروں یعنی فرشتوں، مومنوں اور رعب سے کرے۔ ان کا خروج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خروج کی طرح ہوگا۔ جیسا کہ خدا نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

كَمَاۤ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ۖ وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَكٰرِهُوۡنَ

"جس طرح تمہارے رب نے تمہیں تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اگرچہ مومنین کی ایک جماعت اسے ناپسند کر رہی تھی۔" (الانفال)

(حدیث:۳۴)

علی بن ابو حمزہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو ان کی مدد کے لیے جنگ بدر کے پانچ ہزار فرشتے نازل ہوں گے۔ جن میں سے ایک تہائی خاکستری رنگ کے گھوڑوں پر سوار ہوں گے، ایک تہائی سیاہ اور سفید رنگ کے اور ایک تہائی "حو" رنگ کے گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: "حو" کون سا رنگ ہے؟

امامؑ نے فرمایا: سرخ۔

(اعلام الوری: ۴۳۱؛ اثبات الہداۃ: ۵۲۷/۳؛ حلیۃ الابرار: ۵۷۵/۲؛ بحار الانوار: ۳۵۵/۵۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳۹۰/۳)

(حدیث: ۴۵)

حضرت ابوحمزہؓ سے مروی ہے کہ سرکار صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: جب قائمؑ قیام کریں گے تو آسمان سے جنگی تلواریں نازل ہوں گی۔ اور ان سب پر ایک ایک شخص کا نام بمع ولدیت لکھا ہوا ہو گا۔ (اثبات الہداۃ: ۵۴۲/۳؛ بحار الانوار: ۳۵۶/۵۲؛ بشارۃ الاسلام: ۲۱۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۷/۳)

قارئین کرام! ان روایات میں خوب غور کیجیے۔ یہاں ایک طرف تو ان کی سیرت کو نہایت سادہ بتایا ہے، جبکہ دوسری طرف کے عظیم ترین ہدف یعنی ظلم کے خاتمے کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسے ان کی سیرت کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ان کا طرز زندگی نہایت ہی سادہ ہو گا، وہ دنیا اور اس کی لذتوں سے کنارہ کش رہیں گے۔ ان کا لباس کھردرا اور معمولی قسم کا ہو گا اور ان کی خوراک جو ہوں گے۔ مگر خدا کی عبادت میں کمال کے درجے پر فائز ہوں گے۔ راہ خدا میں جہاد کریں گے، ظلم و جبر اور فتنہ و فساد کا خاتمہ کریں گے اور عدل و انصاف کا نظام قائم کریں گے۔ نیز یہاں بیان ہوا کہ ان کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد برابر کچھ خاص اصحاب ہوں جو زمین پر ان کی طرف سے مقرر کردہ حکام اور سرکاری عہدوں پر تعینات ہوں گے۔ وہ ان کی اور فرشتوں کی مدد سے زمین کے مشرق و مغرب کو فتح کر لیں گے۔

معزز قارئین! توجہ کیجیے یہ کس قدر بلند مقام ہے۔ یہ ان سے پہلے کسی امام کے حصے میں نہیں آیا۔ چنانچہ وہ انہی کے ذریعے اپنے دین کو دیگر ادیان و افکار پر غالب کرے گا، مشرکوں کی نابودی اور اس کا وعدہ پورا ہو گا۔ بات فقط یہیں تک محدود نہیں، بلکہ صادق آل محمدؑ

نے ان کے متعلق بہت عظیم الشان فرمان ارشاد کیا۔ جیسا کہ حسب ذیل روایت میں آ رہا ہے۔

(حدیث: ۴۶)

خلاد بن صفار سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا قائم آل محمدؑ پیدا ہو چکے ہیں؟

تو انہوں نے ارشاد فرمایا:

لا. لو ادركته لخدمته ايام حياتي

"نہیں، اگر میں انہیں پالوں تو ساری زندگی ان کی خدمت میں گزار دوں۔"

(عقد الدرر: ۱۶۰؛ بحار الانوار: ۱۴۸/۵۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳۸۵/۳)

اب تصور کیجیے کہ وہ حق سے دور اور بدبخت ٹولہ اس عقیدے کے متعلق کیسے بودے اور خود ساختہ افکار کا قائل ہے۔ [1] ان کی نظر میں مہدیؑ وہ ہے جس کے لشکر میں چار لاکھ گھوڑ سوار ہوں اور جس کے گھر میں چار ہزار رومی اور صقلبی خادم ہوں۔ [2] دیکھیے کہ کیا آپ میں سے کسی شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل بیتؑ میں کسی ہستی کا ایسا فرمان پڑھا ہے جس میں قائم آل محمدؑ کے یہ اوصاف ذکر کیے گئے ہوں؟! اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ قائم، پہلے ظہور کریں گے اور اس کے بعد قیام کریں گے۔ پھر اس قیام کے سالوں پر محیط عرصے میں ابو یزید اموی ان کے مدمقابل آ کھڑا ہو گا۔ پہلی جنگ میں وہ انہیں مغلوب کر

---

[1] مولف گرامی کا اشارہ دوسرے فاطمی خلیفہ محمد بن عبید اللہ المہدی کی طرف ہے۔ یہ حضرت اسماعیل بن جعفرؑ کی اولاد سے تھا۔ اس کی ولادت ۲۷۸ ہجری اور وفات ۳۳۴ ہجری میں ہوئی۔

[2] یہ ایک نسل ہے جس کی رنگت سرخ اور بال بھورے ہوتے ہیں۔ ان کا مسکن روم کے شمالی پہاڑی علاقوں میں ہے

کے بھگا دے گا، مگر دوسری دفعہ خود شکست کھا جائے گا۔ وہ ظہور، قوت حاصل کرنے اور اپنا امر مغرب میں پھیل جانے کے بعد قیام کریں گے۔

ارباب دانش پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مذکورہ بالا صفات قائم آل محمدؑ کے شایان شان نہیں۔ جو خدا کے حق کو قائم کرنے والے، اس کے دین کی نصرت کرنے والے، زمین میں اس کے نائب اور شریعت نبویؐ کی تجدید کرنے والے ہیں۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس طرح کی لایعنی اور بے فائدہ باتوں میں پڑنے سے بچائے۔

کیونکہ اوپر جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ اس خلیفہ خدا کی نہیں ہو سکتیں۔ جو اس کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا، انسانوں اور جنوں سے مدد لینے والا، علم و بیان اور علوم قرآن کا حفظ کرنے والا، تنزیل و تاویل کی معرفت رکھنے والا، محکم و متشابہ میں فرق کرنے والا، خاص و عام، ظاہر و باطن اور قرآن کے تمام تر معانی، تفسیر، تصاریف، دقیق علوم، گہرے اسرار اور اس کے اسمائے عظام کا مظہر ہو۔ وہ کہ جن کے بارے میں صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں: اگر میں انہیں پاؤں تو ساری زندگی ان کی خدمت میں گزار دوں۔

✿✿✿✿

باب نمبر 14

ظہور سے پہلے کی علامات

(حدیث: ۱)

ہم سے بیان کیا ابوسلیمان احمد بن ہوذہ باہلی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق نہاوندی نے نہاوند میں ۲۷۳ ہجری میں، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن حماد انصاری نے ۲۲۹ میں ماہ رمضان کے مہینے میں، انہوں نے نقل کیا ابان بن عثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک دن رسول خدا ﷺ جنت البقیع میں تھے۔ مولائے کائنات علیہ السلام نے گھر سے ان کا پتہ کیا تو بتایا گیا کہ وہ بقیع کی طرف گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ بھی رسول خدا ﷺ کے پیچھے وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے رسالت مآبؐ کو سلام کیا تو انہوں نے آپ کو بیٹھنے کا کہا اور اپنے دائیں طرف بٹھالیا۔ پھر جناب جعفر طیار خانہ اقدس پہ حاضر ہوئے اور آپؐ کا پوچھا تو جواب ملا کہ آنحضرت ﷺ بقیع کی طرف گئے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی وہاں پہنچ گئے اور آپؐ کو سلام کہا تو آپؐ نے انہیں اپنے بائیں طرف بٹھالیا۔

پھر حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے آپؐ کے متعلق پوچھا تو انہیں بھی بتایا گیا کہ آپ ﷺ بقیع کی طرف گئے ہیں۔ لہٰذا وہ اس طرف چلے گئے اور وہاں پہنچ کر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو سرور کونینؐ نے انہیں اپنے سامنے بٹھالیا۔

پھر رسول خدا ﷺ مولا علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یا علیؑ! میں آپ کو بشارت نہ دوں؟!

مولاؑ نے عرض کی: کیوں نہیں، یا رسول اللہؐ!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابھی جبرائیل امینؑ میرے پاس موجود تھے۔ انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ جو قائم آخری زمانے میں خروج کریں گے اور زمین کو یوں عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، وہ آپؑ کی ذریت سے اور امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔

اس پر امیر المومنینؑ نے فرمایا: یا رسول اللہ! ہمیں خدا کی طرف سے جو بھی بھلائی نصیب ہوئی وہ آپؐ کے ہاتھوں تھی۔

پھر سرور دو عالم نے حضرت جعفر طیارؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے جعفرؑ! کیا اب بھی بشارت نہ دوں؟!

انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسولؐ!

فرمایا: کچھ دیر پہلے حضرت جبرائیلؑ میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص قائم آل محمدؑ کے ہاتھ میں علم دے گا وہ آپؑ کی ذریت سے ہوگا، جانتے ہو وہ کون ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں، میرے علم میں نہیں۔

تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا چہرہ (چاندی کے) دینار کی مانند (سفید) ہوگا، اس کے دانت کنگھی کے دندانوں کی طرح (برابر) اور تلوار چنگاریاں نکالنے کی آگ جیسی ہو گی۔ وہ خوف و ہراس کے عالم میں پہاڑ (بروایت طوسی: لشکر) میں داخل ہوں گے، مگر سردار بن کر نکلیں گے۔ حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ ان کے گرد حصار بنائے ہوئے ہوں گے۔

اس کے بعد آپؐ نے جناب عباسؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا میں آپؓ کو وہ خبر سناؤ جو جبرائیلؑ نے مجھ تک پہنچائی ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں، ضرور سنائیے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ آپؓ کی اولاد کو بنی عباس کی وجہ سے سخت حالات کا سامنا ہوگا۔

یہ سن کر انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! بہتر نہیں کہ میں اپنی عورتوں کے پاس نہ جایا کروں؟!

آپؐ نے فرمایا: یہ جو کچھ ہونے والا ہے، خدا اس کا فیصلہ کر چکا ہے۔

(بحار الانوار: ۵۱/۷۶؛ منتخب الاثر: ۲۰۰؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۱/۱۹۵)

(حدیث: ۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے والد سے فرمایا: اے عباسؓ! میری اولاد کو آپؓ کی اولاد کے ہاتھوں بڑے سخت دن دیکھنے پڑیں گے۔ اور تمہاری اولاد کے لیے میری اولاد کے سبب ہلاکت و بربادی ہے۔

انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! آیا یہ ممکن ہے کہ میں عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کروں؟! تو آپؐ نے فرمایا: اے عباسؓ! یہ چیز پہلے سے خدا کے علم میں موجود ہے اور تمام امور اسی کے اختیار میں ہیں۔ البتہ امر (خلافت و امامت) میری اولاد میں ہوگا۔

(من لا یحضرہ الفقیہ: ۱/۲۵۲؛ علل الشرائع: ۳۴۸؛ بحار الانوار: ۲۲/۲۹۱)

(حدیث: ۳)

جناب اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے کہ مولا علی امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: ۱۵۰ سال بعد تمہارے امراء کافر، امین و محافظ خائن اور علماء فاسق ہوں گے۔ تاجروں کی بہتات ہوگی۔ مگر تجارت کا منافع کم ہو جائے گا، سود عام ہوگا، زنا و بدفعلی سے پیدا ہونے والے بچوں کی کثرت ہوگی۔ معاشرہ بدفعلی اور مرد و زن کے ناجائز تعلقات سے بے حد آلودہ ہو جائے گا، نیکی کے کاموں کو برا سمجھا جائے گا، پست لوگوں کی آؤ بھگت کی جائے گی

اور مرد، مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفاء کریں گے۔ (یعنی وہ جنسی جذبات کی تسکین کے لیے نکاح کی سنت کو ترک کر کے ناجائز طریقے اختیار کریں گے۔)

ایک اور شخص نے مولا امیر المومنینؑ کا یہی فرمان نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ جب آپؑ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا: اے امیر المومنینؑ! جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

تو آپؑ نے فرمایا:

الهرب الهرب ! فانه لا يزال عدل الله مبسوطا على هذه الامة ما لم يمل قراؤهم الى امرائهم . و ما لم يزل ابرارهم ينهى فجارهم فان لم يفعلوا . ثم استنفروا فقالوا : (لا اله الا الله) قال الله فى عرشه : كذبتم لستم بها صادقين.

"اپنا دامن ان چیزوں سے بچانا اور ان سے دور بھاگنا! خدا کا عدل اس امت پر قائم رہے گا جب تک اس کے قرآن پڑھنے والے (علماء) امراء کی طرف جھکاؤ نہ کریں اور ان کے نیک افراد برے کام کرنے والوں کو برائی سے روکتے رہیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور بعد میں ان کے عمل کو برا جان کر (لا اله الا الله) کہا تو خدا اپنے عرش پر کہے گا: تم جھوٹے ہو تم نے اس کا حق ادا نہیں کیا۔" (بحار الانوار: ۲۲۸/۵۲)

﴿حدیث: ۴﴾

محمد بن ہمام نے بغداد میں اپنی رہائش گاہ پر ماہ رمضان ۳۲۷ ہجری میں ہم سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا احمد بن مابنداذ نے سن ۲۸۷ھ میں، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا حسن بن علی بن فضال نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا سفیان بن ابراہیم جریری نے، انہوں نے نقل کیا

اپنے والد سے، انہوں نے ابو صادق سے اور انہوں نے امیر المومنینؑ سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: بنی عباس آسانی کے ساتھ حکومت حاصل کر لیں گے اور انہیں اس کے لیے کوئی زیادہ زحمت درکار نہیں ہوگی۔ پھر اگر ان کے خلاف ترک، دیلم، سندھ، ہندوستان، بربر اور طیلسان متحد بھی ہو گئے تو ان کی حکومت کو نہ گرا سکیں گے۔ وہ اپنی حکمرانی کا عرصہ نہایت عیش و آرام کے ساتھ گزاریں گے۔ یہاں تک کہ ان کی طرف داری کرنے والے اور ان کے حکومتی کارندے ان سے دور ہونا شروع ہو جائیں گے۔

پھر خدا بنی عباس پر ایک بہادر اور طاقتور شخص کو مسلط کرے گا۔ وہ اس جگہ سے خروج کرے گا جہاں سے ان کی حکومت کی حد شروع ہوگی۔ وہ جس شہر سے گزرے گا اسے فتح کر لے گا اس کے مقابلے میں جو بھی پرچم بلند ہوگا اسے سرنگوں کر دے گا اور نعمتوں (فصلات اور دیگر زمینی وسائل) کو تباہ و برباد کرتا چلا جائے گا۔ ہلاکت ہو اس کے لیے جو اس کے مقابلے میں آئے۔ پس وہ اسی طرح شہروں کے شہر فتح کرتا جائے گا اور اپنی فتح میری عترت میں سے ایک شخص کے نام کر دے گا۔ میری عترت کا وہ فرد حق بات کہے گا اور اس پر عمل کرے گا۔

اس کے بعد راوی نے لفظ طلیع کی لغوی بحث کی ہے۔ جس کی یہاں ترجمے میں چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔

﴿حدیث: ۵﴾

جناب محمد بن مسلمؒ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے کچھ علامتیں ظاہر ہوں گی جو خدا کی طرف سے اس کے اہل ایمان بندوں کے لیے آزمائش کا ذریعہ ہوں گی۔

میں نے پوچھا: وہ کون سی علامات ہوں گی؟

فرمایا: وہ اس فرمان الٰہی میں ذکر ہوئی ہیں:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿﴾

''ہم ضرور تم لوگوں کو کچھ خوف، تھوڑی بھوک، مال و جان اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے۔'' (بقرہ)

یعنی اے اہل ایمان! ہم تمہیں آزمائیں گے خوف سے یعنی بنی عباس کے آخری ایام کے سخت حالات سے۔ بھوک سے یعنی قیمتوں میں اضافہ ہو جانے سے۔ اموال میں کمی سے یعنی تجارت کے بے کار ہونے اور اس کا منافع کم پڑ جانے سے۔ جانوں کے نقصان سے یعنی جلدی موت آنے سے۔ پھلوں کے نقصان سے یعنی زمین میں کاشت کی جانے فصلات وغیرہ کے مطلوب مقدار سے کم مقدار فراہم کرنے اور پھلوں کی برکت کم ہو جانے سے۔ اور وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ یعنی ان آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے والوں کو قائم آل محمدؑ کے ظہور کی بشارت سنا دیجیے۔

پھر امام نے فرمایا: اے محمدؒ! یہ اس آیت کی تاویل ہے جو میں نے تم سے بیان کی ہے۔ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اس کی تاویل سوائے خدا اور علم میں کمال کو پہنچے ہوئے افراد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (آل عمران: ۷) (اکمال الدین: ۶۴۹؛ دلائل الامامۃ: ۲۵۹؛ الارشاد: ۳۶۱؛ اعلام الوریٰ: ۴۳۷؛ الخرائج والجرائح: ۳/۱۱۵۳؛ کشف الغمۃ: ۳/۲۵۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۳۲)

(حدیث: ۶)

جناب ابو بصیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے ایک سال ایسا ضرور آئے گا جس میں لوگوں کو بھوک کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس میں انہیں قتل کیے جانے، اموال کی کمی، جانوں اور ثمرات کے نقصان کا خوف لاحق ہوگا۔ پھر امام نے یہ آیت تلاوت کی: وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ

وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿﴾

(اثبات الہداۃ: ۳/۴۳۷؛ تفسیر البرہان: ۱/۱۶۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۰۷؛ المحجہ: ۳؛ بحار الانوار؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ)

(حدیث: ۷)

جابر جعفیؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمان الٰہی: وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿﴾ کی تفسیر معلوم کی تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: اے جابرؒ! اس آیت میں مذکورہ آزمائشوں میں سے کچھ خاص ہیں اور کچھ عمومی۔ ان میں سے خاص آزمائش بھوک کی ہے، جو کوفہ میں ہوگی۔ خدا اس عذاب میں صرف دشمنان آل محمدؑ کو مبتلا کر کے ہلاک کرے گا۔ جہاں تک عمومی آزمائش کی بات ہے تو وہ شام میں ہوگی۔ اہل شام کو اس قدر خوف اور بھوک کا سامنا کرنا پڑے گا کہ اس سے قبل ایسی آزمائش کی پرنائی ہوگی۔ بھوک قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے اور خوف ان کے قیام کے بعد ہوگا۔

(تفسیر عیاشی: ۱/۶۸؛ اثبات الہداۃ: ۳/۴۳۷۔ بحار الانوار: ۵۲/۲۲۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۳۱)

(حدیث: ۸)

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت منقول ہے کہ جب مولا امیر المومنینؑ سے اس فرمان الٰہی کی تفسیر معلوم کی گئی تو آپؑ نے فرمایا: تین نشانیوں کے پورا ہونے تک قائم کے ظہور کا انتظار کرو۔

پوچھا گیا: وہ کون سی نشانیاں ہیں؟

تو آپؑ نے فرمایا: اہل شام کا آپس میں اختلاف کرنا، خراسان سے سیاہ جھنڈوں کا آنا، ماہ رمضان میں خوف کی نشانی کا ظاہر ہونا۔

کسی نے عرض کی: ماہِ رمضان میں کون سی خوفناک نشانی سامنے آئے گی؟

فرمایا: کیا تم لوگوں نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی کہ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیں جس کے آگے ان کی گردنیں جھکی رہ جائیں گی۔ یہ نشانی اس قدر وحشتناک ہوگی اسے سن کر لڑکی اپنے پردے سے باہر آ جائے گی، سویا ہوا شخص ایک دم گھبرا کر جاگ جائے گا اور جاگے ہوئے کے اوسان خطا ہو جائیں گے۔

(عقد الدرر: ۱۰۳، تاویل الآیات: ۱/ ۳۸۷، بحار: ۵۲/ ۲۲۹)

(حدیث: ۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا کہ قائم کے ظہور کی پانچ علامات ہیں:

۱) سفیانی کا خروج۔ ۲) یمانی کا خروج۔ ۳) آسمان سے منادی دینے والی چیخ۔
۴) نفس زکیہ کا قتل۔ ۵) بیداء کے مقام پر زمین کا نیچے دھنس جانا۔ (سابقہ حوالہ جات)

(حدیث: ۱۰)

داؤد بن سرحان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ صادق آلِ محمدؑ نے ارشاد فرمایا: جس سال آسمان سے وہ چیخ سنائی دے گی اس سے پہلے رجب کے مہینے میں ایک نشانی ظاہر ہوگی۔

میں نے پوچھا: وہ نشانی کیا ہوگی؟

فرمایا: چاند میں ایک چہرہ نمودار ہوگا اور ایک ہاتھ ظاہر ہوگا۔ (سابقہ حوالہ جات)

(حدیث: ۱۱)

عبداللہ بن سنان سے روایت کی گئی ہے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

آسمان سے ندا کا سنائی دینا (قائم کے ظہور کی) حتمی (نشانی) ہے، سفیانی کا خروج

حتمی ہے، یمانی کا خروج حتمی ہے، نفس زکیہ کا قتل کیا جانا حتمی ہے اور آسمان پر ایک ہاتھ کا ظاہر ہونا حتمی ہے۔

پھر فرمایا: ماہِ رمضان کے مہینے میں ایک ایسی خوفناک نشانی ظاہر ہوگی جو سوئے ہوئے کو جگا دے گی، جاگتے ہوئے کو ڈرا دے گی اور پردہ نشین عورت کو پردے سے باہر لے آئے گی۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۷۳۰، بحار الانوار: ۵۲/ ۲۳۰، بشارۃ الاسلام: ۱۲۹)

(حدیث: ۱۲)

امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس امر سے پہلے سفیانی، یمانی، مروانی اور شعیب بن صالح کا خروج ہوگا۔ سو اس بیچارے لوگوں کو کس طرح حق پہنچتا ہے کہ وہ اتنا بڑا دعویٰ کرے (یہاں امام کا اشارہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن طباطبا کی طرف ہے۔ وہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں قائم ہوں۔ لعنہ اللہ)

(حدیث: ۱۳)

حضرت ابوبصیرؓ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا رايتم نارا من المشرق شبه الهردي العظيم تطلع ثلاثة ايام او سبعة فتوقعوا فرج آل محمد ان شاء الله عزوجل ان الله عزيز حكيم. ثم قال الصيحة لا تكون الا في شهر رمضان لان شهر رمضان شهر الله، الصيحة فيه هي صيحة جبرائيل الى هذا الخلق. ثم قال: ينادي منادي من السماء باسم القائم فيسمع من بالمشرق ومن بالمغرب لا يبقى راقد الا استيقظ، ولا قائم الا قعد ولا قاعد الا قام على رجليه فزعا من ذلك الصوت، فرحم الله من اعتبر بذلك الصوت فاجاب، فان الصوت الاول هو

صوت جبرائيل الروح الامين.

ثم قال: يكون الصوت فى شهر رمضان ليلة جمعة ليلة ثلاث وعشرين فلا تشكوا فى ذلك. واسمعوا واطيعوا. وفى آخر النهار صوت الملعون ابليس اللعين ينادى: الا ان فلانا قتل مظلوما ليشكك الناس ويفتنهم. فكم فى ذلك اليوم من شاك متحير قد هوى فى النار. فاذا سمعتم الصوت فى شهر رمضان فلا تشكو فيه انه صوت جبرائيل. وعلامة ذلك انه ينادى باسم القائم واسم ابيه حتى تسمعه العذراء فى خدرا فتحرض اباها واخاها على الخروج. وقال: لا بد من هذين الصوتين قبل خروج القائم. صوت من السماء وهو صوت جبرائيل باسم صاحب هذا الامر واسم ابيه. و صوت الثانى من الارض هو صوت اللعين ابليس ينادى باسم فلان انه قتل مظلوما. يريد بذلك الفتنة فاتبعوا الصوت الاول واياكم والاخير ان تفتنوا به.

وقال لا يقوم القائم الا خوف شديد من الناس وزلازل وفتنة. وبلا يصيب الناس. طاعون من قبل ذلك. وسيف قاطع بين العرب. واختلاف شديد فى الناس وتشتت فى دينهم. و تغير من حالهم حتى يتمنى المتمنى الموت صباحا ومساء من عظم ما يرى من كلب الناس واكل بعضهم بعضا فخروجه اذا خرج يكون الياس والقنوط من ان يروا فرجا فيا

طوبى لمن ادركه وكان من انصاره والويل كل الويل لمن ناواه وخالفه، وخالف امره، وكان من اعدائه.

وقال: اذا خرج يقوم بامر جديد، و كتاب جديد، وسنة جديد وقضاء جديد، على العرب شديد، وليس شانه الا القتل، لا يستبقى احدا، ولا تاخذه فى الله لومة لائم.

ثم قال اذا اختلاف بنو فلانه فيما بينهم فعند ذلك فانتظروا الفرج وليس فرجكم الا فى اختلاف بنى فلان. فاذا اختلفوا فتوقعوا الصيحة فى شهر رمضان وخروج القائم ان الله يفعل ما يشاء ولن يخرج القائم ولا ترون ما تحبون حتى يختلف بنو فلان فيما بينهم. فاذا كان كذلك طمع الناس فيهم واختلفت الكلمة وخرج السفيانى.

وقال لا بد لبنى فلان من ان يملكوا. فاذا ملكوا ثم اختلفوا تفرق ملكهم. وتشتت امرهم. حتى يخرج عليهم الخراسانى والسفيانى. هذا من المشرق وهذا من المغرب يستبقان الى الكوفة كفرسى رهان. هذا من هنا و هذا من هنا حتى يكون هلاك بنى فلان على ايديهما. اما انهم لا يبقون منهم احدا.

ثم قال: خروج السفيانى واليمانى والخراسانى فى سنة واحدة فى شهر واحد فى يوم واحد نظام كنظام الخرز يتبع بعضه بعضا فيكون الباس من كل وجه. ويل لمن ناواهم. وليس فى الرايات راية اهدى من راية اليمانى. هى راية هدى. لانه

يدعوالى صاحبكم . فاذا خرج اليمانى حرم بيع السلاح على الناس وكل مسلم . واذا خرج اليمانى فانهض اليه فان رايته راية هدى . ولا يحل لمسلم ان يلتوى عليه . فمن فعل ذلك فهو من اهل النار . لانه يدعوالى الحق والى طريق مستقيم .

ثم قال لى : ان ذهاب ملك بنى فلان كقصع الفخار . وكرجل كانت فى يده فخارة وهو يمشى اذ سقطت من يده وهو ساه عنها فانكسرت . فقال حين سقطت : هاه شبه الفزع . فذهاب ملكهم هكذا اغفل ما كانوا عن ذهابه .

وقال امير المؤمنين على منبر الكوفة : ان الله عزوجل ذكره قدر فيما قدر وقضى و حتم بانه كائن لابد منه انه ياخذ بنى امية بالسيف جهرة . وانه ياخذ وقال لابد من رحى تطحن فاذا قامت على قطبها وثبتت على ساقطها بعث الله عليها عبدا عنيفا خاملا اصله . يكون النصر معه اصحابه الطويلة شعورهم . اصحا السبال . سود ثيابهم . اصحاب رايات سود ويل لمن ناواهم . يقتلونهم هرجا . والله لكانى انظر اليهم والى افعالهم . وما يلقى الفجار منهم والاعراب الجفاة يسلطهم الله عليهم بلا رحمة فيقتلونهم هرجا على مدينتهم بشاطى الفرات البرية والبحرية جزاء ما عملوا وما ربك بظلام للعبيد .

"جب تمہیں مشرق کی طرف سے ایک ایسی آگ دکھائی دے جو سرخ و زرد رنگ سے

رنگی ہوئی کسی بڑی چیز کی مانند نظر آرہی ہو اور وہ تین یا سات دن اسی طرح نظر آئے تو توقع رکھنا ، اس وقت اگر خدا نے چاہا تو قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا ۔ بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے ۔ پھر فرمایا : ان کے ظہور سے پہلے جو چیخ سنائی دے گی وہ ماہ رمضان میں بلند ہوگی ۔ کیونکہ رمضان خدا کا مہینہ ہے ۔ اس میں جو چیخ بلند ہوگی وہ حضرت جبرائیل کی طرف سے ہوگی اور وہ خدا کی مخلوق کو مخاطب کر کے اعلان کریں گے ۔ پھر فرمایا : آسمان سے ایک منادی قائم کے نام کی ندا دے گا ، جسے مشرق و مغرب کے تمام افراد سن لیں گے ۔ اس وقت جو سورہا ہوگا وہ بیدار ہو جائے گا ، جو کھڑا ہوگا وہ بیٹھ جائے گا اور جو بیٹھا ہوگا وہ اس ندا کی گھبراہٹ سے اٹھ کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے گا ۔ خدا اس شخص پر رحم کرے جو اس ندا کی طرف متوجہ ہو اور اس پر لبیک کہے ۔ بے شک یہ پہلی ندا جو سنائی دے گی وہ حضرت جبرائیلؑ کی طرف سے ہوگی ۔

پھر فرمایا : تیئیس ماہ رمضان شب جمعہ کو ایک اور ندا سنائی دے گی ۔ اس میں شک نہ کرنا اور اسے سن کر اس پر عمل کرنا ۔ اس دن کے آخری حصے میں ابلیس ملعون اونچی آواز میں کہے گا : "سن لو کہ فلاں (عثمان) بڑی مظلومیت کے ساتھ مارا گیا ۔" اس خبیث کا مقصد لوگوں کو شک میں مبتلا کرنا اور ان کے درمیان فتنہ انگیزی کرنا ہوگا ۔ خدا جانے اس دن کتنے لوگ حیرت و شک کا شکار ہو کر جہنمی ہو جائیں گے ۔

سو جب تم ماہ رمضان میں اس (پہلی) ندا کو سنو تو اس میں شک نہ کرنا کہ یہ حضرت جبرائیلؑ کی آواز ہے یا نہیں ۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ قائم آل محمدؐ کا نام ان کے والد کے نام کے ساتھ لے کر ندا دیں گے ۔ حتیٰ کہ اس ندا کو پردہ نشین عورت بھی سن لے گی اور اپنے باپ اور بھائی کو باہر نکلنے پر ابھارے گی ۔

ایک مقام پر فرمایا : قائم آل محمدؐ کے ظہور سے دو آوازوں کا سنائی دینا ضروری ہے ۔

ایک نداء آسمان سے آئے گی۔ وہ جبرائیل امینؑ کی آواز ہوگی اور وہ قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کا نام نامی ان کے والد کے نام کے ساتھ لے کر منادی کریں گے۔

دوسری نداء زمین سے آئے گی۔ وہ ابلیس ملعون کی آواز ہوگی۔ وہ فلاں کا نام لے کر منادی کرے گا کہ اسے مظلومیت کے ساتھ مارا گیا۔ اس نداء سے شیطان کا مقصد لوگوں میں فتنہ کھڑا کرنا (اور انہیں شک و حیرت میں ڈالنا) ہوگا۔ لہذا اس وقت تم پہلی نداء پر لبیک کہنا۔ خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دوسری نداء کو سن کر فتنے میں پڑ جاؤ۔

قائم آل محمدؑ اس وقت قیام کریں گے جب لوگوں میں شدید قسم کا خوف و ہراس پھیلا ہوا ہوگا، زمین پر زلزلے آئیں گے، فتنہ و فساد پھیل جائے گا اور لوگوں کو سخت آزمائش کا سامنا ہوگا۔ اس سے قبل طاعون کی نحوست کو دیکھ چکے ہوں گے۔ مزید یہ کہ اس دور میں اہل عرب کے مابین تلوار کا سخت ترین مقابلہ ہوگا۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ حد سے زیادہ اختلاف کریں گے، دین میں فرقہ بندی کریں گے اور ان کی حالت اس قدر حقیر ہو جائے گی کہ وہ لوگوں کے وحشیانہ و بہیمانہ طرز عمل کو دیکھ کر صبح و شام موت کی تمنا کریں گے۔ اور بعض، بعض کا گوشت کھائیں گے۔ مگر جب وہ خروج کریں گے تو ان کا خروج لوگوں کو مایوسی و ناامیدی سے نکال دے گا۔

مبارک ہو اس شخص کو جو انہیں پالے اور ان کے انصار میں شامل ہو جائے۔ اور ہلاکت ہی ہلاکت ہو اس کے لیے جو ان کی مخالفت کرے، ان کے حکم کو تسلیم نہ کرے اور ان کے دشمنوں میں سے ہو۔

اس کے بعد فرمایا: وہ ایک جدید حکم، نئے طریقے اور نئے فیصلے کے مطابق قیام کریں گے۔ وہ اہل عرب کے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے اور ان کا کام دشمنان خدا کو قتل کرنا ہی ہوگا۔ وہ کسی کو توبہ کا موقع دیں گے اور نہ خدا کے حکم کے معاملے میں کسی کی

باتوں کی کوئی پرواہ کریں گے۔

پھر فرمایا: جب بنی فلاں (عباس) آپس میں اختلاف کریں تو اس وقت ظہور کا انتظار (توقع) کرنا۔ تمہارے حالات اسی وقت بدلیں گے جب بنی عباس باہم اختلاف کریں گے۔ سو جب ان کے درمیان اختلافات ظاہر ہوں تو رمضان کے مہینے میں چیخ کے سنائی دینے اور قائم کے خروج کی امید رکھنا۔ بے شک خدا جو چاہے گا وہی کرے گا۔ قائم آل محمدؑ اس وقت تک خروج نہیں کریں گے اور نہ ہی تمہیں اچھے حالات دیکھنا نصیب ہوں گے، جب تک وہ ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف نہ کریں۔ جو ایسا ہوگا تو لوگ ان کے بارے میں طمع میں پڑیں گے، ان کی باتیں مختلف ہوں گی اور سفیانی خروج کرے گا۔

مزید فرمایا: بنی عباس کا حکومت حاصل کرنا ایک امر ناگزیر ہے۔ مگر جب اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو آپس میں اختلاف کریں گے اور بالآخر ان کی حکومت کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ان کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل جائیں گے۔ حتیٰ خراسانی اور سفیانی ان کے خلاف قیام کریں گے۔ ان میں سے ایک مشرق کی طرف سے ان پر غارت گری کرے گا اور ایک مغرب کی طرف سے۔ ان دونوں کا مقصد ایک، مگر ان کی حکمت عملیاں جدا جدا ہوں گی۔ ایک ادھر سے یلغار کرے گا اور دوسرا اُدھر سے۔ بالآخر وہ ان دونوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ سن لو کہ اس وقت اُن (خاندان بنی عباس) میں کوئی ایک بھی باقی نہ رہے گا۔

پھر فرمایا: سفیانی، یمانی اور خراسانی کے خروج کا سال، مہینہ اور دن ایک ہوگا۔ وہ ریوڑ کے مہروں کی مانند منظم ہو کر پے در پے آئیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کی جنگ صورت دوسرے سے مختلف ہوگی۔ اس شخص کے لیے ہلاکت ہو کہ جو ان کے مقابلے

میں آئے۔ ان کے پرچموں میں یمانی کا پرچم سب سے زیادہ درست سمت کی جانب راہنمائی کرنے والا ہوگا۔ وہ ہدایت کا پرچم ہوگا، کیونکہ وہ لوگوں کو تمہارے امام کی طرف دعوت دے گا۔ جس وقت یمانی خروج کریں گے تو تمام لوگوں حتی کہ مسلمانوں پر بھی اسلحے کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دیں گے۔ لہذا جب وہ خروج کرے تو اٹھ کر اس کے لشکر میں شامل ہو جانا۔ کچھ شک نہیں کہ اس کا پرچم، ہدایت کا پرچم ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ ان کے لشکر میں شامل ہونے سے گریز کرے۔ تو جو ایسا کرے گا وہ جہنمی ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کو حق اور صراط مستقیم کی طرف ہی دعوت دیں گے۔

پھر فرمایا: بنی عباس کی حکومت ایسے ختم ہو جائے گی جیسے مٹی کا پیالہ ٹوٹتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے ایک شخص مٹی کا برتن ہاتھ میں لے کر چل رہا ہو اور وہ کہیں اپنے خیالات میں گم ہو اور اس کے ہاتھ سے وہ برتن گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ وہ اس کے ٹوٹنے کی آواز سن کر ایک دم سے چونک جائے۔ اسی طرح ان کی حکومت کا بھی تختہ الٹ جائے گا اور انہیں خبر تک نہ ہوگی۔

ایک دن امیر المومنینؑ نے کوفے کے منبر پر ارشاد فرمایا: خدائے عزوجل نے جو چیز مقدر کی جس کی قضا ٹھہرائی اور جسے حتمی قرار دیا ہے کہ وہ ہو کر رہے گا، وہ یہ کہ وہ بنی امیہ کی حکومت کو کھلے عام تلوار کے ذریعے تاخت و تاراج کرے گا اور بنی عباس سے اچانک تخت و سلطنت چھین لے گا اور انہیں کچھ خبر نہ ہوگی کہ ان کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔"

نیز فرمایا: چکی ضرور پیسے گی۔ جب یہ اپنے قطب پر قائم اور اپنے پائے پر ثابت ہو جائے گی تو خدا اس کی طرف ایک ایسے بندے کو بھیجے گا جو بڑی سختی اور شدت کا مظاہرہ کرنے والا ہوگا۔ اس کی اصل گمنام ہوگی۔ (خدا کی) مدد اس کے ساتھ ہوگی۔ اس کے ساتھی لمبے بالوں والے ہوں گے۔ وہ دشمنوں کو للکاریں گے ان کے کپڑے سیاہ

اور وہ پرچم بھی سیاہ رنگ کے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس کے لیے ہلاکت جو ان کے مدمقابل آئے۔ وہ اپنے مخالفوں کے سر فضا میں اڑاتے چلے جائیں گے۔ اللہ کی قسم! گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کس طرح سے اپنے دشمنوں کا قیمہ بنا رہے ہیں۔ ان میں سے جو بھی فاجروں اور جفا کار جابروں کے مقابلے میں نکلے گے خدا ان کو دشمنوں پر مسلط کرے گا اور نرمی و رحم دلی سے کام نہ لیں گے۔ وہ انہیں نہر فرات کے آبی و خشک دونوں کناروں پر ان کے شہروں کے اندر ہی واصل جہنم کر دیں گے۔ یہ سب ان کے کیے ہوئے اعمال کی سزا ہے ورنہ خدا تو اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔"

(الرعد للاسترآبادی: ح ۱۵۰ و معجم احادیث الامام المہدیؑ: ج ۳ ص ۲۰۹)

(حدیث: ۱۴)

شرحبیل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے قائم آل محمدؑ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ان کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ آسمان سے ایک منادی ندا نہ دے دے جسے تمام اہل مشرق و مغرب سن لیں۔ حتی کہ پردے میں بیٹھنے والی لڑکی بھی اسے سن لے گی۔

(اثبات الہداة: ج ۳ ص ۷۳۷ و منتخب الاثر: ۴۵۰ و معجم احادیث الامام المہدیؑ: ج ۳ ص ۲۸۲)

(حدیث: ۱۵)

زیاد قندی سے مروی ہے، انہوں نے کئی ایک راویوں سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا سفیانی کا خروج حتمی امر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، نفس زکیہ کا قتل بھی حتمی ہے، قائم کا ظہور بھی حتمی ہے، بیداء کے مقام پر زمین میں دھنس جانا بھی حتمی ہے، آسمان سے ایک ہاتھ کا ظاہر ہونا بھی حتمی ہے اور آسمان سے ایک آواز کا سنائی دینا بھی حتمی ہے۔

میں نے پوچھا: وہ آواز کیسی ہوگی؟

تو فرمایا: ایک منادی قائم آل محمدؑ کا نام ان کے والد گرامی کے نام کے ساتھ لے کر ندا دے گا۔ (اثبات الہداۃ: ۳/۷۳۶؛ منتخب الاثر: ۴۵۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۵۰)

﴿حدیث:۱۶﴾

ابن ابی یعفور سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اپنے ہاتھ میں بنی عباس کے فلاں شخص کے ہلاک ہونے کی نشانی رکھو اس کے ساتھ سفیانی کا خروج، نفس زکیہ کا قتل، لشکر کا زمین میں دھنسنا اور ایک آواز کا سنائی دینا۔

میں نے پوچھا: وہ آواز کیا ہوگی؟ کیا وہ کوئی ندا ہوگی؟

امام نے فرمایا: جی ہاں! اسی ندا سے صاحب الامر کی شناخت ہوگی۔

پھر فرمایا: جب بنی عباس کا فلاں شخص جہنم کی راہ لے گا تو اس وقت آسودگی ہی آسودگی ہوگی۔ (اثبات الہداۃ: ۳/۷۳۶؛ بحار الانوار: ۵۲/۲۳۴؛ بشارۃ الاسلام: ۱۱۶؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۶۷)

﴿حدیث:۱۷﴾

عبایہ بن ربعی اسدیؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں مولا امیر المومنین علیہ السلام کی محفل میں گیا۔ میں آپ کی خدمت میں تشریف فرما لوگوں میں سے پانچواں اور عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹا تھا۔ میں نے سنا امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرما رہے تھے:

مجھ سے میرے بھائی رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

انی خاتم الف نبی و انک خاتم الف وصی، و کلفت ما لم

"میں ایک ہزار انبیاءؑ کا خاتم ہوں اور آپ ایک ہزار اوصیاءؑ کے خاتم ہیں۔ مجھے وہ علم سونپا گیا ہے جو ان کو نہیں سونپا گیا۔"

میں نے عرض کی: یا امیر المومنینؑ! مسلمانوں نے آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا!

انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میرا مطلب وہ نہیں جو تو نے سمجھا ہے۔ خدا کی قسم! میں ہزار ایسی باتوں کا علم رکھتا ہوں جنہیں سوائے میرے اور رسول خدا ﷺ کے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ یہ لوگ کتاب خدا کی ایک آیت پڑھتے ہیں، مگر اس میں اس طرح غور و تدبر نہیں کرتے جیسے اس کا حق بنتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝

"اور جب ان پر وعدے کی مدت پوری ہو جائے گی تو ہم زمین سے ایک چلنے والے کو ان کے لیے نکالیں گے، جو ان سے کلام کرتے ہوئے کہے گا کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔" (النمل)

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کس وقت بنی عباس کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا؟

ہم نے کہا: کیوں نہیں، اے امیر المومنینؑ!

فرمایا: ان کی حکومت کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب قریش سے ایک ایسے شخص کو حرمت والے دن اور حرمت والے شہر میں قتل کیا جائے گا جس کا خون بہانا حرام ہوگا۔ اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑ کر اس میں سے سبز کونپل کو نکالا، اس واقعے کے بعد ان کی حکومت صرف پندرہ راتوں کی مہمان ہوگی۔

میں نے پوچھا: اس سے پہلے یا بعد بھی کچھ ہوگا یا نہیں؟

فرمایا: ماہ رمضان میں ایک چیخ سنائی دے گی جسے سن کر بیدار شخص جو اس پاس ہو

جائے گا اور سویا ہوا بیدار ہو کر جاگ جائے گا۔ حتیٰ کہ پردہ نشین عورت اپنے پردے سے نکل آئے
گی۔ (ارشاد مفید: ۔۔۔ ۱۵۳؛ بحار الانوار ۵۲: ۲۳۳؛ معجم احادیث الامام المہدی ۳: ۸۹)

﴿حدیث: ۱۸﴾

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"بنی عباس کا حکومت حاصل کرنا ایک امر ہو گزرنے والا ہے۔ لیکن جب ان کی حکومت قائم ہو جائے گی تو یہ باہم اختلاف کریں گے اور ان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔ پھر سفیانی اور خراسانی ان کے خلاف خروج کریں گے۔ ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے۔ ان دونوں کا مقصد ایک مگر ان کی حکمت عملیاں جدا جدا ہوں گی۔ ایک ادھر سے یلغار کرے گا اور دوسرا ادھر سے۔ حتیٰ کہ وہ سب ان دونوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ پس لوگ اس وقت ان (خاندان بنی عباس) میں کوئی ایک بھی باقی نہ رہے گا۔" (سابقہ حوالہ جات)

﴿حدیث: ۱۹﴾

ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن سعید نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا علی بن حسن تیملی نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا عمرو بن عثمان نے انھوں نے نقل کیا حسن بن محبوب سے اور انھوں نے جناب عبد اللہ بن سنان سے وہ کہتے ہیں: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا۔ وہاں قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے امام سے عرض کی: یہ غیر شیعہ لوگ ہم پر طعن کرتے ہیں کہ تمہارے عقیدے میں ہے کہ آسمان سے ایک منادی صاحب الامر کا نام لے کر ندا دے گا؟

اس کی بات سن کر امام نے ٹیک چھوڑ دی اور غضب ناک ہو کر فرمایا: اسے مجھ سے نہیں، بلکہ میرے بابا کی طرف نسبت دے کر بیان کیا کرو۔ اس میں تمہارے لیے کوئی

حرج نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے بابا نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ بات کتاب خدا میں بالکل واضح موجود ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: "اگر ہم چاہیں تو ان کے لیے آسمان سے ایک نشانی نازل کر دیں۔ پھر ان کی گردنیں اس کے سامنے جھکی رہ جائیں۔" (سورۃ الشعراء: آیت ۴)
بے شک اس وقت تمام اہل زمین کی گردنیں جھک جائیں گی اور جب وہ اس صدا کو سنیں گے تو اس پر ایمان لے آئیں گے۔ وہ صدا یہ ہوگی: الا ان الحق فی علی ابن ابی طالب و شیعتہ "آگاہ ہو کہ حق علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے شیعوں میں ہے۔"

اس کے اگلے روز ابلیس ہوا میں اتنا بلند ہوگا کہ اہل زمین کی نظروں سے چھپ جائے گا۔ اس کے بعد ندا دے گا: "لوگو! حق عثمان اور اس کے شیعوں میں ہے۔ اسے ظلم کے ساتھ قتل کیا گیا ہے۔ اٹھو اور اس کے خون کا بدلہ لو۔"

امام نے فرمایا: اس کے بعد اہل ایمان پکی بات کے ساتھ حق پر قائم رہیں گے اور وہ پکی ندا ہے۔ مگر جن کے دلوں میں مرض ہوگا وہ شک میں پڑ جائیں گے۔ اللہ کی قسم! اور مرض سے مراد ہماری عداوت ہے۔ پھر وہ ہم سے لاتعلقی کا اظہار کریں گے اور ہم سے لڑنے کے لیے سامنے آ جائیں گے۔ وہ کہیں گے: پہلی منادی اس اہل بیت کے جادو کا ایک اثر تھا۔ بعد ازاں امام نے یہ آیت تلاوت کی: وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ

(تفسیر البرہان (سورۃ القمر): ۳: ۲۹۰؛ ۔۔۔ ۱۵؛ حلیۃ الابرار ۲: ۶۱۱؛ بحار الانوار ۵۲: ۲۹۳؛ معجم احادیث الامام المہدی ۵: ۲۹۳)

ابوالحسن محمد بن علی الکاتب کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن سعید نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن المفضل بن ابراہیم، سعدان بن اسحاق بن سعید، احمد بن حسین بن عبد الملک اور محمد بن احمد بن الحسن القطوانی سب نے۔ انھوں نے نقل کیا حسن بن محبوب

سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے (آگے ساری روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے)

(حدیث: ۲۰)

زرارہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا: خدا آپ کی خیر کرے! یہ لوگ ہم پر طعن زنی کرتے ہیں کہ تمہارے عقیدے میں آسمان سے ایک منادی ندا دے گی۔ تو امام نے فرمایا: تم ان سے روایت کیا کرو بلکہ اس کی نسبت میرے والد بزرگوار کی طرف دے دیا کرو۔ میرے بابا فرمایا کرتے تھے کہ اس کا ذکر کتاب خدا میں بھی موجود ہے۔ ارشاد رب العزت ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیں جس کے آگے ان کی گردنیں جھکی رہ جائیں گی۔ (سورہ شعراء: ۴) اس آواز کو سن کر زمین میں رہنے والے ایمان لے آئیں گے۔

لیکن اس کے اگلے روز ابلیس بھی زمین سے بلند ہو کر فضا میں اس قدر آگے چلا جائے گا کہ لوگوں کی نظریں اسے نہ دیکھ سکیں گی۔ پھر وہ اس طرح ندا دے گا: آگاہ ہو کہ عثمان کو بڑی مظلومیت کے ساتھ مارا گیا ہے۔ تم اس کے خون کا انتقام لو۔ خدا جس کی برائی چاہتا ہوگا یہ آواز سنتے ہی وہ حق سے پھر جائیں گے اور کہنا شروع کر دیں گے کہ یہ شیعوں کا جادو ہے۔ حتیٰ کہ وہ دوسرے منادی پر آ جائیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو لوگوں کا جادو تھا۔ جیسا کہ خدا نے ان کی خبر پہلے ہی دے دی ہے وہ فرماتا ہے:

وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ

اور یہ کوئی بھی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک مسلسل جادو ہے۔ (سورہ قمر)

(حدیث: ۲۱)

محمد بن صامت سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے

سے پوچھا: کیا اس امر (یعنی ظہور قائم) سے پہلے کوئی نشانی ظاہر ہوگی؟

تو انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔

میں نے کہا: کون سی بھلا؟

فرمایا: عباسی سلطنت کا خاتمہ ہوگا، سفیانی خروج کرے گا، نفس زکیہ کو قتل کیا جائے گا، بیداء میں ایک لشکر زمین میں دھنس جائے گا اور آسمان سے ایک آواز سنائی دے گی۔

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! مجھے خدشہ ہے کہ یہ کہیں زیادہ طول نہ پکڑ جائے۔

تو فرمایا کہ نہیں، یہ نشانیاں پشت کے مہروں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے ہوں گی۔

(حدیث: ۲۲)

جناب ابو بصیر سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ ان طاق سالوں میں سے کسی ایک سال میں قیام کریں گے: نو، ایک، تین، پانچ۔ مزید فرمایا: جس وقت بنی امیہ آپس میں اختلاف کریں گے تو ان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ ان کے بعد زمام اقتدار بنی عباس کے ہاتھ میں آئے گی اور وہ ایک لمبا عرصہ سلطنت و حکمرانی میں عیش و عشرت کے ساتھ گزاریں گے۔ یہاں تک کہ ان میں بھی پھوٹ پڑ جائے گی اور وہ اپنا تخت گنوا دیں گے۔

اس وقت تمام اہل مشرق و مغرب باہم اختلاف کریں گے۔ ہاں! اس کے ساتھ ساتھ تمام اہل قبلہ بھی شدید ترین اختلاف و تصادم کی زد میں ہوں گے۔ ان پر خطر حالات سے لوگوں کی جان بھی جا رہی ہوگی۔ مگر انہیں ایک عرصے کے لیے ایسے ہی حالات میں گزر اوقات کرنا پڑے گا۔ یہاں تک کہ ایک منادی آسمان سے ندا بلند کرے گا۔ لہذا جب وہ منادی ندا دے تو اس کی طرف دوڑ پڑنا۔ اللہ کی قسم! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قائمؑ رکن و مقام

ابراہیمؑ کے درمیان موجود ہیں اور لوگوں سے ایک نئے حکم، ایک نئے معاہدے اور نئی آسمانی حکومت پر بیعت لے رہے ہیں۔ سن لو! ان کی زندگی کے آخری لمحات تک ان کے پرچم کہیں سے بھی ناکامی کے ساتھ نہیں پلٹے گا۔ (تاج المواليد: ۱۵۰؛ بحار الانوار ۵۲: ۲۳۵؛ بشارۃ الاسلام: ۹۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۱۴)

﴿حدیث: ۲۳﴾

فضیل بن محمد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: آسمان سے قائم آل محمدؑ کے نام کے ساتھ ندا کا سنائی دینا کتاب خدا میں واضح موجود ہے۔

میں نے پوچھا: خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے! کہاں اور کس سورت میں؟

تو جواب میں امامؑ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

طسٓمٓ ﴿١﴾ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ﴿٤﴾

"طسم۔ یہ ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک آیت نازل کر دیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جاتیں۔" (الشعراء)

جب لوگ اس ندا کو سنیں گے تو اس طرح اپنی گردنیں جھکالیں گے کہ گویا ان کے سر پر پرندے بیٹھے ہیں، اگر ذرا اپنے سروں کو ہلایا تو وہ اڑ جائیں گے۔

﴿حدیث: ۲۴﴾

جناب ابوبصیرؒ سے روایت نقل ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: جس وقت بنو عباس مروان کے منبر پر چڑھ بیٹھیں گے تو عباسی حکومت کا آغاز ہو جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا: میرے بابا سرکار باقر العلومؑ نے مجھے بتایا کہ آذربائیجان سے ایک آگ کا نکلنا ناگزیر ہے۔ سو جس وقت وہ آگ روشن ہو تو اپنے گھروں کے اندر ہی محصور ہو جانا اور جب تک

ہم ابھر نہ آئیں تم بھی نہ آنا۔ اس کے بعد جب ہم آل محمدؑ میں سے حرکت کرنے والا سامنے آئے تو بھاگ کر اس کے ساتھ مل جانا خواہ تمہیں پیٹ کے بل ہی جانا پڑے۔ اللہ کی قسم! گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکن و مقام کے مابین موجود ہیں اور لوگوں سے ایک نئے پیمان کے مطابق بیعت لے رہے ہیں۔ وہ اہل عرب کے ساتھ بہت سختی سے پیش آئیں گے۔ نیز فرمایا: اہل عرب کے لیے ہلاکت ہو اس شر سے جو ان کے قریب آ چکا ہے۔

﴿حدیث: ۲۵﴾

عبید بن زرارہ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: قائمؑ کے نام کی ندا دی جائے گی اور انہیں لایا جائے گا۔ وہ اس وقت مقام ابراہیمؑ کے پیچھے کی طرف ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ آپ کے نام کی ندا دی گئی ہے اب آپ کو کس کا انتظار ہے؟

اس کے بعد ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی جائے گی۔

اس حدیث کا راوی کہتا ہے کہ زرارہ نے مجھ سے کہا: خدا کا شکر ہے کہ ہم نے یہ بھی سن لیا کہ قائمؑ ناگواری کے ساتھ اپنی بیعت لیں گے۔ ہم یہ تو صحیح طور پر نہیں جانتے کہ اس ناگواری کی وجہ کیا ہوگی؟ بہرکیف ناگواری کا اظہار کرنا گناہ نہیں ہے۔

﴿حدیث: ۲۶﴾

حمران بن اعین سے روایت ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: قائمؑ کے قیام سے پہلے ان نشانیوں کا پورا ہونا لازمی اور حتمی ہے: سفیانی کا خروج، بیداء کی زمین کا دھنسنا، نفس زکیہ کا قتل اور آسمان سے ندا کا سنائی دینا۔

﴿حدیث: ۲۷﴾

ناجیہ القطان سے منقول ہے کہ انہوں نے امام محمد باقرؑ کی زبان اطہر سے سنا کہ اس وقت منادی امام مہدیؑ کا نام اور ان کے والد کے نام کے ساتھ یوں ندا دے گا:

مہدی، آلِ محمدؑ میں سے ہیں۔ پھر شیطان بنی اُمیہ کے ایک شخص (ثالث) کا نام لے کر ندا دے گا کہ فلاں اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں۔

﴿حدیث:۲۸﴾

جناب زرارہ سے مروی ہے کہ انہوں نے صادق آلِ محمدؑ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ایک منادی آسمان سے ندا دے گا کہ فلاں شخص ہی امیر ہے۔ اس کے بعد وہ کہے گا: بے شک علیؑ اور اس کے شیعہ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

میں نے پوچھا: اس کے بعد امام مہدیؑ سے بھلا کون لڑے گا؟

تو فرمایا: شیطان بنی امیہ کے ایک شخص (ثالث) کا نام لے کر ندا دے گا کہ وہ اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں۔

میں نے عرض کی: پھر لوگوں کو کیسے معلوم ہو گا کہ ان میں سچا منادی کون سا ہے اور جھوٹا کون سا؟

فرمایا: اس کی حقیقت کو وہ لوگ سمجھ لیں گے جو ہماری احادیث روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے ان کا ظہور لازمی ہے۔ وہ جان لیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور سچے ہیں۔

﴿حدیث:۲۹﴾

انہی سے روایت ہے، یہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے، میں یہ سوچ کر حیران ہوتا ہے کہ جو لوگ بیداء میں لشکر کے زمین کے اندر دھنس جانے اور آسمانی ندا، جیسے عجائبات کو دیکھ چکے ہوں، قائمؑ ان کے ساتھ کس طرح لڑیں گے۔ (یعنی یہ نشانیاں دیکھ کر تو وہ ایمان لے آئیں گے اور جب وہ ایمان لے آئیں گے تو ان کے ساتھ جنگ کا جواز کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟؟)

میرا سوال سن کر امامؑ نے فرمایا: شیطان انہیں اسی طرح ندا نہ دے گا جیسے کہ

انہیں اسی طرح ندا دے کر بہکائے گا۔ جیسے عقبہ ثانیہ میں اس نے رسول خداﷺ کے متعلق آواز بلند کی تھی۔

﴿حدیث:۳۰﴾

ہشام بن سالم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ اسحاق کا بھائی جریری کہتا ہے کہ تم لوگوں کے قول اس وقت دو ندائیں سنی جائیں گی۔ اب یہ فیصلہ کون کرے گا کہ ان میں سچا منادی کون ہے اور جھوٹا کون؟

تو امامؑ نے فرمایا: اس سے کہنا کہ جس نے ہمیں اس کے بارے میں خبر دی ہے وہ صادق ہے۔ ہر چند کہ تم اس کے واقع ہونے کا انکار کر رہے ہو۔

(بحار الانوار: ۵۲ر۲۹۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ر۲۵۷)

﴿حدیث:۳۱﴾

ہشام بن سالم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا، امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: وہ دو ندائیں ہوں گی۔ ایک رات کے ابتدائی حصے میں، اور ایک دوسری رات کے آخری حصے میں۔

میں نے پوچھا: وہ کیسے؟

تو فرمایا: ایک ندا آسمان سے آئے گی اور ایک ابلیس کی طرف سے۔

میں نے پوچھا: ان میں سے ایک کو دوسری سے کیسے پہچانا جائے گا؟

فرمایا: جو پہلے سے اس کا ذکر سن چکا ہو گا وہ اسے پہچان لے گا۔

﴿حدیث:۳۲﴾

عبدالرحمن بن مسلمہ جریری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کی: لوگ ہم پر طعنے کستے ہیں اور جگہ جگہ ہماری مذمت کرتے ہوئے

کہتے ہیں کہ جب وہ دونوں آوازیں سنائی دیں گی تو کیسے معلوم ہوگا کہ ان میں سے حق کون سی اور باطل کون سی؟

امام نے فرمایا: تم ان کے جواب میں کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا: ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

فرمایا: ان میں سے حق پر مبنی ندا کی نشانی یہ ہے کہ اہل ایمان اس کے سنائی دینے سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور اس کے سنائی دینے کے بعد اس کی تصدیق کریں گے۔ جیسا کہ خداوند عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

"کیا جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ زیادہ قابل اتباع ہے یا وہ کہ جو خود ہدایت میں کسی دوسرے کا محتاج ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسے غلط فیصلے کر رہے ہو۔" (سورہ یونس)

(حدیث: ۳۳)

عبداللہ بن سنان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے فرمایا: آسمان سے صاحب الامر کے نام کے ساتھ ایک منادی اس طرح ندا دے گا کہ اب امر فلاں بن فلاں کے لیے ہے۔ پھر اب اس میں جھگڑے کی کیا بات ہے؟

(حدیث: ۳۴)

جناب عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لا يكون هذا الأمر الذي تمدون إليه أعناقكم حتى ينادي منادٍ

من السماء: ألا إن فلاناً صاحب الأمر، فعلامَ القتال؟

"یہ امر جس کی طرف تم نے گردنیں پھیلا رکھی ہیں اس وقت تک وقوع پذیر نہ ہوگا جب تک ایک منادی آسمان سے یہ ندا نہ دے کہ فلاں تمہارا صاحب الامر ہے تو لڑائی کس بات کی ہے۔"

(حدیث: ۳۵)

عبداللہ بن سنان نے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے سنا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جیسی موت اور تلوار کی کاٹ لوگوں کو ختم کرتی جائے گی حتیٰ کہ لوگ اس حرم کے پاس پناہ لیں گے۔ اس وقت خونریزی کی شدت میں ایک سچا منادی ندا دے گا کہ یہ جنگ کس لیے؟ تمہارا آقا تو فلاں ہے۔

(حدیث: ۳۶)

جناب محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام نے ارشاد فرمایا کہ سفیانی کا خروج اور قائم آل محمدؑ کا ظہور ایک سال میں ہوں گے۔

(حدیث: ۳۷)

حضرت ابو بصیرؒ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک سال اس وقت میں موجود ہوں گے تو ایک شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آئے گا اور انہیں خلیفہ وقت کے مرنے کی اطلاع دے گا۔ اس کی موت کا وقت آل محمد اور سب لوگوں کی کشائش کا وقت ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا: جب تم آسمان پر مشرق کی طرف سے روشن ہونے والی ایک بڑی آگ دیکھو جو مسلسل کئی راتوں تک رہے گی۔ وہ وقت لوگوں کی راحت و آسائش کا ہوگا۔ یہ امام قائم آل محمدؑ کے قیام سے تھوڑا پہلے دکھائی دے گی۔

(حدیث: ۳۸)

ابو طفیل سے مروی ہے کہ ابن الکواء نے امیر المومنینؑ سے غضب کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: نہیں ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ وہ بہت دور ہے۔ اس سے پہلے اموات در اموات ہوں گی اور ایک شخص انتہائی برق رفتار اونٹنی پر سوار ہوگا۔ تم کیا جانو کہ وہ تند رو ناقہ سوار کیا ہے؟؟ جس کا پیٹ ایک پٹی میں بندھا ہوگا۔ وہ لوگوں کو ایک خبر سنائے گا تو وہ اسے مار دیں گے۔ اس وقت غضب کا آغاز ہوگا۔

(حدیث: ۳۹)

اسلم مکی سے مروی ہے، انہوں نے ابو طفیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ ابن یمانؓ نے ارشاد فرمایا: خلیفہ کو مار دیا جائے گا۔ اس وقت اس کا آسمان میں کوئی عذر پیش کرنے والا ہوگا نہ زمین پر کوئی مدد کرنے والا۔ خلیفہ کی خلافت ضبط کر لی جائے گی حتی کہ وہ اس طرح زمین پر چلے گا کہ اس کا کسی دوسرے سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد ایک کنیز کا بیٹا خلافت کی مسند پر بیٹھے گا۔

اسلم کہتے ہیں کہ اس وقت ابو طفیلؓ نے کہا: اے بھانجے! کاش میں اور آپؓ اس زمانے میں موجود ہوں؟

میں نے کہا: ماموں جان! آپؓ اس کی تمنا کیوں کرتے ہیں؟

انہوں نے کہا: کیونکہ حذیفہؓ نے مجھے بتایا ہے کہ اس وقت حکومت دوبارہ آل محمدؐ میں پلٹ آئے گی۔

(حدیث: ۴۰)

جناب ابو بصیرؓ سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ سے اس فرمان الٰہی: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۔ کی تفسیر معلوم کی گئی

تو انہوں نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی جانوں اور کائنات میں اپنی نشانیاں دکھائے گا حتی کہ ان کے لیے واضح ہو جائے گا کہ قائم آل محمدؐ کا خروج کرنا حق ہے۔ یہ خدا کی طرف سے ہے اور ایک دن مخلوق اسے ضرور دیکھے گی۔

(حدیث: ۴۱)

جناب ابو بصیر سے ہی نقل ہوا ہے، یہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ اس فرمان الٰہی: عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ میں دنیا میں رسوائی کا عذاب کون سا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: اے ابو بصیر! اس سے بڑھ کر رسوائی کیا ہوگی کہ انسان اپنے گھر میں، اپنے کمرے کے اندر، اپنے بھائی اور گھر والوں کے ساتھ موجود ہو، پھر ایک دم اس کے اہل خانہ اپنے گریبان چاک کر لیں گے۔ جب لوگ پوچھیں گے کہ یہ شور واویلا کس لیے ہے؟ تو انہیں بتایا جائے کہ فلاں شخص ابھی ہمارے پاس موجود تھا لیکن اچانک اس کی شکل مسخ ہو گئی۔

میں نے پوچھا: یہ قائمؑ کے قیام سے پہلے ہوگا یا بعد میں؟

تو فرمایا: نہیں، ان کے قیام سے پہلے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۷۳۵ ح ۳۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۲۲۱)

(حدیث: ۴۲)

یعقوب بن سراج کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آپؑ کے شیعوں کے حالات کب بدلیں گے؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ جب بنی عباس اپنی حکومت کے زمانے میں اختلاف کریں گے اور ان میں ایسی طمع پیدا ہو جائے گی جیسی پہلے نہ ہوگی۔ عرب شتر بے مہار کی طرح جو چاہیں گے کرتے جائیں گے۔ ہر کوئی اپنا دفاع کرنے کے لیے اسلحہ اٹھائے گا۔ اس

وقت سفیانی خروج کرے گا، یمانی اپنا علم بلند کرے گا، سید حسنی حرکت کریں گے اور اس امر کے مالک، رسول خدا ﷺ کی مواریث اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ کی طرف نکلیں گے۔

میں نے پوچھا: وہ رسول خدا ﷺ کی متروکہ چیزوں میں سے کون کون سی چیزیں ہوں گی؟

امام نے فرمایا:

اُن میں رسول خدا ﷺ کی تلوار، آپ کی زرہ، عمامہ، چادر، پرچم، عصا، گھوڑا، سامان جنگ (جیسے تیر اور نیزہ وغیرہ) اور آپ کے گھوڑے کی زین شامل ہوگی۔

(الکافی: ۸/ ۲۲۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۹۷؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۴۲؛ بشارۃ الاسلام: ۱۳۳)

﴿حدیث: ۴۳﴾

یعقوب بن سراج سے مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے شیعوں کے لیے کشائش و آسودہ کے دن کب آئیں گے؟ تو امام نے ان کے جواب میں فرمایا: جس وقت بنی عباس اپنی حکومت کے زمانے میں ایک دوسرے سے اختلاف کریں گے۔۔۔ (اس کے بعد حدیث بالکل ویسے ہے جس طرح اوپر گزری ہے۔) البتہ اس میں یہ بیان اضافی ہے: وہ مکہ پہنچ کر ایک اونچی سی جگہ پر ٹھہریں گے۔ پھر تلوار کو میان سے باہر نکالیں گے زرہ پہنیں گے، اپنا پرچم اور چادر ہوا میں لہرائیں گے، سر پہ عمامہ باندھیں گے اور اپنا عصا ہاتھ میں لے کر خدا سے ظہور کی دعا کریں گے۔ آپ کے ایک ماننے والے کو اس کا علم ہوگا تو وہ جا کر سید حسنی کو اس خبر سے آگاہ کرے گا۔ یہ خبر سن کر سید حسنی لوگوں کو خروج کی دعوت دیں گے۔ مگر اہل مکہ ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور انہیں شہید کر کے ان کا سر شام بھیج دیں گے۔

اس وقت صاحب الامر ظہور کریں گے اور لوگ ان کی بیعت کریں گے اور ان

کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ امام زمانہ اس شامی کی سرکوبی کے لیے مدینہ کی جانب ایک لشکر روانہ کریں گے جن کے ذریعے خدا اس شامی کے لشکر کو نیست و نابود کر دے گا۔ چنانچہ اس روز مدینہ میں اولاد علیؑ میں سے جو بھی موجود ہوگا وہ مکہ کی طرف بھاگ جائے گا اور جا کر صاحب الامر کے لشکر میں شامل ہو جائے گا۔ پھر صاحب الامر عراق کی جہت کریں گے اور مدینہ کی طرف ایک لشکر روانہ کریں گے اور اپنے خاندان کے افراد کو بھی حکم دیں گے کہ واپس مدینہ لوٹ جائیں۔ (مصادر مذکورہ)

﴿حدیث: ۴۴﴾

احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا آپ نے فرمایا: "اس امر (یعنی ظہور قائم) سے پہلے بیوح ہوگا۔"

اس وقت میں نہ سمجھ سکا کہ امام نے کیا کہا ہے۔ پھر اتفاق سے میں حج پر گیا اور ایک اعرابی کی زبان سے سنا، وہ کہہ رہا تھا کہ یہ دن بیوح ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: یہ بیوح کا کیا مطلب ہے؟

اس نے کہا: شدید گرمی والا۔ (اس طرح امام علی رضا علیہ السلام کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ قائم کے ظہور سے پہلے سخت گرمی ہوگی۔)

﴿حدیث: ۴۵﴾

بدر بن خلیل اسدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا، انھوں نے قائم کے ظہور سے پہلے دو نشانیوں کے ظاہر ہونے کا ذکر کیا کہ جو حضرت آدم کے زمین پر آنے سے اب تک کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ اور وہ یہ کہ ماہ رمضان کے نصف میں سورج کو گہن لگے گا اور اس کی آخری تاریخ کو چاند کو گہن لگے گا۔

یہ سن کر محفل میں سے ایک شخص اٹھا اور بولا: فرزند رسول! نہیں بلکہ سورج گرہن

ماہ مبارک کے آخر میں اور چاند گرہن اس کے نصف میں ہوگا۔ [1]

اس پر امام نے فرمایا: میں جو کہہ رہا ہوں، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔ یہ وہ ایسی نشانیاں ہیں جو حضرت آدمؑ کے دنیا میں تشریف لانے سے اب تک ظاہر نہیں ہوئیں۔

(الکافی: ۸/ ۲۱۲؛ الارشاد: کشف الغمہ: ۳/ ۲۵۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۵۱)

﴿حدیث: ۴۶﴾

کمیت کے بھائی ورد سے روایت نقل ہوئی ہے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"اس امر سے پہلے مہینے کی پچیس تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن لگے گا۔ یہ رمضان مبارک کے مہینے میں ہوگا اور اس وقت نجومیوں کے حساب و پیش گوئیاں ختم ہو جائیں گی۔" (الکافی: ۸/ ۲۱۲؛ الارشاد: ۳۵۹؛ اعلام الوریٰ: ۴۲۹؛ الخرائج والجرائح: ۳/ ۱۱۵۸؛ کشف الغمہ: ۳/ ۲۵۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۵۱)

﴿حدیث: ۴۷﴾

جناب ابوبصیر سے مروی ہے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کی نشانی ماہ رمضان کی تیرہ اور چودہ کی درمیانی رات سورج گرہن لگنا ہے۔

[1] اس کی وجہ یہ ہے علم نجوم کے ماہرین کے حساب کے مطابق چاند گرہن مہینوں کے وسط میں اور سورج گرہن مہینوں کے آخر میں ہوتا ہے۔ خواہ جزوی ہو یا مکمل۔

﴿حدیث: ۴۸﴾

صالح بن سہل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اس فرمان الٰہی تعالیٰ سَاۤىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

"اس کی تاویل (آگ کے) اس عذاب میں ظاہر ہوگی جو ثویہ میں واقع ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ چلتے چلتے کناسہ بنی اسد تک پہنچ جائے۔ پھر قبیلہ ثقیف سے گزرے گی اور تمام دشمنان آل محمدؑ کو جلا ڈالے گی۔ یہ قائمؑ کے خروج سے پہلے ہوگا۔" (الحجہ: ۲۳۳؛ تفسیر البرہان: بحار الانوار: ۵۲/ ۲۴۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۳۵۹)

﴿حدیث: ۴۹﴾

جناب جابر سے روایت ہے، کہ ایک دن سرکار باقر العلومؑ نے ارشاد فرمایا: تم اس سورۃ کو کس طرح پڑھتے ہو؟ میں نے پوچھا: کون سی سورت؟

تو فرمایا: یہ سورت: سَاَلَ سَاۤىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک مانگنے والے نے عذاب مانگا، بلکہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک بہنے والی سیل رواں ہوئی۔ [1] اور یہ وہ آگ ہے جو ثویہ میں روشن ہوگی۔ پھر

[1] عربی لغت سے دلچسپی رکھنے والوں یہاں ایک قابل غور نکتہ ہے۔ اور وہ یہ کہ امام باقر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق یہاں سَأَلَ (یعنی درمیان والا حرف ہمزہ) نہیں، جس کا معنی سوال کرنا ہے، بلکہ یہاں سَالَ (درمیان والا حرف "الف" ہے جو 'ی' سے منقلب ہے)۔ اور اس کا معنی ہے کسی چیز کا بہنا اور جاری ہونا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ امام نے اسے ماضی کے صیغہ کے ساتھ کیوں تعبیر کیا ہے جبکہ یہ واقع مستقبل میں رونما ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس چیز کا واقع ہونا حتمی و ناگزیر ہو اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہو گیا ہے۔ جیسا کہ کئی ایک آیات میں قیامت کے واقع ہونے کو ماضی کے صیغہ کے بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ابھی واقع نہیں ہوئی۔ (از مترجم)

وہاں سے چلتے چلتے کنارہ بنی اسد تک آجائے گی، اور اس کے بعد قبیلہ ثقیف سے گزرے گی اور آل محمدؐ کے جس دشمن کو پائے گی اسے جلا ڈالے گی۔

(حدیث: ۵۰)

ابوخالد کابلی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہیں لگتا ہے کہ میں کچھ لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جنھوں نے حق کا مطالبہ کرنے کے لیے مشرق سے خروج کیا مگر انھیں حق نہیں دیا گیا۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لیے دوبارہ نکلے اور دوسری بار بھی اسی طرح محروم رہے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے تلواریں اپنے کندھوں پر رکھ لیں اور اس کے بعد حق کا مطالبہ کیا تو ان کا مطالبہ مان لیا گیا۔ مگر وہ اس پر راضی نہیں ہوتے اور قیام کرتے ہیں۔ وہ اس حق کو تمہارے آقا (ولی العصرؑ) کے علاوہ کسی کو نہ دیں گے۔ اس جنگ میں ان کے جو افراد مارے جائیں گے وہ شہید ہوں گے۔ البتہ اگر میں اس زمانے میں موجود ہوتا تو اپنی جان صاحب الامرؑ کے لیے باقی رکھتا۔ (بحار الانوار: ۵۲ / ۲۴۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۲۹۹)

(حدیث: ۵۱)

جناب معروف بن خربوذؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم جب بھی سرکار باقر علیہ السلام کی خدمت میں گئے تو انھوں نے یہی کہا: خراسان، خراسان، سجستان، سجستان۔ (گویا وہ ہمیں قیام کی بشارت دے رہے تھے۔)

(حدیث: ۵۲)

ابوالجارودؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: جس وقت بچے کی بیعت ظاہر ہوگی تو ہر تلوار رکھنے والا اپنی تلوار اٹھا کر قیام کرے گا۔

(حدیث: ۵۳)

جناب ہشام بن سالم سے روایت ہے، انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ امر اس وقت تک ظاہر نہ ہوگا جب تک لوگوں کی تمام اصناف واقوام مسند اقتدار پر براجمان نہ ہوں۔ تاکہ کسی کو یہ کہنے کی جرات نہ ہو کہ اگر ہمیں حکومت ملتی تو ہم عدل سے کام لیتے۔ اس سب کے بعد قائم آل محمدؐ حق وعدالت کے ساتھ قیام کریں گے۔

(حدیث: ۵۴)

جناب زرارہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا آسمان سے ندا کا سنائی دینا حق ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: جی ہاں خدا کی قسم! وہ ہوگی۔ حتیٰ کہ سب لوگ اسے اپنی اپنی زبان میں سنیں گے۔ مزید فرمایا: یہ امر اس وقت تک نہ ہوگا جب تک دس میں نو حصے لوگ مر نہ جائیں۔

(حدیث: ۵۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ان فتنوں کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا ہے جو قائمؑ کے قیام کے بعد ہوں گی۔ جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ اے امیر المومنینؑ! خدا اس زمین کو ظالموں کے وجود سے کب پاک کرے گا؟ تو انھوں نے ارشاد فرمایا: یہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب زمین پر ناجائز خون ریزی نہ کی جائے۔۔۔۔۔۔ (اس کے بعد امامؑ نے ایک طویل حدیث ارشاد فرمائی جس میں بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومت کا ذکر کیا۔) پھر فرمایا: جب تک ایک قیام کرنے والا خراسان میں قیام کر کے پرچم بلند کرے گا اور کوفہ اور ملتان پر اپنا تسلط حاصل کرے گا اس کے بعد بنی کاوان

کے جزیرے سے تجاوز کر جائے گا۔ [1] پھر آل محمدؐ میں سے ایک جیلان میں قیام کرے گا اور آبر اور دطمان اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے۔ [2] میرے بیٹے کی نصرت کے لیے ترک کے اطراف وجوانب سے جھنڈے بلند ہوں گے۔ وہ جنگ وجدل میں پھنس جائیں گے۔ جب بصرہ ویران ہو جائے گا تو امیر الامراء مصر میں قیام کریں گے۔

اس کے بعد مولائے متقیان نے ایک طویل حکایت ذکر کی۔ پھر فرمایا:

اذا جهزت الالوف ، و صفت الصفوف و قتل الكبش الخروف، هناك يقوم الآخر، و يثور الثائر، و يهلك الكافر، ثم يقوم القام المأمول، و الامام المجهول، له الشرف و الفضل، وهو من ولدك يا حسين ؑ! لا ابن مثله يظهر بين الركنين في دريسين باليين، يظهر على الثقلين، و لا يترك في ارض دمين، طوبى لمن ادرك زمانه و لحق اوانه، و شهد ايامه

”جب ہزاروں افراد کے لشکر تیار ہوں گے، صفیں آراستہ کی جائیں گی اور سب سے بڑے سردار کو مار دیا جائے گا تو ایک اور شخص قیام کے لیے کھڑا ہو جائے گا۔ وہ فتنہ انگیزی کرنے والے کو مار دے گا اور کافر کو واصل جہنم کر دے گا۔ اس کے بعد سب کی امیدوں کا مرکز قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف قیام کریں گے جو ایسے امام ہوں گے کہ لوگ ان کے حق سے بے خبر ہوں گے۔ وہ صاحب شرف وفضیلت ہوں گے۔

اے حسینؑ! وہ آپ کے بیٹوں میں سے ہوں گے۔ اور بے مثال بیٹے ہوں گے۔

[1] بنی کاوان، عمان اور بحرین کے درمیانی خلیج میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی بستیاں اور زرخیز زمینیں ہیں۔

[2] آبر: استرآباد کے قریب ایک گاؤں ہے اور دطمان اصفہان کی ایک بستی کا نام ہے۔

وہ دو بوسیدہ چادروں میں دو رکنوں (رکن یمانی ومقام ابراہیمؑ) کے مابین ظہور کریں گے۔ ان کا ظہور جنات اور انسان دونوں گروہوں کے لیے ہوگا۔ وہ زمین سے شر وفساد کا خاتمہ کر دیں گے۔ مبارک ہو اس شخص کو جو ان کا زمانہ پائے، ان کے لشکر کا حصہ بنے اور ان کے قیام میں شہید ہو جائے۔“

(بحار الانوار: ۵۲/ ۲۳۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۲۸۳)

(حدیث: ۵۶)

یونس بن ظبیان سے روایت ہے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب شب جمعہ آتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر ایک عظیم الشان فرشتے کو نازل کرتا ہے۔ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو بیت المعمور کے اوپر عرش (مسند) پہ بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت محمد ﷺ، مولائے کائنات ؑ، امام حسن ؑ اور امام حسین ؑ کے منبر نصب کیے جاتے ہیں تو وہ ان پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور تمام فرشتے، انبیاء اور مومنین ان کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ جب زوال آفتاب کا وقت ہوتا ہے تو رسول خدا ﷺ بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے ہیں: اے میرے رب! تیرا وہ وعدہ کب پورا ہوگا جو تو نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور وہ اس آیت میں ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

”اللہ تعالیٰ نے تم میں ایمان وعمل صالح بجا لانے والوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں زمین

اقتدار عطا کرے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو عطا کیا۔ اور اس نے ان کے لیے جو دین پسند کیا ہے اسے ان کے لیے غالب کرے گا اور خوف کے بعد ان کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ پھر وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کافر ہو جائے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔" (سورہ نور)

اس کے بعد ملائکہ اور دوسرے انبیاء بھی اسی دعا کو دہرائیں گے۔ پھر رسول خدا ﷺ، مولا علی علیہ السلام اور حسنین شریفین سجدے میں جا کر دعا کریں گے: اے اللہ! (ظالموں پر) اپنا غضب نازل کر کہ تیری حرمت کو پامال کیا گیا، تیرے برگزیدہ بندوں کو بے دردی سے مارا گیا اور تیرے صالح بندوں کی انتہا بے قدری کی گئی۔

پھر خدا جو چاہے گا وہ کرے گا۔ اور یہ وعدہ ایک مقررہ دن میں پورا ہوگا۔

(تفسیر البرہان: ۳ ر ۱۳۹؛ بحار الانوار: ۵۲ ر ۲۹۷؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۵ ر ۲۸۳)

﴿حدیث: ۵۶﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب مسجد کوفہ کی دیوار پیچھے کی طرف سے گر جائے کہ جو جناب ابن مسعودؓ کے گھر کے بالمقابل ہے تو اس وقت بنی عباس کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہاں جو شخص اس دیوار کو گرائے گا وہ اسے دوبارہ تعمیر نہیں کرے گا۔

(الارشاد: ۳۶۰؛ الخرائج والجرائح: ۳ ر ۱۱۶۳؛ کشف الغمہ: ۳ ر ۲۵۰)

﴿حدیث: ۵۷﴾

امام صادق علیہ السلام سے ہی روایت نقل ہوئی ہے کہ قائم آل محمدؑ اس وقت تک قیام نہ کریں گے جب تک بارہ دیگر افراد قیام نہ کر لیں، وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ انہوں نے امامؑ کے ساتھ ملاقات کی ہے مگر انہیں جھٹلا دیں گے۔ (بروایت غیبت طوسی: امام انہیں جھٹلا دیں گے۔) (اثبات الہداۃ: ۳ ر ۷۲۸؛ بحار الانوار: ۵۲ ر ۲۴۴؛ بشارۃ الاسلام: ۱۳۲؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳ ر ۲۸۸)

﴿حدیث: ۵۸﴾

صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ قائم کے قیام سے پہلے قیس کی جنگ شروع ہوگی۔

(مصادر بالا)

﴿حدیث: ۵۹﴾

عبید بن زرارہ سے مروی ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے سامنے سفیانی کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اس نے کہاں خروج کیا ہے؟ جس نے یمن میں شکست و ہزیمت کا سامنا کرنا ہے اس نے ابھی تک خروج نہیں کیا۔ (بحوالہ بالا مصادر)

﴿حدیث: ۶۰﴾

امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ قائم کے قیام سے پہلے سرخ موت، سفید موت، موسمی اور بے موسمی ٹڈیاں ظاہر ہوں گی۔ وہ خون کی مانند سرخ ہوں گی۔ "سرخ موت" سے مراد تلوار کی کاٹ اور "سفید موت" سے مراد طاعون کا حملہ ہے۔ (مصادر بالا)

﴿حدیث: ۶۱﴾

جناب اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مولا علیؑ نے فرمایا:

ان بین یدی القائم سنین خداعة یکذب فیها الصادق و یصدق فیها الکاذب و یقرب فیها الماحل

قائم کے قیام سے پہلے شبہات ڈالنے والے سال آئیں گے۔ ان میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور مکاری و چغلی کرنے والے کو عزت و مرتبہ عطا کیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ "و ینطق فیها الرویبضة" ان سالوں میں رویبضہ بولے گا۔" (یعنی بڑے بڑے عہدوں پر نااہل لوگوں کو بٹھا دیا جائے گا۔)

راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا کہ رویبضہ اور ماحل سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے قرآن میں یہ ارشاد خدا نہیں پڑھا: وھو شدید المحال (سورہ رعد: ۱۳) اس میں خدا یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ وہی ہے جو تدبیر کرنے والا ہے۔

میں نے پوچھا: اور محال کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا: تدبیر کرنے والا۔[1]

(حدیث: ۶۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "قم قیسا" میں خدا کا ایک دستر خوان ہے۔ آسمان سے اترنے والا اعلان کرے گا اور ندا دے گا: اے آسمان کے پرندو! اے زمین کے وحشی درندو! آؤ ظالموں کے گوشت سے اپنے شکم بھرو۔ (اثبات الہداۃ: ج ۳ ص ۷۳۸، حلیۃ الابرار: ج ۲، بحار الانوار: ج ۵۲ ص ۲۳۳، معجم احادیث الامام المہدی: ج ۳ ص ۲۵۳)

(حدیث: ۶۳)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قائم کے نام کی اس طرح ندا دی جائے گی: اے فلاں ابن فلاں! اٹھیے![2] (مصادر بالا)

---

[1] اس روایت میں مکر اور محال دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جن کا معنی فریب، حیلہ، مکاری سے کام لینا، چالاکی دکھانا اور تدبیر کرنا وغیرہ ہے۔ تمام ذی شعور یقیناً اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ان الفاظ کا استعمال اس کے معنی پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ جب یہ الفاظ کسی کم ذات پر بولے جائیں تو ان کے معنی میں پستی پائی جائے گی اور اگر ان کا استعمال کسی عالی مرتبت شخصیت کے لیے کیا جاتا ہے تو ان کے معنی میں بلندی پائی جائے گی۔ بہت سے لوگوں نے اسی وجہ سے لفظ کی کمائی اور قرآن کہتے ہیں خدا کو مکر کرنے والا لکھا ہے۔ (معاذ اللہ) از مترجم

[2] یہاں اس تخمین اور قرات کے درمیان ایک فاصلہ ہے۔ (از مترجم)

(حدیث: ۶۴)

جابر جعفیؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے جابر! امام اس وقت تک قیام نہیں کریں گے جب تک کہ شام میں ایسا فتنہ نمودار نہ ہو جو سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے وہ اس سے نکلنے کی راہیں ڈھونڈیں گے مگر نکل نہ پائیں گے۔

(حدیث: ۶۵)

جناب محمد بن مسلمؓ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دمشق کی طرف سے اچانک سنائی دینے والی آواز کے منتظر رہو جس میں تمہارے لیے بہت بڑی بشارت ہوگی۔

(حدیث: ۶۶)

جابر جعفیؓ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اے جابرؓ! زمین کے ساتھ چپٹ کر رہو اور اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دو، یہاں تک کہ تم یہ نشانیاں نہ دیکھ لو جن میں تم سے بیان کرنے لگا ہوں۔ وہ نشانیاں یہ ہیں:

سب سے پہلے تو بنی عباس اختلاف کریں گے میرا نہیں خیال کہ تم اس زمانے کو پا لو البتہ یہ کہ میرے بعد اس حدیث کو میری طرف نسبت دے کر آگے نقل کرو۔ پھر ایک منادی آسمان سے ندا دے گا۔ دمشق کی جانب سے تمہیں فتح کی آواز سنائی دے گی۔ (اس کی) بستیوں میں سے جابیہ نامی ایک بستی زمین میں دھنس جائے گی، دمشق کا دایاں حصہ گر جائے گا۔ ترک کی طرف سے ایک جماعت خروج کرے گی۔ ان کے پیچھے پیچھے اہل روم بھی جنگ کی آگ بھڑکا دیں گے۔ اہل ترک آگے بڑھ کر جزیرہ میں پڑاؤ ڈالیں گے اور روم سے خروج کرنے والے رملہ میں قیام کریں گے اے جابر! اس سال پوری زمین مغرب کی طرف شدید اختلاف سامنے آئے گا۔ سب سے پہلے

سرزمین شام کو تاراج کیا جائے گا اس کے بعد وہ تین جھنڈوں میں بٹ جائیں گے: اصہب کا جھنڈا، ابقع کا جھنڈا اور سفیانی کا جھنڈا۔ پھر سفیانی اور اس کے ساتھ ابقع (کی فوج) کے ساتھ جنگ کرکے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ اصہب کے درپے ہوگا اور اسے بھی مار دے گا۔ پھر وہ عراق کی طرف سبقت کرنے کا عزم کرے گا۔

جب اس کا لشکر قرقیسا سے گزرے گا تو وہاں ان کی لڑائی ہوگی اور وہ ایک لاکھ ظالموں کو تہ تیغ کر دیں گے۔ پھر وہ ستر ہزار افراد کا ایک لشکر کوفہ کی طرف روانہ کرے گا تو اہل کوفہ ان میں سے بعض کو مار ڈالیں گے، بعض کو سولی پر لٹکائیں گے اور بعض کو اسیر کر لیں گے۔ اسی اثنا میں خراسان کی جانب سے جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ بڑی سرعت کے ساتھ منازل کو طے کریں گے۔ ان کے ہمراہ قائم آل محمدؐ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی ہوگی۔ پھر اہل کوفہ کا حاکم چند ضعیف دل افراد کو اپنے ہمراہ لے کر باہر آئے گا تو سفیانی کے لشکر کا امیر اسے کوفہ و حیرہ کے درمیان قتل کر دے گا۔

اسکے بعد سفیانی ایک بھاری لشکر مدینہ روانہ کرے گا۔ تو امام مہدی وہاں سے مکہ تشریف لے جائیں گے۔ چنانچہ جب سفیانی لشکر کے کمانڈر کو اس بات کی اطلاع ہوگی تو وہ آپ کے تعاقب میں ایک لشکر بھیجے گا، مگر وہ اپنے مقصد میں نامراد رہے گا اور امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف جناب موسیٰ بن عمران کی سنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے خائف اور حالات پر نظر رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائیں گے۔

سفیانی کا لشکر بیداء کے مقام پر قیام کرے گا تو آسمان سے ایک منادی ندا دے گا کہ اے بیداء! ان لوگوں کو نابود کر دے تو وہ بیداء سفیانی کے لشکر سمیت نیچے دھنس جائے گی۔ ان میں سے صرف تین افراد باقی بچیں گے، جن کے چہروں کو خداوند عالم ان کی پشت کی طرف موڑ دے گا۔ وہ تینوں بنی کلب سے تعلق رکھتے ہوں گے اور ان کے بارے

میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝

"اے وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ہمارے نازل کئے ہوئے قرآن پر ایمان لے آؤ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے قبل اس کے کہ ہم تمہارے چہروں کو بگاڑ کر پشت کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی ہے اور اللہ کا حکم بہر حال نافذ ہے۔"

مزید فرمایا: قائم اس روز مکہ میں ہوں گے اور انہوں حرام الٰہی کی پناہ لینے کے لیے اس کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی ہوگی۔ اس کے بعد وہ اس طرح منادی کریں گے:

یا ایہا الناس! انا نستنصر اللہ. فمن اجابنا من الناس فانا اہل بیت نبیکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ونحن اولی الناس باللہ وبمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فمن حاجنی فی آدم ؑ فانا اولی الناس بآدم ؑ. ومن حاجنی فی نوح ؑ فانا اولی الناس بنوح ؑ. ومن حاجنی فی ابراہیم ؑ فانا اولی الناس بابراہیم ؑ. ومن حاجنی فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانا اولی الناس بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ومن حاجنی فی النبیین فانا اولی الناس بالنبیین (علیہم السلام) الیس اللہ یقول فی محکم کتابہ: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ

عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ فانا بقية آدم ؑ، و ذخيرة نوح ؑ، و مصطفى من ابراهيم ؑ، و صفوة من محمد صلى الله عليهم اجمعين الا فمن حاجنى فى كتاب الله فانا اولى الناس بكتاب الله. الا ومن حاجنى فى سنة رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم فانا اولى الناس بسنة رسول الله صلى الله عليه وآله و سلم . فانشد الله من سمع كلامى اليوم لما ابلغ الشاهد منكم الغائب. و اسألكم بحق الله. و بحق رسوله و بحق، فان لى عليكم حق القربى من رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم الا اعنتمونا و منعتمونا. ممن يظلمنا فقد اخفنا وظلمنا و طردنا من ديارنا و ابنائنا وبغى علينا و دفعنا عن حقنا و افترى اهل الباطل علينا فالله الله فينا لا تخذلونا وانصرونا ينصركم الله تعالى.

"اے لوگو! ہم خدا سے مدد چاہتے ہیں۔ تو لوگوں میں سے کون ہے جو ہماری دعوت پر لبیک کہے گا، ہم تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت۔ ہم تمام لوگوں سے زیادہ خدا اور رسولؐ کے مقرب ہیں۔ جو حضرت آدم ؑ کے بارے میں میرے ساتھ منازعہ کرے گا تو (سن لے کہ) میں سب سے زیادہ ان سے قرابت رکھتا ہوں۔ جو میرے سامنے حضرت نوح ؑ کے ساتھ اپنا تعلق ظاہر کرے تو سن لے میں حضرت نوح ؑ سے اپنا تعلق بیان کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ جو حضرت ابراہیم ؑ سے اپنی نسبت کو ظاہر کرے تو میں سب سے زیادہ ان سے

نسبت رکھتا ہوں۔ جو میرے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت کی بات کرے تو سب سے زیادہ آنحضرت کا رشتہ قرابت رکھتا ہوں۔ جو مجھ سے ان مذکورہ انبیاء کے علاوہ نبیوں سے اپنے زیادہ حق دار ہونے کی بات کرے تو میں سب سے زیادہ ان کا حق دار ہوں۔ جیسا کہ خداوند سبحان اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: "بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ، حضرت نوح ؑ، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر منتخب کرلیا ہے۔ یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے" (سورہ آل عمران)

سن لو کہ اگر کوئی شخص کتاب خدا کے بارے میں میرے ساتھ منازعہ کرے تو میں سب سے بڑھ کر اس کا وارث ہوں اور آگاہ رہو کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زیادہ سمجھنے کا دعویٰ کرے تو میں سب سے زیادہ اس کا حق رکھتا ہوں۔ تم میں سے جو جو آج میرا یہ کلام سن رہے ہیں، میں اس پر خدا کو شاہد بناتا ہو کہ وہ اسے کلام ہر اس تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہے۔ میں تم لوگوں سے خدا اور رسولؐ اور اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہوں۔ بلاشبہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی و عزیز ہونے کی وجہ سے تم پر حق رکھتا ہوں کہ تم ہماری اعانت کرو، ہم پر ظلم کرنے والوں کے خلاف ہماری نصرت کرو۔ بلاشبہ ہمیں خائف و ہراساں کیا گیا، ہم پر ظلم کیا گیا، ہمیں ہمارے گھروں سے نکالا گیا اور اپنی اولاد سے جدا کیا گیا۔ ہمارے خلاف بغاوت کی گئی، ہمارا حق چھینا گیا اور اہل باطل نے ہم پر افترا کیا۔ لہذا تم ہمارے متعلق خدا سے ڈرنا، ہمارے ساتھ بے وفائی نہ کرنا اور ہماری مدد کرنا، پھر اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔"

پھر خداوند عالم ان کے تین سو تیرہ اصحاب کو جمع کرے گا اور وہ بادل کے ٹکڑوں کی

مانند جمع ہو جائیں گے اور اس پر کوئی وقت بھی نہ لگے گا۔ اے جابرؓ! خداوند کریم نے اس کا ذکر بھی اپنی کتاب میں کیا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: "تم جہاں بھی ہو گے، خدا تم سب کو جمع کر دے گا، بلاشبہ وہ ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔" (سورۂ بقرہ، آیت ۱۴۸) چنانچہ وہ رکن و مقام کے مابین آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد نامہ بھی ہوگا جو آباؤ اجداد سے اولاد کے ورثے میں چلا آ رہا ہوگا۔ اے جابرؓ! قائم آل محمدؑ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، خدا ان کا معاملہ ایک رات میں درست کر دے گا، مگر نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جن کے لیے ان کی ولادت کو تسلیم کرنا مشکل ہوگا۔ بایں ہمہ اس میں کسی کو کوئی شبہ نہ ہوگا کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہیں اور انہوں نے یکے بعد دیگرے علماء کا علم میراث میں حاصل کیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس سب کو بھی مشکل سمجھنے لگ جائیں تو آسمان سے سنائی دینے والی ندا ان کے لیے کوئی مشکل و پیچیدگی باقی نہ چھوڑے گی جو آپؑ اور آپؑ کے والد گرامی کے نام کے ساتھ ہوگی۔

(الارشاد: ۳۵۹؛ اعلام الوری: ۴۲۷؛ الخرائج والجرائح: ۳/ ۱۱۵۶؛ بحار: ۵۲/ ۲۰۵)

(حدیث: ۶۷)

جناب ابو بصیرؓ سے مروی ہے کہ سرکار صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: قائم روز عاشور والے دن قیام کریں گے۔ (روضۃ الواعظین: ۲۶۳؛ اعلام الوری: ۴۳۰)

یہ ہیں وہ علامات جو آئمہ طاہرینؑ کی زبانی نقل ہوئی ہیں اور انہیں بالتواتر روایت کیا گیا ہے۔ لہٰذا قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے ان کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جن ذوات مقدسہؑ نے ان کی خبر دی ہے ان کی کوئی بات بھی خلاف حق نہیں ہوتی۔ حتی کہ جب ان سے کہا گیا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ قائم آل محمدؑ سفیانی کے خروج سے پہلے قیام کریں۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "نہیں، بے شک وہ حتمی ہے اور ہو کر رہے گا۔"

مزید انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان میں پانچ علامات سب سے بڑی ہوں گی، جن کے ظاہر ہونے کے بعد حتماً قائم آل محمدؑ کا ظہور ہوگا۔ ان علامات کا معاملہ بہت ہی ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے ظہور کا وقت مقرر کرنے کو باطل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص ہماری طرف نسبت دے کر ظہور کا وقت معین کرے تو اسے جھوٹا کہنے سے بالکل بھی نہ جھجکنا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ ہم کا اس کا وقت مقرر کسی کو نہیں بتاتے۔ یہ سب سے بڑا شاہد ہے ہر اس شخص کے خلاف کہ جو خود قائم ہونے کا دعوی کرے یا اسے قائم کہا جائے، جبکہ یہ علامات پوری نہ ہوئی ہوں۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں سچے دین پر قائم رکھے اور دنیا کی رنگینیوں سے دھوکہ کھانے والوں میں سے نہ قرار دے۔ (آمین!)

باب نمبر 15

ظہور سے قبل سخت حالات

(حدیث:۱)

صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے، انہوں نے بشیر بن اراکہ تیر ساز سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور جب امام محمد باقر علیہ السلام کے بیت الشرف کے پاس پہنچا تو وہاں دروازے کے پاس اندر کی طرف ایک خچر موجود تھی جس پر زین کسی ہوئی تھی۔ چنانچہ میں دروازے کے سامنے بیٹھ گیا۔ جب امام اپنے دولت سرا سے باہر آئے اور میں نے انہیں سلام کیا تو وہ اپنی سواری سے اتر کر میرے پاس آئے اور فرمایا: بندۂ خدا! کہاں سے آئے ہو؟

میں نے کہا: عراق سے۔ انہوں نے کہا: عراق کے کس شہر سے تعلق رکھتے ہو؟

میں نے عرض کی: کوفہ سے۔

انہوں نے استفسار کیا: اس سفر میں تمہارے ساتھ کون تھا؟

میں نے کہا: محدثہ کی ایک جماعت میرے ہمراہ تھی۔

انہوں نے پوچھا: محدثہ سے تمہاری مراد ؟

میں نے بتایا: مُرجئہ [1]

[1] یہ ایک گمراہ فرقہ ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کی دنیا میں جو مرضی ہو کرے اس کا معاملہ مؤخر ہے، دنیا میں اس پر کچھ وزر و بال نہیں۔ آگے خدا کی مرضی اسے عذاب دے یا معاف کر دے۔ اس کی مزید تفصیل عقائد کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ از مترجم

یہ سن کر انہوں نے کہا: خدا انہیں غارت کرے کل جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو وہ کہاں پناہ لیں گے؟!

میں نے کہا: اُن کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو ہم اور تم عدل میں برابر ہوں گے۔

اس پر امام نے فرمایا:

جس نے توبہ کی، خدا اس کی توبہ قبول کرے گا، جس نے اپنے اندر منافقت چھپائے رکھی خدا اس کے دشمن کو دور نہیں کرے گا اور جس نے خدا حق سے عداوت ظاہر کی خدا اسے جہنم واصل کر دے گا۔ اس کے بعد امام نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ انہیں اس طرح ذبح کرے گا جیسے قصاب بکری کو ذبح کرتا ہے۔

میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ جب ان کے لیے تمام امور استوار ہو جائیں گے تو حجامہ کے لیے بھی کسی کا خون نہ بہے گا۔

تو امام نے اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا اس وقت تک نہ ہو گا جب تک کہ ہم اور تم یہاں سے پسینہ اور خون صاف نہ کریں۔ (اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۶؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۰۵)

(حدیث:۲)

موسیٰ بن بکر واسطی نے بھی بشیر نبال سے یہی حدیث روایت کی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

بشیر کہتا ہے کہ میں مدینہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے عرض کی: مُرجئہ کہتے ہیں کہ جب امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف قیام کریں گے تو ان کے تمام امور آسانی کے ساتھ منظم ہو جائیں گے اور حجامہ کے لیے بھی کسی کا خون نہ بہے گا۔

تو امامؑ نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مشکلات سے بے خبر تمام امور اس کے لیے تیار ہو کر آنے والے ہوتے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آ جاتے۔ جبکہ آپؐ کے بھی دانت زخمی ہوئے اور چہرے پر زخم آئے (پھر یہ کہ کیسے کسی کو آسانی کا سانس لینا نصیب ہو)۔

ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری سانسوں کی ڈور ہے، یہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہم اور تم اپنے پسینے اور خون صاف نہ کر لیں، یہ کہہ کر آپؑ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر دیا۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۸)

(حدیث: ۳)

جناب مفضل بن عمرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ امام صادق علیہ السلام کی محفل میں سرکار قائمؑ کا ذکر ہوا تو میں نے کہا: امید کرتا ہوں کہ ان کا ظہور آسانی کے ساتھ ہی ہو جائے گا۔ تو امامؑ نے فرمایا: نہیں، یہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک تم خون اور پسینہ صاف نہ کر لو۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۳، بحار: ۵۲/ ۳۵۸، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۰۶)

(حدیث: ۴)

ہمیں خبر دی عبد الواحد بن عبد اللہ بن یونس نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا احمد بن جعفر القرشی نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابو خطاب نے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یونس بن رباط سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اہل حق جب سے ہیں سختیوں سے دوچار ہیں۔ جان لو کہ یہ عرصہ ختم ہونے کے قریب ہے۔ اور اس کے بعد عافیت کا ایک لمبا ترین عرصہ ہے۔ (اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۳، بحار: ۵۲/ ۳۵۸)

ہمیں خبر دی ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ نے، انہوں نے اسے ایک

شخص سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے: مجھ سے بیان کیا علی بن اسحاق الکندی نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن سنان نے، انہوں نے نقل کیا یونس بن رباط سے وہ کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: (آگے روایت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے)

(حدیث: ۵)

معمر بن خلاد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے امام قائمؑ کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا: آج تمہاری حالت اس سے بہتر ہے جو اس وقت تمہاری ہوگی۔

اس پر معمر بن خلاد نے کہا: وہ کیسے؟

تو امامؑ نے فرمایا: جب ہمارا قائمؑ خروج کرے گا تو خون اور پسینہ ایک ہو جائے گا اور لوگ گھوڑوں کی زین پر بیٹھے رہ جائیں گے۔ اس کا لباس موٹا اور کھانا معمولی ہوگا۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۳، منتخب الاثر: ۳۰۷، بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۸)

(حدیث: ۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ ان کی قوم پر عذاب نازل کرے۔ تو خدا نے ان کی طرف وحی کی کہ کھجور کی ایک گٹھلی کو زمین میں بو دیں۔ جب وہ ایک تناور اور پھل دار درخت بن جائے اور اس کا پھل کھایا جانے لگے تو ان کی قوم کو ہلاک کیا جائے گا اور ان پر عذاب نازل ہوگا۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے حکم خدا کی تعمیل کرتے ہوئے کھجور کی گٹھلی زمین میں بو دی اور اپنے اصحاب کو اس کے بارے میں بتایا۔ جب اس گٹھلی سے ایک درخت تیار ہوا اور اس پر پھل لگا تو انہوں نے اسے توڑ کر خود بھی کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی دیا۔ اس پر انہوں نے کہا: یا نبی اللہ! وہ وعدہ کب پورا ہوگا جس کی آپؑ نے ہمیں خوشخبری دی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اصحاب کی باتیں سن کر رب العزت سے دعا کی

اور اس وعدے کی تکمیل کا سوال کیا۔

تو خدا نے وحی کی کہ دوبارہ کھجور کی گٹھلی زمین میں گاڑیں۔ جب وہ ایک ثمر آور درخت کی صورت اختیار کرے اور اس کا پھل کھانے کے قابل ہو جائے تو اس وقت عذاب نازل ہوگا۔

انہوں نے اپنے اصحاب کو اس کے بارے میں بتایا تو وہ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے: ایک گروہ مرتد ہو گیا، ایک گروہ منافق بن گیا اور ایک گروہ ان کے ساتھ ثابت قدم رہا۔ بہر کیف انہوں نے کھجور کی گٹھلی دوبارہ زمین میں بو دی۔ اس کا درخت بھی تیار ہوا اور اس پر پھل پیدا ہوئے تو انہوں نے خود بھی کھائے اور اپنے اصحاب کو بھی کھلائے۔ اصحاب نے کہا: یا نبی اللہ! وہ آپ کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ تو انہوں نے خدا سے دعا کی۔

اس کے جواب میں خدا نے وحی کی کہ ایک بار پھر گٹھلی زمین میں دبائیں، جب وہ ایک پر ثمر درخت بن جائے گی تو عذاب نازل ہوگا۔ انہوں نے اپنے اصحاب کو وحی الٰہی سے آگاہ کیا تو جو پہلے ہی تھوڑے رہ گئے تھے، مزید تین حصوں میں بٹ گئے: ایک حصہ مرتد، ایک حصہ منافق اور ایک حصہ ان کے ساتھ حق پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس عمل کو بحکم دس بار انجام دیا اور خدا نے ہر بار ان کے اصحاب کو تین تین فرقوں میں تقسیم کیا۔

دسویں بار ان کے خاص اصحاب میں سے چند افراد ان کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کریں یا نہ، ہماری نگاہ میں آپ سچے اور خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا، اگر وہ وعدہ پورا ہو جاتا؟!

اس وقت خدا نے حضرت نوحؑ کے کہنے پر ان کی قوم والوں کو ہلاک کیا۔ ان میں جو خاص اہل ایمان تھے، حضرت نے انہیں اپنے ساتھ کشتی میں بٹھا لیا۔ یوں خدا نے انہیں اور آنجنابؑ کو عذاب سے نجات دی۔ بعد اس کے کہ ان کا تزکیہ و تصفیہ ہو چکا اور

ان میں سے جو کثیف تھے وہ الگ ہو گئے۔ (بحار الانوار: ۱۱، ۳۳۹)

(حدیث: ۷)

جناب مفضل بن عمرؒ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادقؑ کے ہمراہ طواف میں مشغول تھا تو امامؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے مفضل! کیوں اداس دکھائی دے رہے ہو، یہ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں متغیر ہے؟

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! میں یہ سوچ رہا ہوں کہ بنی عباس کے پاس کس قدر حکومت اقتدار موجود ہے، کاش یہ حکومت آپ کے پاس ہوتی اور اس میں ہم آپؑ کے ساتھ ہوتے؟!

یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اگر ایسا ہو جائے تو راتیں رعایا کے امور میں تدبیر اور دن ان کے کاموں کی انجام دہی میں گزریں گے، اور میرا کھانا بے مزہ اور لباس انتہائی سادہ اور معمولی قسم کا ہوگا، بالکل اسی طرح جیسے امیرالمومنینؑ کی حکومت میں ہوتا تھا۔ بصورت دیگر جہنم کی سزا تیار ہے۔ خدا نے ہم سے دور رکھا ہے اس لیے ہم کھاتے پیتے ہیں۔ بتاؤ! کیا تم نے اس کی مانند بھی کوئی مظلومیت دیکھی ہے، جسے خدا نے نعمت قرار دیا ہو؟!

(بحار الانوار: ۵۲، ۳۵۸)

(حدیث: ۸)

عمرو بن شمرؒ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ کے پاس انکے خانۂ اقدس میں موجود تھا۔ گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ باری باری آپؑ سے سوال کرتے اور آپؑ ان کے سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میں گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر رونے لگا۔ جب امامؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے گریہ و زاری کرتے دیکھا تو کہا: اے عمرو! تم کیوں رو رہے ہو؟

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! میں کیوں نہ روؤں جبکہ اس امت میں آپؑ کی

مثل کوئی نہیں۔ اس وقت دروازہ بند تھا اور اس کے آگے پردہ لٹکا ہوا تھا۔

اس پر امام نے فرمایا: اے عمرو ارو حت۔ آپ تو ہم بہترین کھانا کھاتے ہیں اور نرم لباس پہنتے ہیں۔ جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ ہو جائے تو اس صورت میں مثل امیر المومنینؑ ہمارا کھانا بے ذائقہ اور لباس معمولی قسم کا ہو جائے گا۔ بصورت دیگر آتش جہنم میں بیڑیوں میں جکڑ کر سزا ہوگی۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۰)

✿✿✿✿

باب نمبر 16

ظہور کا وقت مقرر کرنے اور نام لینے کی ممانعت

(حدیث:۱)

حضرت ابو بصیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اس امر کی کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی تاکہ وہ ختم ہو اور ہمارے بدنوں کو سکون میسر ہو؟

امام نے فرمایا: کیوں نہیں۔ مگر تم لوگوں نے اس کے بارے میں ہر کسی کو بتایا پس خدا نے اسے موخر کر دیا۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۱۱۷)

(حدیث:۲)

ابو خالد کابلی سے مروی ہے کہ جب امام علی زین العابدینؑ کی شہادت ہوئی تو میں سرکار باقر العلومؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کی: قربان جاؤں! آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میرا آپ کے بابا کے ساتھ کس حد تک لگاؤ تھا، میں ان سے مانوس ہوتا اور باقی لوگوں سے مجھے سخت وحشت ہوتی تھی۔ مگر افسوس کہ اب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے۔

امام نے فرمایا: اے ابو خالد! تم نے سچ کہا، تو اب کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: قربان جاؤں! آپ کے بابا نے اس امر کے مالک کی مجھ سے ایک ایسی صفت بیان کی تھی کہ اگر انہیں کہیں راستے میں دیکھ لوں تو ان سے لپٹ جاؤں گا۔

امام نے فرمایا: تم کیا کہنا چاہتے ہو، کھل کر کہو؟

میں نے کہا: آپ مجھے ان کا نام بتا دیں تاکہ انہیں نام سے پہچان لوں۔

امام نے فرمایا: با خدا! اے ابو خالد! تم نے بہت بڑا سوال کیا ہے۔ تم نے مجھ سے وہ پوچھا جو میں کسی کو بھی نہیں بتانا چاہتا تھا، اگر بتانا ہوتا تو تمہیں ہی بتا دیتا۔ تم نے مجھ سے ایک ایسے امر کے بارے میں سوال کیا ہے کہ اگر اولادِ فاطمہؑ انہیں پہچان لیں تو حسد میں آ کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ (اثبات الہداۃ: ۳/۵۰۹؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۲۲۹)

﴿حدیث: ۳﴾

جناب محمد بن مسلمؒ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص تمہیں خبر دے کہ ہم نے (قائم آل محمدؑ کے ظہور کا) کوئی مقررہ وقت بتایا ہے تو اس کو جھوٹا کہنے سے بالکل شرم محسوس نہ کرنا۔ ہم اس کا وقت مقرر کسی کو بھی نہ بتائیں گے۔

(بحار الانوار: ۵۱/۱۰۳؛ بشارۃ الاسلام: ۲۸۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۷۷)

﴿حدیث: ۴﴾

جناب عبداللہ بن سنانؒ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا یہ حکم ارادہ ہے کہ وہ (ظہور کا) وقت مقرر کرنے والوں کی پیش گوئی کی مخالفت کرے۔

(الکافی: ۱/۳۶۸؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۶۰)

﴿حدیث: ۵﴾

ابو بکر حضرمی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ہم کسی کو بھی اس امر کا وقت نہیں بتاتے۔

(بحار الانوار: ۵۲/۱۱۸)

﴿حدیث: ۶﴾

جناب ابو بصیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمد علیہ السلام سے

پوچھا: قربان جاؤں! قائمؑ کا خروج کب ہوگا؟

تو انہوں نے جواب دیا: اے ابو محمدؒ! ہم آل محمدؑ اس امر کا وقت مقرر نہیں کرتے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ (قائمؑ کے ظہور) کا وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اس امر سے پہلے پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی۔ ان میں پہلی ماہِ رمضان میں ایک ندا کا سنائی دینا ہے۔ اس کے بعد سفیانی اور خراسانی کا خروج ہوگا، نفسِ زکیہ کو قتل کیا جائے گا اور بیداء میں زمین نیچے دھنس جائے گی۔

پھر فرمایا: اے ابو محمدؒ! اس امر سے پہلے دو قسم کا طاعون ظاہر ہوگا: سفید طاعون اور سرخ طاعون۔

میں نے پوچھا: قربان جاؤں! یہ کیا ہیں؟

فرمایا: سفید طاعون سے مراد طبعی موت جبکہ سرخ طاعون تلوار کی موت ہے۔ قائم آل محمدؑ اس وقت تک خروج نہیں کریں گے جب تک کہ تیئیس ماہِ رمضان شب جمعہ آسمان سے ان کے نام کی ندا دی جائے گی۔

میں نے کہا: کس طرح ندا دی جائے گی؟ فرمایا: ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے ساتھ، کہ سن لو! فلاں بن فلاں قائم آل محمدؑ ہیں۔ ان کا فرمان سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ اس وقت کوئی بھی ذی روح چیز باقی نہ رہے گی، مگر یہ کہ وہ اس آواز کو سنے گی۔ اس آواز کو سن کر سویا ہوا شخص جاگ جائے اور (اپنی آرام گاہ سے) اٹھ کر اپنے گھر کے صحن میں آ جائے گا، پردہ نشین عورت اپنے پردے سے نکل آئے گی، اور قائمؑ بھی اس ندا کو سن کر باہر آ جائیں گے، کیونکہ وہ ندا حضرت جبرائیلؑ کی ہوگی۔

(بحار الانوار: ۵۲/۱۱۹؛ بشارۃ الاسلام: ۱۵۰؛ منتخب الاثر: ۴۵۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۲۷۴)

﴿حدیث: ۷﴾

محمد بن اشتر سے روایت ہے کہ اس نے جناب محمد بن حنفیہؓ کی زبان مبارک سے سنا:
تمہارے پرچم سے پہلے دو جھنڈے سامنے آئیں گے، ایک آل جعفر اور ایک آل مرداس (اولاد بنی عباس) کا۔ آل جعفر کے پرچم کا کوئی امر نہیں ہوگا اور وہ فنا ہو جائے گا۔

محمد کہتا ہے: یہ سن کر میرے چہرے پر خون اتر آیا اور میں نے کہا: قربان جاؤں! کیا آپ کے پرچم سے پہلے بھی کوئی پرچم بلند ہوں گے؟

جناب سیدؓ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! بنی مرداس کی بڑی مضبوط حکومت ہوگی مگر وہ اپنی سلطنت میں کوئی اچھائی نہ دیکھ پائیں گے۔ ان کی حکومت میں مشکلات ہی مشکلات ہوں گی اور آسانی کا نشان بھی نظر نہ آئے گا۔ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کریں گے حتیٰ کہ جب وہ خدا کے عذاب و تدبیر سے بالکل بے فکر ہو جائیں گے تو انہیں ایک ایسی آواز سنائی دے گی جسے سنتے ہی ان کا کوئی حاکم و نگہبان باقی رہے گا جو انہیں جمع کر سکے، نہ کوئی داعی کہ جس کی وہ آواز سن سکیں اور نہ ہی کوئی جماعت کہ جس کے ساتھ وہ شامل ہو سکیں۔ خدا نے اپنی کتاب میں اس کی مثال اس طرح بیان کی ہے:

حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا

"یہاں تک کہ جب زمین نے سبزہ زار سے اپنے کو آراستہ کر لیا اور مالکوں نے خیال کرنا شروع کر دیا کہ اب ہم اس زمین کے صاحب اختیار ہیں تو اچانک ہمارا حکم رات یا دن کے وقت آ گیا۔" (سورۂ یونس: ۲۴)

اس کے بعد جناب محمد بن حنفیہؓ نے حلف اٹھایا کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

میں نے عرض کی: قربان جاؤں! آپ نے مجھے ان لوگوں کے بارے میں بہت

بڑی خبر دی ہے، تو بتائیے ان کی ہلاکت کب ہوگی؟

سرکار ابن حنفیہؓ نے فرمایا: اے محمد! خدا تجھ پر رحم کرے، خداوند عالم وقت مقرر کرنے والوں کی مخالفت کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے تیس دنوں کا وعدہ کیا تھا جبکہ خدا کے علم میں اس سے اوپر دس دن مقرر تھے اور خدا نے حضرت موسیٰؑ کو اس کے بارے میں خبر نہیں دی۔ جب قوم کی مقررہ مدت پوری ہوئی تو انہوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ اسی طرح حضرت یونسؑ نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا لیکن خدا کے علم میں تھا کہ وہ انہیں معاف کر دے گا۔ اور بالآخر وہی ہوا جو تم جانتے ہو۔

البتہ میں اس کی نشانی بتاتا ہوں۔ دیکھو! جب فتنوں کی حالت ظاہر ہو اور ایک شخص تم سے کہے کہ آج رات میں بھوکا سویا ہوں۔ حالات اس حد تک بگڑ جائیں گے کہ کوئی شخص ایک وقت میں تمہیں ایک صورت میں دکھائی دے گا اور پھر کسی دوسری صورت میں۔

میں نے کہا: وہ حاجت والی بات تو میں نے سمجھ لی مگر اس دوسری بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا ہے؟

فرمایا: وہ اس طرح کہ ایک شخص تمہارے ساتھ بڑی بے تکلفی سے ملے گا، لیکن جب تم اس سے کوئی قرض مانگنے جاؤ گے تو اس کا رویہ بدل جائے گا۔ اس وقت آسمان سے چیخ سنائی دینے والی نشانی کا وقت بہت قریب ہو جائے گا۔ (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۳۹)

(حدیث: ۸)

اسحاق بن عمار صیرفی سے روایت ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس امر (یعنی امام آل محمدؑ کے ظہور) کا وقت مقرر تھا اور وہ ۱۴۰ ہجری میں ظاہر ہونا تھا۔ لیکن تم نے اس کی تشہیر کی اور بے پردگی کی تو خدا نے اسے مؤخر

نے اسے موخر کر دیا۔ (بحار الانوار: ۵۲ / ۱۱۷)

﴿حدیث: ۹﴾

اسحاق بن عمار سے ہی مروی ہے ان کا بیان ہے کہ صادق آل محمدؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو اسحاق! یہ امر (یعنی ظہور قائم) دو مرتبہ موخر ہوا ہے۔ (بحار الانوار: ۵۲ / ۱۱۷)

﴿حدیث: ۱۰﴾

جناب ابو حمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے، یہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا، امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: اے ثابتؒ! خدا نے اس امر کا ظہور ۷۰ ہجری میں مقرر کیا تھا، مگر امام حسینؑ کو شہید کیا گیا تو خدا کے غضب میں اضافہ ہو گیا۔ لہذا اس نے اس امر کا ظہور ۱۴۰ ہجری تک موخر کر دیا۔ مگر ہم نے تمہیں اس کے بارے میں بتایا تو تم نے اسے مخفی نہ رکھا اور اس کے راز سے پردہ ہٹا دیا۔ اس کے بعد خدا نے ہمیں اس کا کوئی مقرر وقت نہیں بتایا۔ اور خدا جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی سابقہ حالت پہ برقرار رکھتا ہے۔ اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔

ابو حمزہؒ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث امام صادقؑ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: ہاں! ایسا ہوا ہے۔ (الکافی: ۱ / ۳۶۸؛ تفسیر عیاشی: ۲ / ۲۱۸؛ اثبات الوصیہ: ۱۳۱؛ الخرائج والجرائح: ۱ / ۱۷۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۲۶۱)

﴿حدیث: ۱۱﴾

عبد الرحمن بن کثیر سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا تو وہاں مہزم آئے اور عرض کرنے لگے: قربان جاؤں! مجھے بتائیے کہ وہ امر کب ہو گا جس کے ہم منتظر ہیں؟

تو امامؑ نے فرمایا: اے مہزم! اس کا وقت مقرر کرنے والوں نے جھوٹ کہا، اس

میں جلدی چاہنے والے ہلاک ہوئے اور جنہوں نے اسے بلا چوں و چرا مان لیا وہ نجات پا گئے۔ (معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۳۷۹)

﴿حدیث: ۱۲﴾

جناب ابو بصیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے قائم آل محمدؑ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اس کا وقت مقرر بتانے والوں نے جھوٹ کہا، ہم اہل بیتؑ اس کا وقت معین نہیں کرتے۔ پھر فرمایا: خدا کا یہ حکم ارادہ ہے کہ وہ وقت معین کرنے والوں کے برخلاف اپنی حکمت ظاہر کرے۔ (سابقہ حوالہ)

﴿حدیث: ۱۳﴾

جناب فضیل بن یسارؒ سے نقل ہوا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: کیا اس امر کا کوئی وقت مقرر ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا: وقت مقرر کرنے والوں نے جھوٹ کہا، وقت مقرر کرنے والوں نے جھوٹ کہا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب سے ملاقات کی طرف جاتے ہوئے اپنی قوم سے تیس دنوں کا وعدہ کیا۔ مگر جب خدا نے اس پر دس دنوں کا اضافہ کیا تو ان کی قوم کے افراد کہنے لگے: حضرت موسیٰؑ نے ہمارے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے، پھر انہوں نے وہ کیا جو کیا۔ لہذا اگر ہم تم سے کوئی حدیث بیان کریں اور خدا وہی تمہارے سامنے ظاہر کرے جو ہم نے بیان کیا تھا تو کہنا کہ خدا نے سچ فرمایا۔ لیکن اگر ہم تم سے حدیث میں کچھ بیان کریں اور تمہارے سامنے کچھ اور آجائے تو بھی کہنا کہ خدا نے سچ فرمایا۔ اس پر تمہیں دو گنا اجر ملے گا۔

(بحار الانوار: ۵۲ / ۱۰۲؛ الکافی: ۱ / ۳۶۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۲۶۰)

﴿حدیث: ۱۴﴾

علی بن یقطینؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ والیٔ مشہد سرکار رضاؑ نے مجھ سے

فرمایا: اے علیؑ! شیعہ دو سو سال سے امیدوں کے سہارے جی رہے ہیں۔

اس پر راوی کے والد یقطین نے اپنے بیٹے سے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے کہ جو بات ہمارے متعلق کہی جاتی ہے وہ تو پوری ہو جاتی ہے، لیکن جو تم سے (یعنی بنی عباس کی حکومت کے زوال کے بارے میں) کہی جاتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی؟![1]

علیؑ نے کہا: جو بات ہم سے یا تم سے کہی جاتی ہے اس کا مصدر ایک ہی ہے۔ مگر چونکہ تمہارے امر کا وقت پورا ہو چکا ہے اس لیے وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور جو ہم سے کہا جاتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے امر کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس لیے ہم امیدوں کے سہارے پر قائم رہتے ہیں۔ لہذا اگر ہمیں بتا دیا جائے کہ یہ امر دو سو سال اور تین سو سال تک ظہور پذیر نہ ہوگا تو لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ دین اسلام سے پھر جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ طاہرینؑ فرماتے ہیں کہ وہ بہت جلد ہوگا اس کا ظہور بہت قریب ہے۔ یہ اس لیے تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کے جوڑنے کا سامان ہو سکے اور انہیں آزمائش سے جلد نکل جانے کا احساس دلایا جائے۔

(الکافی: ۱/ ۳۶۹، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۰۲)

﴿حدیث: ۱۵﴾

معمر سے نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے سامنے بنی عباس کی حکومت و اقتدار کی بات چھڑی تو آپؑ نے فرمایا: بلاشبہ لوگ اس امر میں جلد بازی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ خدا بندوں کے جلدی چاہنے کے سبب کسی امر میں جلدی نہیں کرتا۔ بے شک اس امر کی انتہا ہے جس تک اسے پہنچنا ہے۔ اور جب یہ اس انتہا کو پہنچ جائے گا تو ذرا آگے پیچھے نہ ہوگا۔ (الکافی: ۱/ ۳۶۹، بحار الانوار: ۵۲/ ۱۱۸، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۱۸)

---

[1] علی بن یقطین عمدہ اہل بیت میں سے تھے، جبکہ ان کے والد بنی عباس کے چاہنے والے تھے۔

باب نمبر 17

امامؑ اور لوگوں کی جاہلیت، امامؑ اور بنی ہاشم کا طرزِ عمل

﴿حدیث: ۱﴾

فضیل بن یسارؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمدؑ کی زبان مبارک سے سنا، انہوں نے فرمایا: جب ہمارے قائمؑ قیام کریں گے تو انہیں لوگوں کی جہالت کا سامنا اس سے سخت کرنا پڑے گا جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

میں نے عرض کی: وہ کس طرح؟

فرمایا: وہ ایسے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے تو وہ پتھروں، چٹانوں، تراشی ہوئی لکڑیوں اور لکڑیوں کے بنے ہوئے مجسموں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ مگر جس وقت ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف لوگوں کے پاس جائیں گے تو وہ لوگ کتاب خدا سے تاویلیں گھڑیں گے اور اس کی مدد سے ان کے خلاف حجت بازیاں کریں گے۔

پھر فرمایا: اللہ کی قسم! (اس سب کے باوجود بھی) قائمؑ کا عدل ان کے گھروں میں ایسے چلا جائے گا جیسے گرمی و سردی گھروں میں داخل ہو جاتی ہے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۳، حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۳۰، بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۲)

﴿حدیث: ۲﴾

جناب ابو حمزہ ثمالیؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا امام محمد باقرؑ

نے ارشاد فرمایا: جب صاحب الامر ظاہر ہوں گے تو انہیں اس سے زیادہ سخت حالات کا سامنا کرنا پڑے جن کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ (مصادر بالا)

﴿حدیث:۳﴾

ایک صحابی نے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا قائم آل محمدؐ کو ایسی جنگوں کا سامنا ہوگا جن کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے تو وہ پتھروں، تراشی ہوئی چوبوں اور لکڑی کے بنے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مگر جب قائم لوگوں کے سامنے جائیں گے تو وہ کتاب خدا سے ان کے مقابل تاویلیں ایجاد کریں گے اور اسی کو بنیاد بنا کر ان کے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ (مصادر بالا)

﴿حدیث:۴﴾

جناب ابان بن تغلبؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کی زبان سے مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب پرچم حق بلند ہوگا تو اہل مشرق ومغرب اس پر لعنت کریں گے۔ جانتے ہو کیوں؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس کی وجہ وہ مشکلات ہوں گی جو ان کے ظہور سے پہلے وہ ان کے خاندان والوں کے ہاتھوں دیکھ چکے ہوں گے۔ (سابقہ مصادر)

﴿حدیث:۵﴾

منصور بن حازم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس وقت حق کا پرچم بلند ہوگا تو اہل مشرق ومغرب اس پر لعنت کریں گے۔

میں نے عرض کی: آخر وہ کس لیے؟

فرمایا: اس کا سبب وہ پریشانیاں ہوگی جو انہیں بنی ہاشم کی طرف سے لاحق ہوں گی۔

(سابقہ مصادر)

﴿حدیث:۶﴾

یعقوب سراج سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا کہ قائم آل محمدؐ مدینہ اور طائف کے تیرہ قبیلوں کے ساتھ جنگ کریں گے اور وہ بھی ان کے مقابل میں برسر پیکار ہوں گے۔ اور وہ یہ ہیں:

اہل مکہ، اہل مدینہ، اہل شام، بنی اُمیہ، اہل بصرہ، اہل دست میسان، کردی، اعراب، ضبہ، غنی، باہلہ، ازد اور اہل ری۔

❁❁❁❁

باب نمبر 18

سفیانی کا خروج حتمی ہے

(حدیث:۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سفیانی کا خروج حتمی ہے اور یہ رجب کے مہینے میں ہوگا۔ اس کے خروج کا اول تا آخر تمام عرصہ پندرہ ماہ ہوگا۔ ان میں سے چھ مہینے وہ جنگ کرے گا، جب وہ پانچ علاقوں پر اپنا تسلط جمالے گا تو نو ماہ ان پر حکومت کرے گا۔ اس پر ایک دن بھی زیادہ نہ ہوگا۔ (اثبات الہداۃ: ۳/۷۳۹؛ بحارالانوار: ۵۲/۲۴۸)

(حدیث:۲)

جناب معلی بن خنیس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا، امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس امر کی کچھ علامات حتمی ہیں اور کچھ غیر حتمی۔ حتمی علامات میں سے ایک سفیانی کا رجب کے مہینے میں خروج کرنا ہے۔

(کمال الدین: ۶۴۳؛ جامع الاخبار: ۱۳۲؛ اثبات الہداۃ: ۳/۷۲۱؛ بحارالانوار: ۵۲/۲۰۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۴۴۳)

(حدیث:۳)

جناب محمد بن مسلمؒ سے روایت کی گئی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

خدا سے ڈرو اور اپنے معاملات میں تقویٰ اور خدا کی اطاعت میں جدو جہد سے مدد

حاصل کرو۔ تم میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ ہے جو دین میں آخری حد کو پہنچ چکا ہو اور دنیا اس سے مکمل طور پر منہ موڑ چکی ہو۔ لہٰذا جب کوئی اس منزل پر پہنچ جائے تو اس حوالے سے یہ بات مشہور ہو جاتی ہے کہ اس نے خدا کی نعمتوں اور اس کی کرامت اور جنت کی بشارت کو پالیا ہے۔ وہ اس چیز سے امان میں رہتا ہے جس کا دوسروں کو خوف ہونا چاہیے۔ اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ جس عقیدے پر وہ قائم ہے، وہی حق ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کے عقیدے کے خلاف اعتقاد رکھتا ہے وہ باطل ہے اور ہلاک ہونے والا ہے۔

تمہیں بشارت ہو، بشارت ہو اس چیز کی جس کی تمہیں خواہش ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے دشمن خدا کی نافرمانیاں کرتے ہوئے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور ان میں سے بعض، بعض کو دنیائے دوں کی خاطر قتل کر دیتے ہیں۔ جبکہ تمہیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ تم ان سے لاتعلق ہو کر اپنے گھروں میں آرام کے ساتھ موجود ہو۔ تمہارے لیے دشمنوں میں سے سفیانی کی آزمائش ہی کافی ہے۔ وہ تمہاری کشائش کی علامات میں سے ایک ہے۔ جب وہ فاسق خروج کرے گا تو اسکے خروج کے بعد تم ایک یا دو مہینے یونہی رہو گے اور تمہیں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔ حتیٰ کہ تمہیں چھوڑ کر بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

اس پر کسی ایک صحابی نے عرض کی: یہ سفیانی کا فتنہ ظاہر ہوا تو ہم اپنے اہل و عیال کے بارے کیا تدبیر اختیار کریں گے؟

فرمایا: تمہارے مردوں کو چاہیے کہ وہ کہیں روپوش ہو جائیں۔ کیونکہ اس کا غصہ اور مارنے کا جنون صرف ہمارے شیعوں کے لیے ہوگا۔ رہا مسئلہ عورتوں کا تو انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

کہا گیا: پھر مرد اس وقت کہاں جائیں اس کدھر بھاگیں؟

فرمایا: جو شخص سفیانی کے شر سے بچنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ مدینہ، یا مکہ، یا کسی اور

علاقے کی طرف نکل جائے۔

پھر فرمایا: تم مدینہ میں رہ کر کیا کرو گے۔ سفیانی کا لشکر تو ادھر ہی جائے گا۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ (جہاں بھی ہو) مکہ چلے جاؤ۔ وہ تمہارے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اس کا فتنہ عورت کے حمل کی مدت کے برابر نو ماہ تک رہے گا۔ اگر خدا نے چاہا تو وہ اس سے زیادہ نہ ہوگا۔

(بحار الانوار: ۵۲ / ۳۰۰ ؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۲۷۱)

(حدیث: ۴)

عبد الملک بن اعین سے روایت نقل ہوئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے قائم آل محمدؑ کا ذکر ہوا تو میں نے کہا: مجھے تو امید ہے کہ ان کا ظہور جلدی ہو جائے گا۔ اور سفیانی کا خروج نہ ہوگا؟

اس پر امام نے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم! وہ حتمی ہے اور ہو کر رہے گا۔

(بحار الانوار: ۵۲ / ۲۳۹)

(حدیث: ۵)

حمران بن اعین نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمان الٰہی: کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ دو مدتیں ہیں: ایک حتمی اور ایک موقوف۔

راوی نے کہا: حتمی کیا ہے؟ فرمایا: جس میں خدا کی مشیت جاری ہوگی۔

اس پر راوی نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ سفیانی کا عرصہ موقوف (یعنی حتمی نہ) ہوگا۔

تو امام نے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم وہ حتمی ہے۔

(تفسیر البرہان: ۱ / ۲۷۵ ؛ بحار الانوار: ۵۲ / ۲۴۹ ؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵ / ۹۲)

(حدیث: ۶)

فضیل بن یسارؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا

ہے کہ آپ نے فرمایا: بعض امور موقوف ہیں اور بعض حتمی۔ سفیانی کا امر حتمی ہے اور وہ ہو کر رہے گا۔ (اثبات الہداۃ: ۳ / ۷۳۹)

(حدیث: ۷)

خلاد صائغ نے بیان کیا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: سفیانی ضروری نشانی ہے اور وہ رجب کے مہینے میں ہی خروج کرے گا۔

کسی نے کہا: اے مولا! جب اس کا خروج ہوگا تو ہماری حالت کیا ہوگی؟

فرمایا: جب اس کا خروج ہو تو تم ہماری طرف آ جانا۔ (مصادر سابق)

(حدیث: ۸)

جناب جابر جعفیؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سفیانی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: تم سفیانی کے بارے میں باتیں کہاں کرتے ہو۔ اس سے پہلے شیصبانی خروج کرے گا۔ وہ کوفہ سے خروج کرے گا۔ وہ ایسے سر اٹھائے گا جیسے زمین سے پانی نکل آتا ہے۔ وہ تمہاری ایک جماعت کو قتل کرے گا اس کے بعد تم سفیانی اور پھر قائم آل محمدؑ کے خروج کی توقع رکھنا۔

(بحار الانوار: ۵۲ / ۲۵۰ ؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ / ۲۶۸)

(حدیث: ۹)

علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان [illegible] تو ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اگر تمام آسمانوں اور زمین کی مخلوقات بنی عباس کی حکومت کے مقابلے میں قیام کریں تو زمین ان کے خون سے سیراب ہو جائے گی یہاں تک کہ سفیانی خروج کرے۔

میں نے عرض کی: میرے مولا! کیا اس کا امر حتمی ہے؟

تو فرمایا: جی ہاں۔ پھر آپؑ نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر مبارک نیچے کیا، پھر فرمایا: بنی عباس مکر و فریب کاری کے ساتھ حکومت کریں گے۔ ان کی حکومت اس حد تک زوال پذیر ہوگی کہ کہا جائے گا کہ اب ان کی حکومت بالکل ختم ہو گئی ہے۔ پھر دوبارہ سے استوار ہو جائے گی حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ یہ تو اپنی حالت پہ باقی ہے۔ (اثبات الہداۃ: ۳ر۷۳۰؛ بحار الانوار: ۵۲ر۲۵۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴ر۱۳۲)

(حدیث:۱۰)

ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفریؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام تقی جواد علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے، وہاں سفیانی اور روایت میں اس کے امر کے حتمی ہونے کا ذکر ہوا۔ تو میں نے امامؑ سے سوال کیا کہ کیا حتمی امور میں خدا کو بدا ہوتا ہے؟ (یعنی خاص مصالح کے تحت اس کا فیصلہ تبدیل ہوتا ہے۔)

تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔

اس پر ہم نے کہا: ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں قائم آل محمدؑ کے بارے میں خدا کا فیصلہ تبدیل نہ ہو۔

تو امامؑ نے فرمایا: قائم کا معاملہ خدا کے وعدے کے تحت ہے اور خدا اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ (اثبات الہداۃ: ۳ر۵۴۴؛ بحار: ۵۲ر۲۵۰؛ بشارۃ الاسلام: ۱۶۰)

(حدیث:۱۱)

حسن بن جہم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے! لوگ کہتے ہیں کہ سفیانی قیام کرے گا، اس وقت بنی عباس کی حکومت ختم ہو چکی ہوگی۔

امامؑ نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ جس وقت وہ قیام کرے گا، اس وقت ان کی

حکومت بھی قائم ہوگی۔ (مصادر بالا)

(حدیث:۱۲)

عبداللہ بن ابی یعفورؒ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بنی عباس اور آل مروان کے مابین قرقیسیا میں اتنی سخت و خونریز جنگ ہوگی کہ اس میں ایک قوی ہیکل جوان (خوف کے مارے) بوڑھا ہو جائے گا۔ خدا ان سے اپنی مدد اٹھا لے گا اور آسمان کے پرندوں اور زمین کے درندوں کو وحی کرے گا کہ ان ظالموں اور جابروں کے گوشت سے اپنے پیٹ بھرو۔ اس کے بعد سفیانی خروج کرے گا۔

(حدیث:۱۳)

ہشام بن سالمؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جس وقت سفیانی پانچ علاقوں پر تسلط حاصل کرے تو اس کی حکومت کے نو ماہ گننا۔

اس حدیث کے راوی ہشام کے مطابق وہ پانچ علاقے یہ ہیں: دمشق، فلسطین، اردن، حمص اور حلب۔ (مصادر بالا)

(حدیث:۱۴)

جناب حارث ہمدانی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مہدیؑ کی آنکھوں کی سیاہی ناک تک پھیلی ہوئی ہوگی، ان کا چہرہ نورانی اور رخسار پر تل ہوگا۔ وہ مشرق کی طرف سے آئیں گے۔ جب ایسا ہوگا تو اس وقت سفیانی خروج کرے گا۔ وہ عورت کے حمل کی مدت کے برابر یعنی نو ماہ حکومت کرے گا۔ وہ شام میں خروج کرے گا اور تمام اہل شام پر اپنا تسلط جمائے گا سوائے چند ایک قبائل کے جو حق پر قائم رہیں گے۔ خدا انہیں اس کے ساتھ خروج کرنے کی آفت سے بچائے گا۔ وہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ روانہ ہوگا۔ جب بیداء نامی شہر کے پاس پہنچے گا تو اس کا لشکر زمین

میں دھنس جائے گا۔ یہی اس فرمانِ الٰہی کی تاویل ہے :

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۞

''اور کاش آپ دیکھتے کہ یہ گھبرائے ہوئے ہوں گے اور بچ نہ سکیں گے اور بہت قریب سے پکڑ لیے جائیں گے۔'' (سورۂ سبا)

﴿حدیث:۱۵﴾

جناب ہشام بن سالمؒ سے مروی ہے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ یمانی اور سفیانی دونوں ایک ساتھ خروج کریں گے۔

(امالی شیخ طوسی: ۲/ ۲۷۵؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۲۵۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۷۸)

﴿حدیث:۱۶﴾

امام محمد باقر علیہ السلام نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا: جب شام میں نیزے ٹکرائیں گے تو ان کا سلسلہ ایک نشانی کے ذریعے تھمے گا۔

پوچھا گیا: اے امیر المومنینؑ! وہ نشانی بھلا کون سی ہوگی؟

فرمایا: وہ زلزلہ ہوگا جو شام میں آئے گا۔ اس میں ایک لاکھ سے زائد جانیں ضائع ہو جائیں گی۔ خدا اسے اہلِ ایمان کے لیے سببِ رحمت اور کافروں کے عذاب کی صورت قرار دے گا۔ جب یہ نشانی ظاہر ہوگی تو دیکھنا کچھ لوگ سامنے آئیں گے جو سیاہی مائل سفید بالوں والے گھوڑوں پر سوار ہوں گے، جن کے کان اور دم کٹے ہوئے ہوں گے۔ اس کے ساتھ مغرب کی طرف سے زرد رنگ کے جھنڈے نمودار ہوں گے، یہاں تک کہ شام کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ یہ ایک بہت بڑی مصیبت اور سرخ موت کے وقت ہوگا

اسی اثنا میں تم دیکھو گے کہ دمشق میں حرستا نامی گاؤں زمین کے اندر دھنس جائے گا۔ میں اسی وقت ہند جگر خوارہ (سفیانی) وادی یابس سے نمودار ہوگا حتیٰ کہ دمشق کے

منبر پر جا بیٹھے گا۔ جب تمام نشانیاں ظاہر ہو جائیں تو اس وقت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج کا انتظار کرنا۔

(الخرائج والجرائح: ۳/ ۱۱۵۱؛ العدد القویۃ: ۷۶؛ [illegible] معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۶۳)

﴿حدیث:۱۷﴾

یونس بن ابی یعفور سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا: جس وقت سفیانی خروج کرے گا تو وہ ایک لشکر ہماری طرف اور ایک لشکر تمہاری طرف بھیجے گا۔ جب ایسا ہو تو تم ہمارے پاس چلے آنا، خواہ تمہاری سواری سخت اور اکھڑ مزاج ہو یا سکھلائی ہوئی اور نرم طبیعت۔

﴿حدیث:۱۸﴾

جناب محمد بن مسلمؒ سے روایت منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سفیانی زردی مائل سرخ رنگ کا ہوگا اور اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ اس نے خدا کی کبھی عبادت نہیں کی اور نہ ہی مکہ و مدینہ کو دیکھا ہے۔ وہ یہی دعا کرے گا: اے میرے رب! مجھے اپنا انتقام چاہیے، خواہ اس کے لیے مجھے جہنم میں ہی جانا پڑے۔ اے میرے رب! میں اپنا انتقام لینا چاہتا ہوں، خواہ اس کی وجہ سے مجھے جہنم میں جانا پڑے۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۲۵۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۲۷۳)

❁❁❁❁

باب نمبر 19

علمِ رسولؐ قائمؑ کے ہاتھ میں

﴿حدیث:۱﴾

جناب ابو بصیرؒ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب امیر المومنینؑ اور اہل بصرہ کی آپس میں جنگ ہوئی تو آپؑ نے رسول خداؐ کا علم بلند کیا۔ یہ دیکھ کر مخالفین کے قدم لڑکھڑانے لگے۔ ابھی سورج کا رنگ زرد نہیں ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے: اے ابو طالب کے بیٹے! ہمیں امان دیجیے۔ تو امیر المومنینؑ نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا: ان کے قیدیوں کو قتل نہ کرو، زخمیوں کو جان سے نہ مارو اور بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرو۔ جو شخص ہتھیار ڈال دے اسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے اسے بھی امان ہے۔ پھر جنگ صفین والے دن لوگوں نے آپؑ سے رسول خداؐ کے پرچم کو بلند کرنے کا کہا تو آپؑ نے اس سے انکار کر دیا۔

جب انھوں نے امام حسنؑ، امام حسینؑ اور جناب عمارؓ کے واسطے سے امیر المومنینؑ سے اس خواہش کا دوبارہ اظہار کیا تو آپؑ نے امام حسینؑ سے فرمایا: اے نور نظر! اس امت کا ایک وقت مقرر ہے اور یہ اسے ضرور پورا کرے گی۔ اور یہ جو پرچم ہے اسے میرے بعد قائم آل محمدؑ کے سوا کوئی دوسرا بلند نہ کرے گا۔ (حلیۃ الابرار: ۲/ ۳۳۲؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۷)

﴿حدیث:۲﴾

انھی جناب سے روایت نقل ہے کہ صادق آل محمدؑ نے ارشاد فرمایا: قائمؑ اس وقت تک خروج نہیں کریں گے جب تک ان کا حلقہ مکمل نہ ہو جائے۔

میں نے عرض کی: ان کا حلقہ کتنے افراد سے مکمل ہوگا؟

فرمایا: دس ہزار۔ اس وقت جناب جبرائیلؑ ان کے دائیں طرف اور جناب میکائیلؑ ان کے بائیں ہوں گے۔ پھر وہ پرچم لہرائیں گے اور اسے اٹھا کر چلیں گے تو مشرق و مغرب میں ہر فرد اس پر لعنت کرے گا۔ یہ رسول خداؐ کا وہ پرچم ہے جسے حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر جنگ بدر میں نازل ہوئے تھے۔

پھر فرمایا: اے ابو محمدؒ! خدا کی قسم! وہ پرچم نہ سوت کا ہوگا، نہ کتان کا، نہ خام ریشم کا اور نہ ہی ابریشم کا۔

میں نے عرض کی: تو وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے؟

فرمایا: وہ جنت کے پتوں کا بنا ہوا ہے۔ اسے بدر کے روز رسول خداؐ نے لہرایا تھا، پھر لپیٹ کر امیر المومنینؑ کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد انھی کے پاس رہا۔ جنگ جمل میں انھوں نے اسے بلند کیا تو خدا نے انھیں فتح دی۔ پھر انھوں نے اس کو تہہ کر کے رکھ دیا اور اب وہ ہمارے پاس ہے۔ اس کو قائمؑ کے قیام سے پہلے کوئی نہ لہرائے گا۔ چنانچہ وہ اپنے قیام کے وقت اسے لہرائیں گے تو اہل مشرق و مغرب اس پر لعنت کریں گے۔ (نعوذ باللہ) اس کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں ایک مہینے کی مسافت تک رعب پھیلا رہے گا۔

پھر فرمایا: اے ابو محمدؒ! وہ خدا کے مخلوق پر غضب ناک ہونے کی وجہ سے انتقام لینے کے لیے شدید غم و غصے کے ساتھ خروج کریں گے۔ وہ رسول خداؐ کی وہ قمیص زیب تن کیے ہوں گے جسے آپؐ نے جنگ احد میں پہنا ہوا تھا۔ مزید وہ آپؐ کا عمامہ اپنے سر پر رکھیں گے۔ ان کی زرہ مکمل رسول خداؐ کی زرہ اور ان کی تلوار بھی وہی آپؐ کی ذوالفقار نامی تلوار ہوگی۔ وہ اپنی تلوار کو میان سے نکال کر آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر رکھیں گے اور دشمنان خدا کے خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ وہ سب سے پہلے بنی شیبہ کی

لیں گے اور ان کے ہاتھ کاٹ کر خانہ کعبہ کے ساتھ لٹکا دیں گے۔ پھر ایک منادی ندا دے گا کہ یہ خدا کے چور ہیں۔ اس کے بعد وہ قریش کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے صرف تلوار کی زبان میں بات کریں گے۔ قائم آل محمد اس وقت تک خروج نہیں کریں گے جب تک امیر المومنینؑ سے بیزاری اور لاتعلقی کے دو عہد نامے نہ پڑھ کر سنائے جائیں: ایک بصرہ میں اور ایک کوفہ میں۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۳۳؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۵)

﴿حدیث: ۳﴾

جناب ابوحمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے کوفہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: اے ثابت! یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں اہل بیتؑ کے قائم کے ساتھ ہوں، وہ تمہارے اس شہر نجف میں تشریف لا رہے ہیں۔ پھر وہ یہاں پرچم لہراتے ہیں اور اسی اثنا میں جنگ بدر والے فرشتے نیچے آ جاتے ہیں۔

میں نے عرض کی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم کیسا ہے؟

فرمایا: اس کا ستون عرش الٰہی کے ستونوں اور اس کی رحمت سے بنا ہوا ہے۔ اسے اٹھا کر چلنے والے کی از جانب خدا مدد ہوگی اور وہ اسے لے کر جس کے مقابلے میں بھی جائے گا خدا اسے نابود کر دے گا۔

میں نے کہا: اچھا! تو آپ قائم کے قیام تک وہ مخفی رہے گا۔ یہ بتایئے کہ جب وہ قیام کریں گے تو اسے پالیں گے، یا اسے ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا؟

فرمایا: نہیں، وہ ان کی خدمت میں لایا جائے گا۔

میں نے کہا: اس کا لانے والا کون ہوگا؟

تو فرمایا: جبرائیلؑ۔ (حوالہ جات سابق)

﴿حدیث: ۴﴾

ابان بن تغلبؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں قائم کو دیکھ رہا ہوں وہ نجف کوفہ میں موجود ہیں، انہوں نے باریک اور دبیز ریشم کا سبز رنگ کا پیراہن زیب تن کیا ہوا ہے۔ پھر وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ پہنیں گے تو وہ کھل ہو کر آپؑ کے جسم کے برابر ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ ایک سیاہی مائل سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوں گے جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان والی جگہ کی سفید بالکل آشکار ہوگی۔ ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم بھی ہوگا۔

میں نے کہا: کیا وہ فی الوقت انہی کے پاس مخفی ہے یا اس وقت ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا؟

تو فرمایا: نہیں، اسے جبرائیل لا کر ان کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اس کا پایہ عرش الٰہی کے پایوں میں سے ہوگا۔ اس کے اٹھانے والے کو خدا کی جانب سے نصرت حاصل ہوگی۔ وہ اسے لے کر جس لشکر کے مقابلے میں جائے گا خدا اس کا وجود خاک میں ملا دے گا۔ اس پر نو ہزار فرشتے اور تین سو تیرہ مزید نازل ہوں گے۔

میں نے سوال کیا: قربان جاؤں! کہ وہ سب ان کے ہمراہ ہوں گے؟

فرمایا: جی ہاں! وہ سب ان کے ہمراہ ہوں گے۔ یہ وہی فرشتے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی کشتی میں موجود تھے، یہ وہی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ وہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جس وقت انہوں نے سمندر میں شگاف ڈالا۔ وہی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جب انہیں خدا نے اوپر اپنی طرف اٹھایا۔

ان کے علاوہ وہ چار ہزار نشان زدہ فرشتے کہ جو رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھے، وہ تین سو تیرہ کہ جو جنگ بدر میں ان کے ساتھ تھے۔ ان فرشتوں کے ہمراہ وہ چار ہزار فرشتے بھی ہوں گے جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں جنگ کرنے کی خدا سے اجازت مانگی مگر جب پہنچے تو امام عالی مقام کو شہید کر دیا گیا تھا۔ سو اب وہ قیامت تک امام کی قبر مطہر کے پاس بکھرے ہوئے اور گرد آلود بالوں کے ساتھ گریہ کرتے رہیں گے۔ وہ قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج کے منتظر ہیں۔

(کامل الزیارات: ۱۱۹؛ کمال الدین: ۶۷۱:۱؛ العدد القویہ: ۷۳؛ بحار الانوار: ۳۲۵/۵۲؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۱۹/۳)

(حدیث: ۵)

انہی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ جس وقت قائم ظہر نجف میں ٹھہریں گے تو رسول خدا ﷺ کی سفید زرہ زیب تن کریں گے۔ وہ ان کے بدن اطہر پر کچھ بڑی ہوگی تو وہ اسے مضبوطی سے کس لیں گے اور بدن پر گول کریں گے۔ اس کے بعد اس کے اوپر اطلس کی ایک چادر اوڑھ کر اسے ڈھانپ دیں گے۔

پھر ایک سیاہی مائل سفید گھوڑے پر سوار ہوں گے جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان والی جگہ کشادہ ہوگی۔ وہ اسے ایک زوردار جھٹکے سے بلند کریں گے تو تمام اہل شہر دیکھ لیں گے کہ وہ گھوڑا ان کے ساتھ ان کے شہر میں موجود ہے۔ اس کے بعد وہ رسول خدا ﷺ کا پرچم لہرائیں گے۔ جس کا پایہ عرش کے پایوں میں سے ہے اور جسے اٹھانے والے کو خدا کی طرف سے مدد حاصل ہوتی ہے۔ وہ اسے لے کر جس کے مقابلے میں جائے گا خدا اسے مغلوب و نابود کر دیتا ہے۔

میں نے پوچھا: کیا یہ انہی کے پاس مخفی ہے یا اسے ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا؟

فرمایا: نہیں، اسے جبرائیل امین ان کے پاس لے کر آئیں گے۔ جیسے ہی وہ اسے

لہرائیں گے تو ہر مومن کا دل آہنی سلوں کی مانند مضبوط ہو جائے گا اور اسے چالیس مردوں کے برابر قوت عطا کی جائے گی۔ اسی طرح جو اہل ایمان دنیا سے جا چکے ہوں گے اس کی خوشی ان کی قبروں میں بھی داخل ہو جائے گی۔ وہ ایسے کہ وہ اپنی قبروں کے اندر ہی ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کریں گے اور قائم کے قیام کی مبارک باد دیں گے۔

ادھر قائم آل محمد علیہ السلام پر تیرہ ہزار، تین سو تیرہ فرشتے نازل ہوں گے۔

میں نے کہا: کیا یہ سب فرشتے سابقہ انبیاؑ میں سے کسی نبی کے ساتھ بھی تھے؟

فرمایا: جی ہاں! یہ وہی فرشتے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی کشتی میں موجود تھے۔ یہ وہی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ وہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جس وقت انہوں نے سمندر میں شگاف ڈالا۔ وہی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ جب انہیں خدا نے اوپر اپنی طرف اٹھایا۔

ان کے علاوہ وہ چار ہزار ملائکہ مسومین کہ جو رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھے، وہ تین سو تیرہ بھی کہ جو جنگ بدر میں ان کے ساتھ تھے۔ ان فرشتوں کے ہمراہ وہ چار ہزار فرشتے بھی ہوں گے جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کی رکاب میں جنگ کرنے کی خدا سے اجازت مانگی مگر انہیں اجازت نہ دی گئی۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ اذن جہاد طلب کیا تو اس وقت امام عالی مقام کو شہید کر دیا گیا تھا۔

سو اب وہ قیامت تک امام کی قبر مطہر کے پاس بکھرے ہوئے اور گرد آلود بالوں کے ساتھ گریہ کرتے رہیں گے۔ ان کا سردار منصور نامی ایک فرشتہ ہے۔ جو بھی زائر امام کی زیارت کو جاتا ہے وہ اس کا استقبال کرتے ہیں، جب کوئی زائر وہاں سے واپس آنے لگتا ہے تو وہ پیچھے تک آتے ہیں، اگر مریض ہو جائے تو وہ اس کی احوال پرسی کرتے ہیں، وہ دنیا سے چلا جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی موت کے بعد اس کے

لیے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ وہ قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کے قیام کے منتظر ہیں۔

(دلائل الامامۃ: ۲۳۳؛ کامل الزیارات: ۱۱۹؛ کمال الدین: ۱/۶۷۱؛ العدد القویہ: ۷۳؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۳۵؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/۱۹۲)

خدا کا درود ہو اس امام پر جسے خدا کی طرف سے یہ مقام و مرتبہ عطا ہوا۔ ہلاکت ہو اس کے لیے جو اس منصب پر قابض ہو اور اس کا دعویٰ کرے۔ خدا ہمیں اور آپ تمام احباب کو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے شیعوں اور انصار میں سے قرار دے۔ (آمین!)

❁❁❁❁

باب نمبر 20

جیشِ غضب کی تعداد، صفات اور جنگ کے احوال

(حدیث: ۱)

جناب مسیب بن نجبہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مولا امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جسے ابن سوداء کہا جاتا تھا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! یہ (ابن سوداء) خدا اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان باندھتا ہے۔ یہ آپ کو گواہ بناتا ہے۔

امیر المومنین نے فرمایا: یہ بڑی لمبی چوڑی باتیں کرتا ہے، کیا کہتا ہے؟

اس نے کہا: یہ جیشِ غضب کی بات کر رہا ہے۔

اس پر مولا امیر المومنین نے فرمایا:

"اس کا راستہ خالی کر دو (تا کہ جدھر اس کی مرضی ہو چلا جائے) وہ لوگ (جیش الغضب) آخری زمانے میں آئیں گے۔ وہ بادل کے ٹکڑوں کی مانند جمع ہو جائیں گے۔ وہ ہر قبیلے سے ایک ایک، دو دو اور تین تین...... تو وہ فوج کی صورت میں جمع ہوں گے۔ اللہ کی قسم! میں ان کے امیر کو اس کے نام سے جانتا ہوں اور ان کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ کا بھی مجھے علم ہے۔ اس کے بعد امیر المومنین یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے: باقر، باقر، باقر۔ اس کے بعد فرمایا: یہ ایک شخص ہے جو میری ذریت سے ہوگا اور حدیث کا علم وسیع پیمانے پر عام کرے

گا۔" (بحار الانوار: ۵۲/ ۳۴۷)

(حدیث: ۲)

احنف بن قیس سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابن کوا اور شبث بن ربعی وہاں آئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

اس پر امیر المومنینؑ نے فرمایا: تمہاری مرضی، چاہو تو انہیں اجازت دے دو، کیونکہ پہلے تم اپنا کام لے کر آئے ہو۔

میں نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! آپ کو اختیار ہے، انہیں اجازت دے دیجیے۔

جب وہ اندر آئے تو مولا امیر المومنینؑ نے فرمایا: تم یہاں میرے پیچھے حروراء میں کیوں آ گئے؟

انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا شمار بھی جیش غضب میں ہو؟

ان کی بات سن کر مولاؑ نے فرمایا: خدا تم پر رحم کرے، کیا میری حکومت میں بھی کوئی غضب ہے؟! کیا ان ان آزمائشوں کے ظاہر ہونے سے پہلے غضب کا سامنے آنا ممکن ہے؟ !جب مذکورہ نشانیاں پوری ہوں گی تو وہ بادل کے چھوٹے ٹکڑوں کی مانند مختلف قبائل سے جمع ہوں گے۔ وہ ایک ایک، دو دو، تین تین، چار چار، پانچ پانچ، چھے چھے، سات سات، آٹھ آٹھ، نو نو اور دس دس ہو کر آئیں گے۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۲۴۸)

(حدیث: ۳)

جناب مفضل بن عمرؒ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب امامؑ کو اذن مل جائے گا تو وہ خدا کے عبرانی نام سے اس سے دعا کریں گے۔ اس پر ان کے تین سو تیرہ اصحاب بادل کے ٹکڑوں کی مانند جمع ہو جائیں گے۔ وہ جھنڈا

بردار افراد ہوں گے۔ ان میں سے بعض اپنے بستروں سے غائب ہو جائیں گے اور صبح بیدار ہوں گے تو مکہ میں ہوں گے۔ بعض دن کے وقت بادل کے دوش پر پرواز کرتے ہوئے دیکھے جائیں گے۔ ان کا نام بمع ولدیت، حلیہ اور نسب معروف ہوں گے۔

میں نے سوال کیا کہ ان میں ایمان کے حوالے سے زیادہ عظمت والا کون ہے؟

فرمایا: وہ جو دن کے اجالے میں بادل کی سواری کریں گے۔ وہی اپنے بستروں سے اٹھا لیے جائیں گے۔ اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

اين ما تكونوا يأت بكم الله جميعا۔

(حدیث: ۴)

ابو خالد کابلی نے امام علی زین العابدین علیہ السلام یا امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: غائب ہو جانے والے وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے بستروں سے اٹھا لیا جائے گا اور ان کی صبح مکہ میں ہوگی۔ یہی اس فرمان الٰہی (اين ما تكونوا يأت بكم الله جميعا) کی تفسیر ہے۔ اور وہ قائم آل محمد علیہ السلام کے اصحاب ہیں۔

(حدیث: ۵)

ابان بن تغلب سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

میں مکہ مکرمہ میں مسجد میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھا، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: خدا تمہاری اس مسجد میں تین سو تیرہ افراد کو لائے گا۔ اہل مکہ جانتے ہیں کہ ابھی تک ان کے آباؤ اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے۔ ان کے پاس تلواریں ہوں گی اور ہر تلوار پر اس کے مالک کا نام بمع ولدیت، حلیہ اور نسب لکھا ہوگا۔ اس کے بعد خدا ایک منادی کو حکم دے گا تو ندا دے گا کہ یہ مہدیؑ ہیں جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی طرح فیصلہ صادر کریں گے اور اس کے لیے کسی سے دلیل کا

تلاش کریں گے۔ (اثبات الہداۃ: ج ۳ ص ۵۸۵، [illegible] الامام المہدی)

(حدیث: ۶)

جناب محمد بن مسلمؒ سے روایت نقل ہوئی ہے۔ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمان الٰہی (امن یجیب المضطر اذا دعاہ) کی بابت نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ آیت قائم آل محمد علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے نزول کے وقت جبرائیل امینؑ میزاب رحمت کے پاس سفید پرندے کی صورت میں موجود تھے۔ پس حضرت جبرائیل ہی سب سے پہلے ان کی بیعت کریں گے۔ اس کے بعد تین سو تیرہ افراد بیعت کریں گے۔ تو اس وقت جو بھی ان کی طرف سفر میں ہوگا وہ ان کے حضور میں پہنچ جائے گا اور جو ان کی جانب سفر میں نہ ہوگا اسے بستر سے اٹھا لیا جائے گا۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ قائم کے انصار کو ان کی استراحت گاہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ

"تو تم خیرات کی جانب سبقت کرو۔ تم جہاں بھی ہوگے خدا تم سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا۔" (سورہ بقرہ: ۱۴۸)

خیرات سے مراد ائمہ اہل بیتؑ کی ولایت ہے۔ (مصادر بالا)

(حدیث: ۷)

ابان بن تغلب سے مروی ہے۔ انہوں نے صادق آل محمدؐ سے نقل کیا ہے کہ عن قریب خداوند عالم تین سو تیرہ افراد کو مکہ میں مسجد الحرام کے پاس بھیجے گا۔ اہل مکہ جانتے

ہیں کہ ابھی تک ان کے آباؤ اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے۔ جن کے کندھوں پر تلواریں ہوں گی اور ان پر ہزار ایسے کلمے تحریر ہوں جو ایک ایک ہزار مزید کلمات کی کلید ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ خداوند عالم ہر وادی سے ہوا کو بھیجے جو یہ اعلان کرے گی:

ھذا المہدی یحکم بحکم داؤد ولا یرید بینۃ

"یہ مہدی ہیں جو جناب داؤد علیہ السلام کی مثل قضاوت کرتے ہیں۔ انہیں کسی دلیل کی ضرورت پیش نہیں آتی۔" (سابقہ حوالہ جات)

(حدیث: ۸)

ابو الجارودؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ قائم کے اصحاب کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ اور وہ اولاد عجم ہیں۔ ان میں سے بعض کو دن کے اجالے میں بادلوں پر سوار کیا جائے گا اور ان کے نام، والدیت، نسب اور حسب کی شناخت کرائی جائے گی۔ جبکہ ان میں سے بعض اپنے بستروں پر سوئے ہوں گے مگر وہ کسی وقت کے فاصلے کے بغیر مکہ میں اپنے امام کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ (سابقہ حوالہ جات)

(حدیث: ۹)

علی ابن حمزہؒ نے جناب ابو بصیرؒ کے واسطے سے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ قائم اہل بدر کی تعداد کے برابر (تین سو تیرہ) اصحاب کے ساتھ ذی طویٰ کی پہاڑی سے نیچے آئیں گے اور حجر اسود کے ساتھ ٹیک لگائیں گے۔ اور اپنا فتح کیا ہوا علم لہرائیں گے۔

علیؒ کہتے ہیں کہ جب میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: وہ کتاب منشور (واضح اعلامیہ) ہوگا۔

(حدیث: ۱۰)

ابو علی حکیم بن سعد سے روایت کی گئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: قائم آل محمدؑ کے تمام اصحاب جوان ہوں گے سوائے چند ایک جیسے آنکھ میں سرمہ یا زاد راہ میں نمک۔ اور زاد راہ میں نمک ہی وہ چیز ہے جو سب سے کم ہوتی ہے۔

(ملاحم ابن طاووس: ۳/۱۲۰؛ اثبات الہداۃ: ۳/ص ۵۱۷؛ بحار الانوار: ۵۲/ص ۳۳۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ص ۱۰۲)

(حدیث: ۱۱)

علی بن حمزہؒ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: شیعہ اپنے مکانات کی چھتوں پر سوئے ہوں گے کہ وہ بغیر کسی وقت کے واسطے کے اپنے امام کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ اور ان کی صبح مکہ میں ہوگی۔

(بحار الانوار: ۵۲/ص ۳۷۰؛ بشارۃ الاسلام: ص ۱۹۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ص ۱۰۲)

(حدیث: ۱۲)

سلیمان بن ہارون عجلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: اس امر کے مالک کے اصحاب محفوظ ہیں۔ اگر تمام لوگ چلے بھی گئے تو خدا ان کے اصحاب کو سامنے لے آئے گا۔ انہی کا ذکر کرتے ہوئے وہ ارشاد فرماتا ہے:

فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ

"تب اگر یہ لوگ اس کا بھی انکار کرتے ہیں تو ہم نے اس کا ذمہ دار ایک ایسی قوم کو

بنایا ہے جو انکار کرنے والی نہیں ہے۔" (الانعام)

اس فرمان خدا میں بھی انہی کا ذکر ہوا ہے:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ

"تو عن قریب خدا ایک قوم کو لے آئے گا جسے وہ پسند کرتا ہوگا اور وہ بھی اس سے محبت کرتی ہوگی۔ وہ قوم مومنین کے لیے نرم و مہربان جبکہ کافروں پر بڑی سخت اور غالب آنے والی ہوگی۔" (سورۃ مائدہ: ۵۴)

(حدیث: ۱۳)

جناب ابو بصیر رضوان اللہ علیہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

طالوت کے ساتھیوں کو خدا نے ایک نہر کے ذریعے آزمایا جیسا کہ قرآن میں ہے: مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ "بے شک اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے۔" (سورۃ بقرہ: ۲۴۹) قائم کے اصحاب کو بھی وہ اسی طریقے سے آزمائے گا۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ص ۵۱۹؛ بحار الانوار: ۵۲/ص ۳۳۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ص ۳۸)

باب نمبر 21

خروجِ قائم سے پہلے اور بعد

(حدیث:۱)

ابراہیم بن عبدالحمید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے خبر دی جس نے امام صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس وقت قائم خروج کریں گے تو اس امر سے وہ لوگ نکل جائیں گے جو خود کو اس کا اہل سمجھتے ہوں گے۔ ان میں سورج و چاند کی پرستش کرنے والوں جیسی حالت داخل ہو جائے گی۔

(بحارالانوار: ۵۲ ر ۳۶۳، بشارۃ الاسلام: ۲۲۲، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ ر ۱۰۵)

(حدیث:۲)

حریز سے مروی ہے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ نے اپنے آبا علیہم السلام کے واسطے سے مولا علی زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

اذا قام القائم اذهب الله عن كل مؤمن العاهة ورد اليه قوته

"جس وقت قائم قیام کریں گے تو خدا ہر مومن کی بیماری و تکلیف کو ختم کرے گا اور اس کی ضائع شدہ قوت واپس آ جائے گی۔"

(الخصال: ۲ ر ۵۴۱، روضۃ الواعظین: ۲ ر ۲۹۵، الصراط المستقیم: ۲ ر ۲۶۱، اثبات الہداۃ: ۳ ر ۴۹۶، بحارالانوار: ۵۲ ر ۳۶۴، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ ر ۱۹۴)

(حدیث:۳)

حبہ عرنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"یوں لگتا ہے کہ ہمارے شیعہ مسجد کوفہ میں موجود ہیں۔ ان کے خیمے لگے ہوئے ہیں اور وہ لوگوں کو قرآن اس طرح تعلیم دے رہے ہیں جیسے وہ نازل ہوا تھا۔ ہاں جس وقت ہمارا قائم قیام کرے گا تو اس کے لکھے ہوئے صحیفے کو تبدیل کرے گا اور اس کا قبلہ درست کرے گا۔" (بحارالانوار: ۵۲ ر ۳۶۴، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳ ر ۲۰۹)

(حدیث:۴)

علی بن عقبہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں کے ساتھ ہوں۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں میں قرآن اٹھائے ہوئے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔" (بحارالانوار: ۵۲ ر ۳۶۴)

(حدیث:۵)

جناب اصبغ بن نباتہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مولا علی علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یوں لگتا ہے کہ میں چند عجمیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ان کے خیمے مسجد کوفہ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگوں کو قرآن کی اس طرح تعلیم دے رہے ہیں جیسے وہ نازل ہوا تھا۔

میں نے عرض کی:

"یا امیر المومنین! کیا یہ اب اس صورت میں نہیں جیسے نازل ہوا تھا؟ فرمایا: نہیں، بلکہ اس میں سے قریش کے ستر افراد اور ان کی ولدیتوں کو مٹا دیا گیا ہے۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے کی خاطر ابولہب کا نام حذف نہیں کیا گیا کیونکہ وہ آپ کا چچا تھا۔" (بحارالانوار: ۵۲ ر ۳۶۴)

﴿حدیث: ۶﴾

کلینی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: اس وقت تمہاری کیا حالت کیا ہو گی کہ جب قائم "کے اصحاب" کے مسجد کوفہ میں خیمے لگ جائیں گے۔ اس کے بعد وہ ایک نیا نوشتہ اور نیا حکم لے کر ان کی جانب نکلیں گے۔ ان کا مقابلہ عرب کے ساتھ بڑا سخت ہو گا۔ (بحار الانوار: ۵۲، ر ۳۶۳)

﴿حدیث: ۷﴾

ابو صباح کنانی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص وہاں آیا اور عرض کرنے لگا: میری اولاد نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میرے بھائیوں نے میرے ساتھ ظلم و جفا کی ہے۔

اس کی شکایت سن کر امامؑ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک حق کی حکومت ہے اور ایک باطل کی۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی حکومت میں ذلیل و کمتر رہیں گے۔ پس جس کو بھی باطل کی حکومت میں آسائش ملے گی حق کی حکومت میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔

(بحار الانوار: ۵۲، ر ۳۶۴)

﴿حدیث: ۸﴾

جناب محمد بن جعفرؒ نے اپنے بابا سرکار صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جس وقت قائم "قیام کریں گے تو زمین کے ہر اقلیم اور ریاست میں اپنا ایک نمائندہ مقرر کریں گے اور اس سے کہیں گے کہ تمہارا ہدایت نامہ تمہاری ہتھیلی میں موجود ہے۔ لہٰذا جب تمہیں کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جسے تم نہ سمجھ سکو اور اس کے بارے میں تم سے فیصلہ نہ ہو پائے تو اپنی ہتھیلی میں دیکھنا اور اس میں جو بھی ہدایت ہو اس پر عمل کرنا۔

اس کے بعد فرمایا: پھر وہ ایک لشکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کریں گے۔ جب وہ خلیج

میں پہنچیں گے تو اپنے پاؤں کے نیچے کوئی چیز لکھیں گے اور اس کے سبب پانی پر چلنے لگیں گے۔ جب اہل روم انہیں پانی پر چلتا دیکھیں گے تو کہیں گے: جب ان کے اصحاب پانی پر چل رہے ہیں تو خود ان کے اختیارات کی حد کیا ہو گی؟ اس کے بعد وہ ان کے لیے شہر کے دروازے کھول دیں گے۔ چنانچہ وہ شہر میں داخل ہو جائیں گے اور اپنی مرضی کے مطابق حکومت قائم کریں گے۔

(دلائل الامامہ: ۲۴۹، اثبات الہداۃ: ۳، ر ۵۷۳، بحار الانوار: ۵۲، ر ۳۶۵)

﴿حدیث: ۹﴾

ابان بن تغلب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کہ آسمان سے ایک منادی یہ ندا بلند نہ کرے: "اے اہل حق! جمع ہو جاؤ" اس ندا کو سن کر وہ سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

اس کے بعد ایک اور ندا سنائی دے گی: "اے اہل باطل! جمع ہو جاؤ" اسے سن کر تمام اہل باطل ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں گے۔

میں نے پوچھا: کیا اہل باطل کے لیے یہ ممکن ہو گا کہ وہ اہل حق کی جماعت میں شامل ہو جائیں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! اسی لیے کہ اس فرمان الٰہی میں ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

"خدا ایسا نہیں کرے گا کہ جس حالت پر تم ہو اہل ایمان کو بھی اسی حالت پر چھوڑ دے جب تک ان میں سے ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے۔" (آل عمران: ۱۷۹)

(حدیث:۱۰)

جناب ابوبصیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لیعدن احدکم لخروج القائم ولو سهما، فان الله تعالى اذا علم ذلك من نيته رجوت لان ينسئ في عمره حتى يدركه فيكون من اعوانه وانصاره

"تم میں ہر شخص کو قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کے قیام کے لیے ضرور تیاری کرنی چاہیے، خواہ ایک تیر ہی بنا کر اپنے پاس رکھ لو۔ کیونکہ جب خدا اس کی نیت دیکھے گا تو مجھے امید ہے کہ اس کی زندگی اتنی بڑھا دے گا کہ وہ انہیں پا کر ان کے اعوان و انصار میں شامل ہو جائے۔"

(بحار الانوار: ۵۲ ر ۳۶۶ ح ۳، معجم احادیث الامام المہدی: ۶/۳)

oooo

باب نمبر 22

ایک حکم کی دعوت، اور اسلام کا پھر سے اپنے ابتدائی دور میں چلے جانا

(حدیث:۱)

کامل سے روایت منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان قائمنا اذا قام دعا الناس الى امر جديد كما دعا اليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، وان الاسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء.

"بے شک جس وقت ہمارے قائم قیام کریں گے تو لوگوں کو ایک نئے معلوم ہونے والے حکم کی دعوت دیں گے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے حکم کی دعوت دی (جو اس معاشرے میں نیا نظر آتا تھا)۔ اور اسلام جس طرح شروع میں اجنبی اور غیر مانوس تھا اسی طرح عنقریب اس کی دوبارہ وہی حالت ہو جائے گی۔ تو جو (اس پر قائم رہتے ہوئے لوگوں کی نظر میں) اجنبی ہو جائیں انہیں مبارک ہو۔"

(بحار الانوار: ۵۲ ر ۳۶۶ ح ۳، معجم احادیث الامام المہدی: ۳/۱۹)

(حدیث:۲)

ہمیں خبر دی عبد الواحد بن عبد اللہ بن یونس نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن جعفر قرشی نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن حسین بن ابو الخطاب نے وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن سنان نے، انہوں نے نقل کیا مسکان سے، انہوں نے جناب

ابو بصیرؓ سے اور انہوں نے صادق آل محمدؑ سے کہ

"اسلام اس طرح ابتدائے زمانہ میں اجنبی تھا۔ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ اس کی وہی حالت ہو جائے گی۔ تو مبارک ہیں وہ جو اجنبی و انجان بنا دیے جائیں گے۔"

میں نے عرض کی: خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے اور اس کی وضاحت فرمائیے۔

تو امامؑ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ہم اہل بیت رسولؐ میں سے داعی ہو گا وہ ایک نئے حکم کی طرف بلائے گا۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی کیا تھا۔

ہمیں خبر دی عبدالواحد بن عبداللہ نے اسی اسناد کے ساتھ، اس (محمد بن حسین) نے محمد بن سنان سے، اس نے حسین بن مختار سے، اس نے ابو بصیرؓ سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ باقی روایت کا متن وہی ہے جو اوپر گزر رہا ہے۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۶)

(حدیث: ۳)

مالک جہنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ صاحب الامر ایسی صفات بیان کرتے ہیں جو کسی اور میں نظر نہیں آتیں؟ (یعنی یہ مافوق العادت ہیں؟)

تو امامؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ ہو گا یہاں تک کہ وہ خود آ کر ایسی صفات کے ذریعے تم پر حجت قائم کریں گے اور تمہیں اپنی طرف دعوت دیں گے۔

(حدیث: ۴)

سعد بن ابی عمر الجلاب سے مروی ہے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اسلام اپنے آغاز میں اجنبی و بے وطن تھا۔ عنقریب اس کی دوبارہ وہی حالت ہو جائے گی جیسی شروع میں تھی، تو مبارک ہو اجنبی، عنقریب اجنبی ہو جانے والوں کو۔ (بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۶)

(حدیث: ۵)

جناب ابو بصیرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے امیر المومنینؑ کے اس فرمان کا مطلب سمجھائیں آپؑ: "اسلام ابتداء میں اجنبی و مسافر کی طرح تھا، اور عنقریب دوبارہ اس کی وہی حالت ہو جائے گی۔ مبارک ہو غریب الدیار ہو جانے والوں کے لیے"

یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اے ابو محمدؒ! جب قائمؑ قیام کریں گے تو ایک نئے امر کی دعوت دیں گے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

امام کا جواب سن کر میں اٹھا اور آپؑ کے سر کا بوسہ لیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے ایمانی جذبات کا یوں اظہار کیا:

اشهد انك امامي في الدنيا و الآخرة اوالي وليك و اعادي عدوك، و انك ولي الله

"میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؑ دنیا و آخرت میں میرے امام ہیں۔ میں آپؑ کے دوست کو دوست اور آپؑ کے دشمن کو دشمن رکھوں گا۔ بے شک آپؑ اللہ کے ولی ہیں۔"

اس پر امامؑ نے مجھے دعا دی اور فرمایا: خدا تم پر بھی اپنی رحمت نازل کرے۔

(بحار الانوار: ۵۲/ ۳۶۷، معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۵۲)

باب نمبر 23

تاجِ امامت بر سرِ امامِ زمانہؑ

(حدیث:۱)

علی بن احمد نے نقل کیا عبید اللہ بن موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا محمد بن حسین نے، انھوں نے نقل کیا ابن ابو خطاب سے، انھوں نے محمد بن سنان سے، انھوں نے ابو الجارودؒ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا:

الامر فی اصغرنا سنا و اخملنا ذکرا

امر اس شخص میں ہوگا جو سن کے لحاظ سے ہم سب سے چھوٹا اور جس کا ذکر ہم سب سے زیادہ مخفی ہے۔

ہمیں خبر دی علی بن حسین نے، وہ کہتے ہیں: ہمیں خبر دی محمد بن یحییٰ عطار نے، وہ کہتے ہیں: ہم سے بیان کیا محمد بن حسان رازی، انھوں نے نقل کیا محمد بن علی صیرفی سے، انھوں نے محمد بن سنان سے، انھوں نے ابو الجارود اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ (بحار الانوار: ۵۱ر ۳۲)

(حدیث:۲)

جناب ابو بصیرؒ سے مروی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے صادقین علیہما السلام میں سے کسی سے سوال کیا کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ امرِ امامت اس تک پہنچے جس تک ابھی نہیں پہنچا؟

تو جواب ملا: عن قریب ایسا ہوگا۔

میں نے عرض کی: تو وہ کیا کریں گے؟

فرمایا:

یورثہ علما و کتبا و لا یکلہ الی نفسہ

وہ اسے علمی اور کتابی طور پر میراث میں پائیں گے۔ اس کے بعد اس منصب کی وصیت کسی کو نہ کریں گے۔ (بحار الانوار: ۵۱ر ۳۳)

(حدیث:۳)

ابو الجارودؒ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

لا یکون ھذا الامر الا فی اخملنا ذکرا و احدثنا سنا

بالآخر یہ امرِ امامت ہم اہلِ بیتؑ میں سے اس ہستی تک پہنچے گا جس کا ذکر ہم میں سب سے زیادہ مخفی اور جس کا سن ہم میں سب سے چھوٹا ہے۔ (مصدر سابق)

(حدیث:۴)

اسحاق بن صباح سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

یہ امر بالآخر اس ہستی تک پہنچ جائے گا جو اٹھائے جانے کی عمر میں ہوگا [illegible] جس کا ذکر مخفی ہوگا۔ (مصدر سابق)

اے میرے اہلِ ایمان بھائیو! (خدا تم پر رحم کرے) صادقین علیہم السلام کی ان روایات میں خوب غور و فکر کرو جن میں قائمؑ (زمانہ) کی کم عمری کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح ان کا یہ فرمان بھی کہ یہ وقت امرِ امامت کے اس ہستی کی طرف منتقل ہونے کا ہے جو ان میں سب سے چھوٹے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان سے پہلے کسی امام کو اتنی کم سنی میں امامت کا منصب نہیں ملا۔ ذکر کے مخفی ہونے کا اشارہ امام علیہ السلام کی غیبت کی طرف ہے۔ اب جبکہ ان امور کے بارے میں ایک طرف متصل و متواتر روایات موجود ہیں اور دوسری طرف ان کی حقیقت بھی سب کے سامنے ہے، تو صاحبِ عقل کے لیے انھیں تسلیم کرنے میں کوئی حجت باقی نہیں رہتی۔

باب نمبر 24

جناب اسماعیل بن جعفر علیہ السلام اور امامت سرکار موسیٰ کاظم علیہ السلام

(حدیث: ۱)

اسحاق بن عمار صیرفی سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی اسماعیل بن عمار نے امام صادق علیہ السلام کے سامنے اپنا دین و اعتقاد بیان کرتے ہوئے کہا: میں گواہی دیتا ہوں خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ میرے امام ہیں۔ پھر اس نے ایک ایک کر کے ترتیب کے ساتھ تمام آئمہ کے نام لیے۔ جب وہ آپ کے نام تک پہنچا تو کہا: کیا آپ کے بعد جناب اسماعیل امام ہوں گے؟

تو امام نے فرمایا: نہیں! اسماعیل امام نہیں ہوں گے۔ (بحار الانوار: ۴۸ ص ۲۶۱)

(حدیث: ۲)

جناب فیض بن مختار رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: قربان جاؤں اس زمین کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں جسے میں ایک حاکم سے لے کر اس پر اپنے اجارہ داروں کو چھوڑ دوں۔ تا کہ خدا اس میں سے مجھے جو نفع دے تو اس کا آدھا یا تہائی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ میں رکھ لوں۔ کیا یہ درست ہے؟

امام نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

یہ سن کر ان کا بیٹا اسماعیل کہنے لگا: بابا جان! لگتا ہے آپ کچھ بھول رہے ہیں؟

امام نے فرمایا: کیا میں اپنے مزدوروں کے ساتھ بھی یہی نہیں کرتا؟ اسی سے میرے تعلق اسی لیے تو میں اکثر و بیشتر تمہیں کہتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو، مگر تم یہ نہیں کرتے۔

یہ سننا تھا کہ جناب اسماعیل اٹھے اور گھر سے باہر چلے گئے۔

اس پر میں نے عرض کی: قربان جاؤں اگر جناب اسماعیل آپ کے ساتھ نہیں بھی ہوتے تو اس میں کیا حرج ہے؟ کیونکہ آپ کے بعد تمام ذمہ داریاں انہی کے کندھوں پر ہوں گی۔ جیسے آپ کو اپنے بابا علیہ السلام کی طرف سے منتقل ہوئی ہیں۔

امام نے فرمایا: اے فیض! اسماعیل کا مجھ سے وہ تعلق نہیں جو میرا اپنے بابا سے تھا۔

میں نے کہا: قربان جاؤں! مجھے تو اس امر کا پورا یقین تھا کہ آپ تمام ذمہ داریاں اور فرائض ان کے حوالے کریں گے۔ ہم آپ کے بارے میں خدا سے عافیت کا سوال کرتے ہیں، لیکن اگر وہ ہو گیا جس کا ہمیں خدشہ ہے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں؟

امام نے مجھے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

چنانچہ میں نے آپ کے زانوئے اقدس پر بوسہ دیا اور عرض کی: مولا! میرے بڑھاپے پر ترس کھائیے! کہیں آپ کے بعد ہونے والے امام کی معرفت کے بغیر میں نہ چلا جاؤں، قسم بخدا! اگر آپ سے پہلے میں دنیا چھوڑ جاؤں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ مجھ سے پہلے دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں؟

اس وقت انہوں نے مجھ سے کہا: یہیں ٹھہرو، پھر وہ اٹھے اور گھر میں ایک پردے کے پاس گئے اور اسے اٹھا کر اندر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے مجھے آواز دی: اے فیض! اندر آجاؤ۔ تو جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ وہ اپنے مصلائے عبادت پر نوافل ادا کرنے کے بعد قبلہ کی سمت سے تھوڑا رخ پھیر کر بیٹھے ہیں۔ سو میں ان کے سامنے

چلا گیا۔ پھر اس کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وہاں تشریف لائے۔ وہ اس وقت نو عمر لڑکے
تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک جانور [illegible] تھا۔ امام صادق علیہ السلام نے انہیں اپنی آغوش میں بٹھا لیا
اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! آپ نے جانور کیوں اٹھایا ہوا ہے؟

انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی علی کے پاس سے گزرا تو یہ جانور ان کے ہاتھ
میں تھا اور وہ اس سے ایک حیوان کو مار رہے تھے۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے
چھین لیا۔ اس پر امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے فیض! جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
کو حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے دیے گئے تو انہوں نے امیر
المومنین کو ان پر امین مقرر کیا۔ بعد ازاں امیر المومنین نے امام حسن علیہ السلام کو ان پر
نگران بنایا۔ انہوں نے اپنے بعد اپنے بھائی امام حسین کو ان کی حفاظت کی ذمہ داری
سونپی۔ انہوں نے امام علی ابن الحسین زین العابدین کو ان کا امین بنایا۔ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام
کو ان کا امین بنایا اور میرے بابا علیہ السلام نے انہیں میرے سپرد کیا۔ اب تک یہ میرے
پاس تھے۔ میں اپنے بعد اس نو عمر (لڑکے) کو ان کا امین مقرر کر رہا ہوں۔

اس سے میں سمجھ گیا کہ امام کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا: قربان جاؤں مزید
ارشاد فرمائیے۔

تو کہا: اے فیض! جب میرے بابا علیہ السلام یہ چاہتے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ ہو تو وہ مجھے
اپنی دائیں طرف بٹھا کر دعا کرتے اور میں آمین کہتا تو ان کی دعا رد نہ ہوتی۔ اور اب میں بھی
اپنے اس فرزند کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔ کل مجھے تمہاری یاد آئی تو میں نے تمہارا ذکر خیر کیا۔

فیض کہتے ہیں: میری خوشی سے میرے آنسو نکل آئے۔ پھر میں نے درخواست کی:
مجھ سے [illegible] مزید ارشاد فرمائیں۔

فرمایا: جب میرے بابا علیہ السلام کسی سفر پر جاتے تو میں بھی ان کے ساتھ ہوتا۔
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور اب یہ میرا بیٹا بھی میرے ساتھ [illegible] کرتا ہے۔

فیض کہتے ہیں: میں نے کہا: قربان جاؤں! [illegible]

فرمایا: میں اپنے بیٹے سے [illegible] حضرت یعقوب [illegible]
یوسف کی خوشبو محسوس کرتے تھے۔ میں نے کہا: میرے سردار! [illegible]
ہیں ان کے بارے میں تم نے سوال کیا ہے۔ [illegible]
[illegible]

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: [illegible]
سوال کیا تھا تو مجھے بتانے کی اجازت نہ تھی۔ میں نے عرض کی: قربان جاؤں! کیا میں
آگے کسی سے بیان کر سکتا ہوں؟

فرمایا: ہاں، اپنے اہل خانہ [illegible] سے۔

اس وقت میرے اہل و عیال میرے ساتھ [illegible]
میں نے [illegible] یونس بن ظبیان [illegible]
انہوں نے خدا کی [illegible]
[illegible]
قدر کی جانب چل پڑے [illegible]
[illegible] کے پاس پہنچا تو امام صادق علیہ السلام [illegible]

نے وہی حکم صادر کیا ہے جو فیض بن مختارؒ کی وساطت سے تم تک پہنچا۔ خاموشی کے ساتھ قبول کرلو۔ تو انہوں نے کہا: میں نے سنا اور اطاعت کی۔ اس اثنا میں میں اندر داخل ہوا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے فیضؒ! اسے اپنے پاس محفوظ رکھو، اسے اپنے پاس محفوظ رکھو۔

تو میں نے کہا: آپؑ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

(بحار الانوار: ۴۷ر ۲۵۹؛ حلیۃ الابرار: ۲ر ۲۹۰)

﴿حدیث: ۳﴾

ولید بن صبیح سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے اور عبدالجلیل نامی ایک شخص کے درمیان کافی عرصے سے یہ بحث چل رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے خود جناب اسماعیلؒ کو اپنا وصی مقرر کیا ہے۔ چنانچہ میں امام عالی مقامؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا: عبدالجلیل نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپؑ نے جناب اسماعیلؒ کو ان کی وفات سے تین سال قبل اپنا وصی مقرر کیا تھا۔

تو امامؑ نے فرمایا: نہیں! اے ولید، خدا کی قسم! اگر میں نے وصی بنایا تو فلاں (یعنی امام موسیٰ کاظمؑ) کو اپنا وصی بناؤں گا۔ اس کے بعد امامؑ نے ان کا نام بھی بتایا۔

(بحار الانوار: ۴۸ر ۱۴؛ عوالم العلوم: ۲۱ر ۳۳)

﴿حدیث: ۴﴾

جمادہ الصائغ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب مفضل بن عمرؒ سے سنا، وہ امام صادق علیہ السلام سے پوچھ رہے تھے: کیا یہ بھی ہوتا ہے کہ خدا اپنے کسی بندے کی اطاعت فرض کرے اور پھر آسمان کی خبر اس سے مخفی رکھے؟

تو امامؑ نے انہیں جواب دیا: خدا کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے اور وہ اپنے

بندوں پر بے حد مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ ایسا نہیں کرتا کہ اپنے کسی بندے کی اطاعت فرض کرے اور پھر اس سے صبح و شام آسمان کی خبریں پوشیدہ رکھے۔

اسی دوران امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وارد محفل ہوئے تو امامؑ نے جناب مفضلؒ سے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ اس ہستی کی زیارت کرو کہ جو کتاب علیؑ کی وارث ہے؟

مفضلؒ نے کہا: اس سے بڑھ کر مجھے اور کس بات پر خوشی ہوگی؟

تو امامؑ نے فرمایا: یہی وہ ہستی ہیں جن کے پاس مولا علی امیر المومنینؑ کی پوشیدہ کی ہوئی کتاب ہے۔ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: اسے صرف وہی لوگ چھو سکتے ہیں جنہیں پاک کیا گیا ہے۔ (بحار الانوار: ۴۸ر ۲۲)

﴿حدیث: ۵﴾

محمد بن اسحاق سے روایت ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ ان کے بعد اس امر کا وارث کون ہوگا؟ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: وہ جس کے پاس ایک بکری کا بچہ ہے۔ اس وقت سرکار موسیٰ کاظم علیہ السلام گھر کے ایک کونے میں تھے اور ان کے پاس مکی نسل کی ایک بکری کا بچہ تھا۔ وہ اس سے کہہ رہے تھے: اُسْجُدْ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَكَ "اس خدا کو سجدہ کرو جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔" (بحار الانوار: ۴۸ر ۲۳)

﴿حدیث: ۶﴾

معاویہ بن وہب سے روایت نقل ہوئی ہے وہ کہتے ہیں: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو وہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا۔ وہ اس وقت تین سال تھے۔ ان کے پاس مکی نسل کی بکری کا ایک بچہ تھا۔ وہ اس کی رسی پکڑ کر اس سے کہہ رہے تھے: اُسْجُدْ لِلّٰهِ

الَّذِی خَلَقَكَ ''اس خدا کو سجدہ کر جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' انہوں نے تین مرتبہ ایسا کیا تو ان کے ایک چھوٹے سے غلام نے کہا: میرے آقا! اس سے کہیے کہ مر جائے۔

اس پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: تف ہے تجھ پر! کیا زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے، بلکہ یہ تو سب خدا کے اختیار میں ہے۔ (بحار الانوار: ۴۸ / ۱۱۷)

﴿حدیث: ۷﴾

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس مشہور کلام کا حصہ ہے جو انہوں نے جناب اسماعیلؑ کی قبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: میرا تیرے لیے افسوس تجھ پر افسوس کرنے پہ غالب آ گیا ہے۔ اے خدایا! میں نے اسماعیلؑ کو اپنے تمام حقوق کی معافی دی (جو تو میرے بارے میں اس پر فرض کیے تھے) مگر اس نے ان کی ادائیگی میں کوتاہی برتی۔ تو اے خدا تو بھی اسے معاف کر دے جو اس نے تیرے فرض کردہ حقوق کی ادائیگی میں غفلت کی۔ (بحار الانوار: ۴۸ / ۲۳)

﴿حدیث: ۸﴾

جناب زرارہ بن اعینؒ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضیرۂ قدس پہ حاضر ہوا تو ان کے دائیں طرف ان کی اولاد کے سردار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ایک چارپائی تھی جس کے اوپر ایک کپڑا دیا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر امامؑ نے فرمایا: اے زرارہؒ! جاؤ اور داؤد بن کثیر رقیؒ، حمرانؒ اور ابو بصیرؒ کو بلا کر میرے پاس لے آؤ۔ اس دوران جناب مفضلؒ بھی امامؑ کے پاس آ گئے۔ چنانچہ میں گیا اور متعلقہ افراد کو بلا کر لے آیا۔ اس کے بعد فرداً فرداً بہت سے لوگ آتے گئے، یہاں تک کہ ہم تیس افراد ہو گئے۔ جب امامؑ کے پاس کافی لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے فرمایا: اے داؤدؒ! ذرا اسماعیلؑ کے چہرے سے پردہ ہٹانا۔ جب انہوں نے پردہ ہٹایا تو امامؑ نے پوچھا: بتاؤ کیا

اسماعیل زندہ ہے یا دنیا سے جا چکا ہے؟

داؤد نے کہا: میرے مولا! یہ دنیا چھوڑ چکے ہیں۔ پھر امامؑ نے ایک ایک کر کے سب کو جناب اسماعیلؑ کا چہرہ دکھایا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ زندہ ہے یا دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو حاضرین مجلس کے آخری فرد تک سب نے یہی کہا: میرے مولاؑ! وہ اب دنیا میں نہیں رہے۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اے خدا گواہ رہنا۔ پھر آپؑ نے ان کے غسل و حنوط اور کفن پہنانے کا حکم دیا۔

چنانچہ جس وقت ان کی تجہیز و تکفین کے تمام امور کی تکمیل ہو گئی تو امامؑ نے جناب مفضلؒ سے فرمایا: اے مفضلؒ! ذرا اسماعیلؑ کے چہرے سے پردہ ہٹاؤ۔ جب انہوں نے پردہ ہٹا دیا تو امامؑ نے پوچھا: کیا وہ زندہ ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا: جی، وہ زندہ نہیں۔

اس پر امامؑ نے پھر کہا: اے خدا ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ اس کے بعد انہیں اٹھا کر قبرستان لے جایا گیا۔ جب انہیں قبر میں اتار دیا گیا تو امامؑ نے جناب مفضلؒ سے فرمایا: اس کے چہرے سے پردہ ہٹاؤ۔ پھر تدفین کے وقت موجود سب لوگوں سے اقرار لیا کہ بتاؤ وہ زندہ ہے یا نہیں۔

تو ہم سب نے کہا: ان کی رُوح پرواز کر چکی ہے۔

اس وقت امامؑ نے فرمایا:

اللهم اشهد، و اشهدوا فانه سيرتاب المبطلون، يريدون اطفاء نور الله بافواههم، (ثم أو ما الى موسى عليه السلام) والله متم نوره ولو كره المشركون

''اے خدا! گواہ رہنا، اور اے لوگو! تم بھی گواہ رہو۔ عن قریب اہل باطل اسماعیلؑ کی بابت شک پیدا کریں گے اور خدا کے نور کو پھونکوں سے بجھانے کی

کوشش کریں گے۔ پھر امام نے سرکار موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:
مگر خدا تو اپنے نور کو تمام کر کے ہی رہے گا خواہ مشرک اس پر راضی نہ ہوں۔"

پھر جب ہم نے ان پر نظر ڈال دی تو امام نے ایک مرتبہ پھر ہم سے اقرار لیا کہ یہ میت جسے حنوط و کفن دے کر اس لحد میں دفنایا گیا کس کی ہے؟ ہم نے کہا: اسماعیل کی۔

اس وقت امام نے فرمایا:

اللهم اشهد. ثم اخذ بيد موسى عليه السلام. و قال: هو حق، و الحق منه الى ان يرث الله الارض و من عليها

"اے خدا! گواہ رہنا۔ پھر امام نے سرکار موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ حق ہیں اور حق ان سے ہے۔ یہاں تک کہ خدا اس زمین اور اس کے مکینوں کا وارث کسی اور کو بنا دے۔" (بحار الانوار: ۴۸/۲۱؛ عوالم العلوم: ۲۱/۳۸)

میں نے اس حدیث کو اپنے کسی اہل ایمان بھائی کے پاس دیکھا۔ اس نوشتے میں ذکر تھا کہ یہ ابو المرجی ابن محمد الغمر التغلبی کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں یہ بھی درج تھا کہ اسے ابو علی نے بیان کیا ہے۔ وہ اسے ابو الفرج مظفر بن احمد قمی سے، انہوں نے سعد سے، انہوں نے محمد بن صدقہ سے، محمد بن عمرو سے اور ان دونوں نے جناب زرارہؓ سے نقل کیا ہے۔

ابو المرجی نے ذکر کیا ہے کہ اس نے یہ حدیث اپنے کسی مومن بھائی کے سامنے پیش کی تو اس نے کہا: اسے حسن ابن منذر نے جناب زرارہؓ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ البتہ اس نے اس میں ان الفاظ کا بھی ذکر کیا ہے: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

و الله ليظهرن عليكم صاحبكم و ليس في عنقه لاحد بيعة. و قال: فلا يظهر صاحبكم حتى يشك فيه اهل

اليقين. قل هو نبأ عظيم انتم عنه معرضون

"اللہ کی قسم! تمہارے آقا جس وقت ظہور کریں گے تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی۔ مزید فرمایا: تمہارے حاکم اس وقت تک ظاہر نہ ہوں گے جب تک اہل یقین بھی ان میں شک نہ کرنے لگیں۔ کہہ دیجئے کہ یہ ایک بہت بڑی خبر ہے مگر اس کی طرف متوجہ نہیں ہو۔"

(حدیث: ۹)

صفوان بن جمال ساربان سے روایت ہے کہ منصور بن حازم اور ابو ایوب الخزاز نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور ان کے ساتھ میں بھی تھا۔ انہوں نے کہا: ہم آپ پر قربان جائیں! انسانوں پر صبح بھی آتی ہے اور شام بھی۔ (یعنی جیسے سایہ کی مانند ہیں، آتا ہے)۔ آپ کے بعد ہم کس کی طرف رجوع کریں؟

ان کا سوال سن کر امام نے اپنا ہاتھ عبد صالح جناب موسیٰ کاظمؑ پر پھیر اور فرمایا: ان کی طرف۔ وہ اس وقت پانچ سال کے تھے اور انہوں نے دو حلیہ چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں۔ اس وقت ابن عبداللہ ابن جعفر بھی گھر میں موجود تھے۔ (۴۸/۴۹)

باب نمبر 25

امام کی معرفت واجب ہے

(حدیث:۱)

جناب زرارہ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اپنے امام کی معرفت حاصل کرو، جب تمہیں معرفت ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ امر پہلے ہو یا بعد میں۔

(الکافی: ۱/ ۳۷۱ ح ۱؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۱۵؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۴۲۹؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۱؛ غایۃ المرام: ۳/ ۷۴ ح ۲؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۵/ ۲۳۱)

(حدیث:۲)

جناب فضیل بن یسارؒ سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس فرمان الٰہی: (یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ) کی تفسیر پوچھی، تو انہوں نے فرمایا:

"اے فضیل! اپنے امام کی معرفت حاصل کرو، جب تم اپنے امام کو پہچان لو گے تو تمہارے لیے اس بات سے کوئی فرق نہ آئے گا کہ اس کا امر پہلے ہو یا بعد میں۔ جو شخص اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل کرے اور صاحب الامرؑ کے قیام سے پہلے دنیا سے چلا جائے تو وہ ایسا ہے کہ گویا ان کے لشکر میں بیٹھا ہوا ہو، نہیں بلکہ وہ ایسا ہے کہ گویا ان کے پرچم کے نیچے موجود ہو۔ (بعض راویوں نے یہ بھی نقل کیا ہے: وہ ایسا ہے کہ گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ جنگ میں شہید ہوا ہو۔) (مصادر سابق)

(حدیث:۳)

جناب ابوبصیرؒ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: قربان جاؤں! ہماری آسودگی و راحت کا وقت کب آئے گا؟

تو امامؑ نے فرمایا:

"اے ابوبصیرؒ! کہیں تم دنیا کے چاہنے والے تو نہیں بن گئے؟ جس نے اس امر کی معرفت حاصل کر لی اسے اپنے امام کا منتظر رہنے کے سبب آسودگی و راحت نصیب ہو گئی۔" (مصادر بالا)

(حدیث:۴)

اسماعیل بن محمد خزاعی سے روایت منقول ہے کہ جناب ابوبصیرؒ نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور اسے میں سن رہا تھا۔ سوال یہ تھا کہ آپ کی نظر میں کیا میں قائم آل محمدؑ کا زمانہ پاؤں گا؟

تو امامؑ نے فرمایا:

'اے ابوبصیرؒ! کیا تمہیں اپنے امام کی معرفت نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! وہ آپ ہی ہیں۔ اس پر صادق آل محمدؑ نے فرمایا:

واللہ ما تبالی یا ابابصیر! ان لا تکون محتبیا بسیفک فی ظل رواق القائم

اے ابوبصیرؒ! جب تو اپنے امام کو پہچانتا ہے تو تیرے لیے کوئی چیز مانع نہیں بن سکتی کہ تو اپنی تلوار لے کر قائم آل محمدؑ کے خیمے کے سامنے جہاد کے لیے آمادہ رہے۔

(سابقہ حوالہ جات)

﴿حدیث:۵﴾

فضیل بن یسارؒ نے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا آپؑ نے ارشاد فرمایا:

من مات ولیس له امام فمیتته میتة جاهلیة، ومن مات وهو عارف لامامه لم یضره تقدم هذا الامر او تاخر ومن مات وهو عارف لامامه کان کمن هو قائم مع القائم فی فسطاطه

جو شخص مرگیا اور اس نے اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت حاصل نہ کی وہ جہالت کی موت مرا۔ جو شخص اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کر کے مر جائے اس بات سے کچھ فرق نہیں پڑے گا کہ یہ امر پہلے ہو یا بعد میں۔ جو شخص اپنے امامؑ کی معرفت کے ساتھ دنیا سے گیا وہ ایسا ہے کہ گویا قائم آل محمدؑ کے ساتھ ان کے خیمے میں موجود ہو۔

(المحاسن: ۱۵۵؛ الکافی: ۱/ ۳۷۱؛ اثبات الہداۃ: ۱/ ۸۶؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۷۷؛ منتخب الاثر: ۵۱۶؛ معجم احادیث الامام المہدی: ۳/ ۳۳۳)

﴿حدیث:۶﴾

عمر بن ابان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا:

اعرف العلامة، فاذا عرفته لم یضرک تقدم هذا الامر أو تاخر، ان الله تبارک و تعالی یقول: ﴿یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ فمن عرف امامه کان کمن هو فی فسطاط المنتظر علیہ السلام

"علامہ (علم الٰہی کے خازن) کی معرفت حاصل کرو۔ جب تم اسے پہچان لو تو تمہارے لیے اس بات سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ یہ امر پہلے ہو یا بعد میں۔ بے شک خداوند متعال فرماتا ہے: (اس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔) جس نے اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کر لی وہ ایسا ہے کہ گویا امام منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کے ہمراہ ان کے خیمے میں موجود ہو۔"

(سابقہ حوالہ جات)

﴿حدیث:۷﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کرو، جب تم اپنے امام کو پہچان لو گے تو پھر تمہارے لیے کچھ مشکل نہیں کہ یہ امر پہلے واقع ہو یا بعد میں۔ کیونکہ خدائے عز وجل فرماتا ہے: ﴿یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ تو جس نے اپنے امام کو پہچان لیا وہ ایسا ہے کہ گویا قائمؑ کے خیمے میں موجود ہو۔ (سابقہ حوالہ جات)

باب نمبر 26

بعد از قیام، قائم آلِ محمدؐ کی حکمرانی کا عرصہ

﴿حدیث:۱﴾

عبداللہ بن ابی یعفورؒ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

یملک القائم تسع عشرۃ سنۃ و اشھرا

قائم آلِ محمدؐ ۱۹ سال اور کچھ ماہ حکومت کریں گے۔

(اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۴۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۴۰؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۲۹۸؛ العدد: ۱۳۳؛ اشارۃ الاسلام: ۱۸۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۷۹)

﴿حدیث:۲﴾

عبداللہ بن ابی یعفورؒ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ الشریف ۱۹ سال اور کچھ مہینے حکومت کریں گے۔ (سابقہ حوالہ جات)

﴿حدیث:۳﴾

جابر بن یزید جعفیؒ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا آپؑ فرما رہے تھے:

واللہ لیملکن رجل منا اھل البیت ثلاثمائۃ سنۃ و ثلاث

عشرۃ سنۃ و یزداد تسعا

اللہ کی قسم! ہمارے اہل بیت کا ایک فرد تین سو تیرہ سال حکومت کرے گا پھر اس پر نو سال کا مزید اضافہ کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا: یہ کب ہوگا؟

امام نے فرمایا: قائم آلِ محمدؐ کے دنیا سے جانے کے بعد۔

میں نے پوچھا: قائمؑ اس دنیا میں کتنا عرصہ حکومت کریں گے؟

فرمایا:

تسع عشرۃ سنۃ من یوم قیامہ الی یوم موتہ

ان کی اپنے قیام سے وفات تک ۱۹ سال حکمرانی ہوگی۔ (تفسیر عیاشی: ۲/ ۳۲۶؛ الاختصاص: ۲۵۷؛ مختصر بصائر: ۲۰۸؛ منتخب الانوار: ۳۰۲؛ الایقاظ من الھجعۃ: ۳۳۷؛ اثبات الہداۃ: ۳/ ۵۵۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۴۰؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۴۶۵؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۲۹۸؛ الرجعۃ: ۱۷۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۳۲۹)

﴿حدیث:۳﴾

عبداللہ بن ابی یعفورؒ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان القائم یملک تسع عشرۃ سنۃ و اشھرا

"بلاشبہ قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف انیس سال اور کچھ ماہ حکومت کریں گے۔"

اب جبکہ ہم نے اپنا مقصد پورا کر لیا اور اپنی مراد کو پا لیا ہے تو اس انعام عظیم پر خدائے بزرگ و برتر کا اپنے قلب و روح کی گہرائیوں سے شکر ادا کرتے ہیں اور اس کی حمد کرتے ہیں جیسے وہ اس کا لائق ہے۔ ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ محمد و آلِ محمدؐ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کرے، ہمیں دنیا و آخرت میں اس ایمان و یقین پر قائم رکھے

ہدایت، علم، بصیرت اور قوت فہم میں اضافہ کرے۔ ہمارے دلوں کو ہدایت یافتہ ہونے کے بعد ان میں کجی وخم پیدا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنی رحمت کے بے پایاں خزانوں سے نوازتا رہے۔ بے شک وہ بہت کرم کرنے والا اور عطا گر ہے۔

والحمد لله رب العالمين و صلى الله على محمد و آله الطاهرين وسلم تسليما كثيرا مبارکا زاکیا ناميا طيبا برحمتك يا ارحم الراحمين.

✿✿✿✿

حجتِ خدا ناحیہ مقدس قائم آلِ محمدؑ کی خدمتِ اقدس میں شکریہ کی ادائیگی منظوم

کلام : سیدہ شہناز عابدی دختر سید عزیز الحسن عابدی
درگاہ سید الساجدینؑ، لالہ زار واہ کینٹ

مجھ کو میرے امامؑ — یہ دے دیا ہے کام
ہر روز صبح و شام — کرتی رہوں مدام
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

ہر لمحہ ہو سلام — ہر روز ہو ادا
ہر ماہ ہو سلام — ہر سال ہو سلام
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

شکرانہ اُدا ہو — دوگانہ ادا ہو
نذرانہ اُدا ہو — پیش میرے امامؑ
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

پیمانہ بھر دیا — اتنا پلا دیا
مدہوش کر دیا — میرا سخی امامؑ
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

اِک بات کہی تھی اِک عرضی بھی دی تھی
بس اِک صدا تھی بلوانا مجھ کو شام
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

رہتا ہے دِل اُداس اَب آؤ میرے پاس
بلواؤ اپنے پاس یادیں ہیں پھر مدام
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

تنہائی ہے بڑی دوری بھی ہے بڑی
اشکوں کی ہے جھڑی یہ خط ہے تیرے نام
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

پڑھنا ہے ضرور مجھ کو ہے یہ غرور
آئیں گے وہ ضرور حاضر میرے امامؑ
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا

مشکور ہوں بہت مجبور ہوں بہت
گھر دُور ہے بہت ہووے وہیں قیام
شکریہ آپ کا ، شکریہ آپ کا